عمران سیریز

آپریشن ڈیزرٹ ون

مظہر کلیم ایم اے

پاکستانی پوائنٹ

کہ سابقہ ناولوں کی طرح یہ ناول بھی آپ کی پسند کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔

اب آپ ناول کا مطالعہ کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں آپ کے لئے ایک عظیم۔ ضخیم ترین اور انتہائی منفرد گولڈن جوبلی نمبر کی تیاریوں میں مصروف ہو سکوں۔

یہ گولڈن جوبلی نمبر عمران سیریز کا ایک لازوال کارنامہ ہو گا۔ ایک ایسا کارنامہ جس پر عمران کو بھی یقیناً ہمیشہ فخر رہے گا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔اے

پوری عمارت میں عجیب سی ویرانی پھیلی ہوئی تھی۔ شہر سے ذرا ہٹ کر یہ دو منزلہ عمارت آثار قدیمہ کی صف میں تو نہیں آتی تھی مگر کافی بوسیدہ اور پرانی تھی۔

عمارت کے صدر دروازے پر ایک پرانا سا بورڈ نصب تھا جس میں آدھے مٹے ہوئے الفاظ میں "برائٹ واٹر کلب" لکھا ہوا تھا۔ عمارت کے لان میں خودرو جھاڑیوں کی طرح پھیلی ہوئی گھاس سے ظاہر ہوتا تھا جیسے اس عمارت کے مکین انتہائی لاپرواہ اور کاہل ہوں۔ عمارت کے لان کے ساتھ ایک کافی بڑا کار پورچ موجود تھا جس میں اس وقت دو تین کاریں کھڑی تھیں۔ عمارت کے پورچ اور برآمدے میں کم پاور کے بلب ٹمٹما رہے تھے جن کی ملگجی سی روشنی ماحول کو کچھ ضرورت سے زیادہ افسردہ اور ویران بنا رہی تھی۔

عمارت کے برآمدے میں دو تین نوجوان باتیں کرتے ہوئے ٹہل رہے تھے اور اندر ایک بڑے کمرے میں پانچ افراد کرسیوں پر خاموش بیٹھے تھے۔ ان کے چہروں پر عجیب سی سنسنی اور اشتیاق کے آثار نمایاں تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انہیں کسی عجیب اور سنسنی خیز واقعہ کا انتظار ہو۔

"پاکیشیا کے ایکسٹو کا نمائندہ کوئی زبردست شخصیت ہو گی" ـــــ ان میں سے

ایک آدمی نے ساتھ والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں — ہونا تو ایسے ہی چاہیئے — بڑی شہرت سنی ہوئی ہے ایکسٹو کی" — دوسرے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی، ان میں سے ایک نے بڑی پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس طرغان سپیکنگ" — اس کا لہجہ تحکمانہ اور وقار لئے ہوئے تھا۔

"باس! — مہمان پہنچ گئے ہیں مگر —" دوسری طرف سے بولنے والے نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"مگر کیا" — ؟ طرغان نے چونک کر کہا۔

"باس! — ایک نوجوان اور ایک غیر ملکی عورت ہے — نوجوان کوئی مسخرہ سا ہے، عجیب سی حرکتیں کرتا ہے" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ! پاس ورڈ کا تبادلہ ہوا" — ؟ طرغان نے تشویش آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"یس باس — پاس ورڈ صحیح ہیں" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تو پھر وہ صحیح آدمی ہوں گے — انہیں فوراً یہاں لے آؤ۔ ہم ان کا انتظار کر رہے ہیں" — طرغان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"او۔کے باس" — دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور طرغان نے رسیور رکھ دیا۔ اور رسیور رکھتے ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے باہر برآمدے میں ٹہلنے والے ایک نوجوان نے دروازے کے اندر جھانکا۔

"ناجم مہمان آ رہے ہیں ہوشیار رہو — خاص طور پر ماحول پر نظر رکھی جائے"۔ طرغان نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او۔کے باس" — نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے غائب ہو گیا۔

"نصیرالدین کا فون تھا — وہ تو کہہ رہا تھا کہ آنے والے کچھ عجیب سے ہیں — ایک مسخرہ سا نوجوان اور ایک غیر ملکی عورت" — طرغان نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! — یہ کیسے ہو سکتا ہے — ؟ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس میں غیر ملکی عورت کا کیا کام — پھر مسخرہ نوجوان" — قریب بیٹھے ہوئے ایک لمبوترے سے چہرے والے نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"مگر پاس ورڈ صحیح ہیں اور یہ پاس ورڈ خاص طور پر صرف ایکسٹو کو بتائے گئے تھے" — طرغان نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ذرا ہوشیار رہنا چاہیئے۔ حالات بیحد سنگین ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم مار کھا جائیں" — ایک اور نوجوان نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے — اور کمرے میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

چند لمحوں بعد ناجم کمرے میں داخل ہوا۔

"باس ماحول او۔کے ہے — کسی قسم کی کوئی گڑبڑ نہیں ہے — ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے" — ناجم نے طرغان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — مگر پھر بھی ہوشیار رہنا" — طرغان نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ناجم سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس مسخرے سے نوجوان کے یہاں پہنچنے سے پہلے کیوں نہ ہم پاکیشیا سے ان کے بارے میں پوچھ لیں — اس طرح کچھ تسلی ہو جائے گی" — لمبوترے چہرے والے نے طرغان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا آئیڈیا ٹھیک ہے — انہیں یہاں تک پہنچنے میں دس منٹ تو لگ ہی جائیں گے" — طرغان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی

طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔ دوسرے لمحے دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس ہیڈ کوارٹر سپیکنگ" ---- لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"طرغان سپیکنگ ---- فوراً پاکیشیا ایکسٹو سے بات کراؤ ---- اگر ایکسٹو سے رابطہ قائم نہ ہو سکے تو پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان سے بات کراؤ۔ مگر جس قدر جلد ممکن ہو سکے" ---- طرغان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس! صرف چند سیکنڈ انتظار فرمائیے" ---- دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکدم مودبانہ ہو گیا اور چند لمحوں بعد ہی وہی آواز دوبارہ ابھری۔

"باس! ---- سرسلطان سے بات کیجئے ---- ایکسٹو سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا" ---- انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ملواؤ جلدی" ---- طرغان نے کہا اور پھر ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے سرسلطان کی باوقار آواز سنائی دی۔

"سرسلطان سپیکنگ"۔

"طرغان سپیکنگ چیف آف آران سیکرٹ سروس" ---- طرغان نے کہا۔

"اوہ مسٹر طرغان ---- خیریت" ---- ؟ سرسلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! ---- جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ہم نے آپ کے ملک کی سیکرٹ سروس کی طرف سے امداد کی سرکاری طور پر درخواست کی تھی اور اس سلسلے میں ایکسٹو سے بات ہوئی تھی ایکسٹو نے اپنے نمائندے بھیجنے کا کہا تھا اور آج ان کے نمائندے ہمارے پاس پہنچ رہے ہیں ---- وہ ایئرپورٹ پر پہنچ چکے ہیں۔ ان میں ایک مسخرہ سا نوجوان اور ایک غیر ملکی عورت ہے۔ انہوں نے پاس ورڈ صحیح بتلائے ہیں مگر میں نے مناسب سمجھا کہ ان کے بارے میں آپ سے رپورٹ لے لوں کیونکہ حالات بیحد سنگین ہیں اور ہم

کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتے" ---- طرغان نے کہا۔

"میں آپ کی پریشانی سمجھ گیا مسٹر طرغان ---- وہ مسخرہ سا نوجوان ہمارے ملک کی ناک ہے۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ دونوں بالکل صحیح افراد ہیں اور یقین کریں کہ جیسے ہی انہوں نے حالات کو اپنے کنٹرول میں لیا۔ سب کچھ صحیح ہو جائے گا" ---- سرسلطان نے جواب دیا۔

اسی لمحے باہر پورچ میں کار رکنے کی آواز سنائی دی۔

"او۔ کے سر ---- بس یہی پوچھنا تھا ---- خدا حافظ" ---- طرغان نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

اب ان سب کی نظریں دروازے پر لگی ہوئی تھیں جہاں سے ایکسٹو کے نمائندوں نے داخل ہونا تھا۔ ان کے چہروں پر عجیب سا اشتیاق اور سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ جیسے وہ انسانوں کی بجائے کسی مافوق الفطرت مخلوق کا انتظار کر رہے ہوں۔

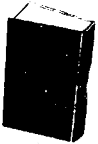

دیوہیکل جمبو جیٹ فضا میں کسی بڑے پرندے کی طرح تیرتا ہوا انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جمبو جیٹ کی آرام دہ اور کشادہ نشستیں مختلف رنگ و نسل اور قومیتوں کے مسافروں سے بھری ہوئی تھیں۔ فرسٹ کلاس کی پہلی قطار میں عمران اور جولیا بیٹھے ہوتے تھے۔ کھڑکی سے قریبی نشست پر عمران براجمان تھا

جبکہ اس کے سامنے والی سیٹ پر جولیا موجود تھی۔

ایکسٹو نے اچانک ہی جولیا کو ایرپورٹ پر پہنچنے کے لئے کہا اور وہ جب وہاں پہنچی تو اس کی ملاقات عمران سے ہوگئی۔ پھر عمران کی زبانی ہی پتہ چلا کہ وہ دونوں آران کے دارالحکومت تاران جا رہے ہیں۔ جولیا نے عمران کے لباس کو دیکھ کر بڑی ناک بھوں چڑھائی مگر ایکسٹو کے حکم کی وجہ سے وہ مجبور تھی ورنہ وہ اس تماشے کے ساتھ سفر کرنے سے خودکشی کر لینا زیادہ بہتر سمجھتی۔

عمران نے لباس کے انتخاب میں آج تو حد کر دی تھی۔ اس نے شوخ سرخ رنگ کی پتلون پہن رکھی تھی جس کی سائیڈوں پر بینڈ ماسٹروں کی طرح سفید رنگ کی پٹیاں بنی ہوئی تھیں۔ اوپر گہرے نیلے رنگ کی قمیض تھی جو اس طرح مسلی ہوئی تھی جیسے کسی گھڑے سے نکال کر پہن لی گئی ہو۔ کالر کا بٹن غائب تھا مگر اس پر شوخ زرد رنگ کی پرانی سی ٹائی لٹک رہی تھی۔ ٹائی کی ناٹ کچھ اس انداز میں باندھی گئی تھی جیسے اسے بل دے کر گانٹھ دے دی گئی ہو۔ سر پر تنکوں کا بنا ہوا ہیٹ تھا جس کے آدھے سے زیادہ تنکے اُدھڑے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے کسی کوڑے کے ڈرم سے اٹھایا گیا ہو۔

"کیا تمہیں یہی لباس ملا تھا پہننے کو" —— ؟ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں — کیا قباحت ہے اس لباس میں" —— ؟ عمران نے یوں چونک کر پوچھا جیسے جولیا نے کوئی حیرت انگیز بات کر دی ہو۔ اس وقت وہ جہاز کی سیڑھی پر چڑھنے کے لئے مسافروں کی قطاریں میں کھڑے ہوئے تھے۔

"ایک دم تھرڈ کلاس —— کسی سرکس کے مسخرے لگ رہے ہو" —— جولیا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ — میں نے تو اپنی طرف سے بڑی میچنگ کی ہے۔ اگر تمہیں پسند نہیں تو

۔دیتا ہوں —— قدرتی لباس پر تو ظاہر ہے کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر پتلون کی بیلٹ کھولنے لگا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو —— میں یہیں سے واپس ہو جاؤں گی چاہے مجھے گولی کیوں نہ مار دی جائے" —— جولیا نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔ اُسے عمران کی طبیعت کا اچھی طرح علم تھا کہ وہ ابھی لباس اتار کر پھینک دے گا اور ننگا ہو کر [illegible] پڑے گا۔

"کمال ہے — نہ یوں مانتی ہو نہ یوں —— اب بھلا قدرتی لباس پر بھی تمہیں اعتراض ہے" —— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے عمران کے آگے کھڑا ہوا مسافر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اور عمران کو بھی اس کے پیچھے قدم بڑھانے پڑے۔ سیڑھی کے قریب کھڑی ایئرہوسٹس نے ٹکٹ دیکھنے کے لئے عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنی جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔ چہرے پر بوکھلاہٹ طاری تھی اور پھر دوسرے لمحے اس نے طمانیت کی ایک طویل سانس لی اور جیب سے ہاتھ نکال کر جب اس نے بند مٹھی ایئرہوسٹس کے کھلے ہاتھ پر کھولی تو دس پیسے کا سکہ ایئرہوسٹس کے ہاتھ پر جگمگا رہا تھا۔

"آج کل مالی حالات خراب ہیں —— ورنہ تم جیسی خوبصورت گداگرنی کو ضرور کچھ بڑی رقم خیرات میں دیتا" —— عمران نے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر یوں سیڑھیاں چڑھنے لگا جیسے اُسے اپنے مالی حالات کی کمزوری پر شدید ندامت ہو۔

ایئرہوسٹس کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے حیرت سے پھیلتی چلی گئیں اور پھر دوسرے لمحے اس کا چہرہ ندامت اور شرمندگی سے ٹماٹر کی طرح سُرخ ہو گیا۔

عمران اتنی دیر میں تین سیڑھیاں چڑھ چکا تھا۔ جولیا بھی دانت پیسنے اس

کے پیچھے تھی۔ ظاہر ہے وہ دانت ہی پیس سکتی تھی۔ تمام کاغذات وغیرہ تو ٹو کے پاس ہی تھے۔

"اے مسٹر" — ایئر ہوسٹس نے سخت اور جلالی انداز میں عمران کو پکارا ہوتے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ کم ہے مگر مالی حالات" — عمران نے سر ہلا کر بے نیازی کہا اور پھر وہ چھلانگیں لگاتا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ دروازے پر موجود ایئر ہوسٹس نے بورڈنگ کارڈ کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"دس پیسے تھے جیب میں — وہ تمہاری ساتھی کو خیرات کر چکا ہوں — میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوتا کہ یہاں گداگروں کا گروہ موجود ہے کچھ زیادہ ہی پیسے جیب میں ڈال لاتا" — عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں ایئر ہوسٹس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تو بورڈنگ کارڈ مانگ رہی ہوں جناب" — ایئر ہوسٹس نے کچھ سمجھتے ہوئے کہا۔

"واہ واہ — اب تو واقعی ہمارا ملک ترقی کرتا جا رہا ہے — نقد رقم کی بجائے کریڈٹ کارڈ خیرات میں مانگے جا رہے ہیں — کیوں جولیا" — عمران نے پاس کھڑی ہوئی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے" — جولیا عمران کی اس حرکت پر غصے سے پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ اور پھر اس نے جھپٹ کر عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بورڈنگ کارڈ اور ٹکٹیں چھینیں اور انہیں ایئر ہوسٹس کے حوالے کر دیا۔

"آپ محسوس نہ کریں — میرا ساتھی کچھ کریک واقع ہوا ہے" — جولیا نے ایئر ہوسٹس سے مخاطب ہو کر کہا۔

اوہ کوئی بات نہیں — ہمارا واسطہ ہر قسم کے مسافروں سے پڑتا رہتا ہے۔" ہوسٹس نے کاروباری مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا مگر صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنی جھلاہٹ پر قابو پا رہی ہے۔

میں تو کچھ کریک ہوں — مگر یہ پوری کریک ہے — بڑی مشکل سے ٹانکے کر یہاں تک لے آیا ہوں اسے — آپ کا جہاز زیادہ ہلتا تو نہیں۔ کہیں ایسا ہو کہ جھٹکے لگنے سے ٹانکے کھل جائیں اور یہ جہاز میں ہی بکھر جائے" — عمران اینٹھن قینچی کی طرح چلنے لگی۔ مگر اسی لمحے جولیا اُسے دھکیلتی ہوئی جہاز کے اندر لے گئی اور پھر بورڈنگ کارڈ کے مطابق وہ اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

تمام مسافر حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہے تھے مگر عمران کے چہرے سے ذرا سا بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ اُسے کسی کی پرواہ ہے۔

"یہ آخر ہم کس سلسلے میں تاران جا رہے ہیں" — جہاز کے فضا میں بلند ہوتے ہی جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

کچھ شادی وغیرہ کا چکر ہے — بڑی مشکل سے مانا ہے تمہارا چوہا — کہہ رہا کہ کم سے کم میری نظروں کے سامنے تو یہ حماقت نہیں ہوگی — تو بھلا شادی جیسے مقدس فرض کو حماقت کہہ رہا ہے — حالانکہ خود بھی اسی حماقت کی پیداوار ہے یہ حماقت نہ ہوتی تو چوہے صاحب آسمان پر واقع کسی روحوں کے سٹور میں بیٹھے جھک مار رہے ہوتے" — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور جولیا نے منہ پھیر لیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران کچھ بتلانا نہیں چاہتا۔ اور جب وہ کوئی بات بتانا چاہے تو پھر اس سلسلے میں بحث کا نتیجہ خودکشی کی صورت میں ہی نکل سکتا ہے اتنے میں ایک ایئر ہوسٹس ان کے قریب آ کر رک گئی۔

آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے" — ایئر ہوسٹس نے بیک وقت ان دونوں

سے مخاطب ہوکر پوچھا۔ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"میرا گلا خراب ہے — توت کا شربت لادو" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"توت کا شربت" — ایئر ہوسٹس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! — خراب گلے کے لئے توت کا شربت بڑی اکسیر چیز ہے۔ اس کے پینے سے گلے کی اوور ہالنگ ہو جاتی ہے — ایک گلاس پینے کے بعد غلام فرید صابری قوال لتا منگیشکر بن جاتے ہیں" — عمران نے ایئر ہوسٹس کو توت کے شربت کی خوبیاں سمجھانی شروع کر دیں۔

"کوکا کولا لے آؤ" — جولیا نے مداخلت کرتے ہوئے کہا اور ایئر ہوسٹس عجیب سی نظروں سے عمران کو دیکھتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"تم غیر ملکی لوگ توت کے شربت کی خاصیت کیا جانو — بھلا کوکا کولا بھی کوئی مشروب ہے۔ اگر کولا ہی پینا ہے تو پھر ستو کولا پینا چاہیئے۔ کچھ غذائیت ہی سہی بھلا کوکا کولا میں کیا ملتا ہے — ؟ پھر مجھے اس نام سے کوکا پنڈت یاد آجاتا ہے" عمران نے جولیا کو ہی سمجھانا شروع کر دیا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے" — جولیا نے بری طرح جھنجلاتے ہوئے کہا۔

"رہ سکتا ہوں بالکل رہ سکتا ہوں — بلکہ ساری عمر رہ سکتا ہوں — مگر شادی کے بعد — شادی سے پہلے تو دولہا خوب بولتا ہے اور دلہن صرف شرماتی ہی رہتی ہے مگر شادی کے بعد بولنے کا سارا کام دلہن سنبھال لیتی ہے اور دولہا غریب خاموش ہی رہتا ہے — بولنے کے لئے انرجی کی ضرورت ہوتی ہے اور شادی کے بعد دولہا کے پاس اور شاید سب کچھ ہو۔ کم سے کم انرجی نہیں ہوتی" — عمران کی زبان بھلا کیسے رک سکتی تھی۔ اور پھر جولیا پیر پٹخ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا موڈ ایسا تھا جیسے

ابھی نیچے چھلانگ لگا دے گی۔

"ارے ارے کہاں جا رہی ہو — ؟ بیٹھو بیٹھو، چلو تم کوکا کولا ہی پی لینا۔ مگر بیٹھو تو سہی" — عمران نے چونک کر کہا مگر جولیا تیزی سے چلتی ہوئی سیدھی کاک پٹ میں گھستی چلی گئی اور عمران آنکھیں پٹپٹاتا اُسے جاتے دیکھتا رہ گیا۔

چند لمحوں بعد جولیا کاک پٹ سے واپس آئی تو اس کے ساتھ سیکنڈ پائلٹ تھا۔ ایک سمارٹ سا خوبصورت نوجوان۔ وہ عمران کے قریب آکر رک گیا۔

"آپ خاتون کو کیوں پریشان کر رہے ہیں" — ؟ سیکنڈ پائلٹ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے غالب کو پڑھا ہے۔ بڑا گریٹ شاعر تھا — دیکھیں کتنا خوبصورت شعر ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں — "جو تیری محفل سے نکلا سو پریشان نکلا" — پہلا مصرعہ یاد نہیں آرہا۔ کم بخت حافظہ بھی عین موقع پر جواب دے جاتا ہے" — عمران نے پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ چہرے پر شدید جھنجلاہٹ تھی۔

"دیکھیئے صاحب! — یہ ٹھیک ہے کہ آپ ٹکٹ لیکر جہاز پر بیٹھے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنے ساتھی مسافر کو پریشان کریں" — سیکنڈ پائلٹ نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ہر شے مسافر — ہر چند راہی — میں بھی مسافر آپ بھی مسافر — یہ دنیا ہے ہی سفر۔ مگر کچھ لوگ اس سفر کو جلد ختم کرنے کے لئے اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں — کیوں جناب!" — عمران کی زبان چلتی ہی گئی۔ مگر اس نے آخری فقرہ انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تھا اور اس کا آخری فقرہ سنکر سیکنڈ پائلٹ یکدم چونک پڑا۔

"کک کیا مطلب" — ؟ سیکنڈ پائلٹ کی زبان لڑکھڑا گئی۔

مطلب پوچھنے والی بیماری آپ کو بھی ہے ——— سچ سچ ——— خاصے پڑھے لکھے نظر آتے ہیں آپ" ——— عمران نے یکدم سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سیکنڈ پائلٹ سنبھلتا ——— عمران نے اچانک دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے بڑھائے اور سیکنڈ پائلٹ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر وہ تیزی سے گھوم گیا۔

اب سیکنڈ پائلٹ کے دونوں ہاتھ مڑ کر اس کی پشت پر آگئے تھے۔ سیکنڈ پائلٹ نے اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے جدوجہد کی۔

"خبردار! اگر ذرا سی بھی حرکت کی تو دونوں بازو توڑ ڈالونگا" ——— عمران نے زخمی سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

اور اس اچانک واقعہ سے تمام مسافر چونک پڑے۔

"جولیا اس کی تلاشی لو۔ جلدی" ——— عمران نے حیرت زدہ انداز میں کھڑی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جولیا کو جیسے ہوش آگیا ہو۔ اس نے انتہائی پھرتی سے سیکنڈ پائلٹ کی جیب کی تلاشی لی اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مگر انتہائی طاقتور بم موجود تھا۔

عمران کی طرف بڑھنے والی ایئر ہوسٹیں اور سیکورٹی گارڈ جولیا کے ہاتھ میں بم دیکھ کر یوں رک گئے جیسے ان کے پیروں کو فرش نے جکڑ لیا ہو۔

"کک ۔ کیا مطلب" ——— ؟ سیکورٹی گارڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ حیرت بھرے انداز میں کبھی بم کو اور کبھی سیکنڈ پائلٹ کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ سیکنڈ پائلٹ کے میک اپ میں ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے سیکنڈ پائلٹ کو دھکا دے کر تیزی سے پلٹنے والی سیٹ پر دھکیل دیا۔

سیکورٹی گارڈ نے اپنی جیب سے ریوالور نکال لیا اور ظاہر ہے کہ اس کا رخ سیکنڈ پائلٹ کی طرف ہی تھا۔ مگر سیکنڈ پائلٹ نے اسی لمحے تیزی سے اپنا منہ چلایا۔ عمران نے

جھپٹ کر اس کا جبڑا پکڑنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ سیکنڈ پائلٹ کے منہ سے نیلے رنگ کی جھاگ کے بلبلے نکلنے لگے اور اس نے ایک لمحے کے لئے اپنا سر پٹکا اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔

"سائنائیڈ کیپسول" ——— عمران ایک طویل سانس لیتے ہوئے بڑبڑایا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

"آپ کو اس پر شک کیسے ہوا" ——— ؟ سیکورٹی گارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں علم نجوم جانتا ہوں۔ میں نے حساب لگایا اور اسے پکڑ لیا" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور سیکورٹی گارڈ یوں بے اختیار سر ہلانے لگا جیسے وہ عمران کی بات پر ایمان لے آیا ہو۔

عمران نے جولیا کے ہاتھ سے بم لیا اور پھر انتہائی مہارت سے اس کا فیوز کھینچ کر توڑ دیا۔ اب وہ بم بیکار ہو چکا تھا۔

جہاز کے تمام مسافر یوں حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے جیسے عمران کی بجائے انہیں کوئی مافوق الفطرت چیز نظر آ رہی ہو۔

"بھئی کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو ——— اسے گھسیٹ کر لے جاؤ۔ اب میں باقی سفر کھڑے کھڑے تو نہیں گزار سکتا" ——— عمران نے سیکورٹی گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور حیرت زدہ سیکورٹی گارڈ نے آگے بڑھ کر سیکنڈ پائلٹ کی لاش کو بازوؤں سے پکڑا اور جھٹکا دے کر سیٹ سے نیچے کھینچ لیا اور پھر وہ اسے اٹھا کر کاک پٹ کی طرف بڑھا۔

عمران واپس اپنی سیٹ پر یوں بیٹھ گیا جیسے بس میں کافی دیر سے کھڑے ہوئے آدمی کو اچانک کوئی خالی سیٹ نظر آ جاتی ہے۔

"یہ سب کچھ کیسے ہوا ——— ؟ کیا تمہیں پہلے سے اس کے متعلق علم تھا" ——— ؟ جولیا

نے حیرت زدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو کیا سیکورٹی گارڈ کی طرح تم نے بھی مجھے نجومی سمجھ لیا ہے" ـــــ ؟ عمران نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور جولیا دانت بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ اُسے یہ سارا چکر سمجھ میں نہ آیا تھا۔ وہ تو بس جھلاہٹ میں کاک پٹ میں چلی گئی تھی اور اس نے جا کر پائلٹ سے عمران کی شکایت کی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ پائلٹ کچھ کہتا، سیکنڈ پائلٹ انتہائی پھرتی سے اپنی سیٹ سے اٹھا اور اس کے ساتھ باہر چل دیا۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ عمران نے جان بوجھ کر اسے جھلاہٹ کی اس اسٹیج پر پہنچا دیا تھا کہ وہ کاک پٹ میں گھس جاتی اور پھر سیکنڈ پائلٹ باہر آجاتا۔ ظاہر ہے کاک پٹ میں عمران اس پر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا ورنہ جہاز کی مشینری کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جہاز کے عملے کے لوگ عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ اس سے سوالات کر رہے تھے مگر ظاہر ہے کہ عمران سے اصل حقیقت اگلوا لینا خالہ جی کا کھیل تو نہ تھا۔ وہ انہیں ایسے اُوٹ پٹانگ جواب دے رہا تھا کہ آخر تنگ آکر وہ سب اس کا پیچھا چھوڑ گئے۔

تھوڑی دیر بعد تاران ایئرپورٹ پر جہاز کے اترنے کا اعلان ہوا۔ اور پھر جیسے ہی عمران اور جولیا دوسرے مسافروں کے ساتھ نیچے اترے، تاران کی پولیس نے انہیں گھیر لیا۔ سیکنڈ پائلٹ والے واقعہ کی اطلاع چیف پائلٹ نے پہلے ہی دیدی تھی۔ اس لئے تحقیقات کے لئے پولیس وہاں موجود تھی۔

سیکنڈ پائلٹ کی لاش جہاز سے نیچے اتاری گئی۔ اور پھر عمران نے صرف اتنا بیان دیا کہ وہ پاکیشیا کی اسلحہ ساز فیکٹری میں کام کرتا ہے اور سیکنڈ پائلٹ کی جیب کے مخصوص ابھار سے وہ سمجھ گیا کہ اس کی جیب میں بم ہے۔ بس اس نے اُسے پکڑ لیا۔ پولیس افسران نے اس پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی مگر ظاہر ہے عمران اپنی بات پر اڑا رہا۔ اور پھر

آخرکار انہیں اس کی جان چھوڑنی پڑی۔ عمران نے اپنے بیان پر دستخط کئے اور ایک ہوٹل کا پتہ دے کر وہ ایئرپورٹ منیجر کے کمرے سے باہر آگیا۔ جولیا بھی اس کے ہمراہ تھی۔

ایئرپورٹ کی عمارت سے باہر آکر عمران ٹیکسی سٹینڈ کے قریب آکر رک گیا۔ ایک دو ٹیکسی ڈرائیوروں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر عمران نے انہیں لفٹ ہی نہیں کرائی۔ وہ یوں اطمینان سے کھڑا تھا جیسے اس نے اتنا طویل سفر یہاں کھڑے رہنے کے لئے ہی کیا ہو۔

"کیا مصیبت ہے ـــــ اب یہیں کھڑے رہو گے کیا" ـــــ ؟ جولیا نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"آؤ" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ٹیکسی سٹینڈ میں سب سے آخر میں کھڑی ہوئی ٹیکسی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹیکسی خالی کھڑی تھی۔ شاید ڈرائیور کو علم تھا کہ اس کا نمبر کافی دیر بعد آئے گا۔ اس لئے وہ کہیں چائے پینے چلا گیا ہوگا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور ڈرائیور کی قریب والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا ایک لمحے کے لئے کھڑی رہی۔ پھر وہ بھی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان جس نے ڈرائیوروں کی مخصوص وردی پہنی ہوئی تھی تیزی سے ٹیکسی کے قریب آیا اور عمران والی کھڑکی کے قریب آکر رک گیا۔

"یہ ٹیکسی تو کافی دیر میں نکلے گی جناب! ـــــ آپ آگے والی ٹیکسی میں بیٹھ جائیں"۔ ڈرائیور نے قدرے مودبانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہاری ٹیکسی کا نمبر ۹۹۸۸ ہے اور اس کا مجموعہ ۳۴ بنتا ہے۔ اور ۳۴ کو جمع کیا جائے تو ۷ بنتا ہے اور سات میرا لکی نمبر ہے اس لئے میں تو اسی ٹیکسی میں سفر کروں گا" ـــــ عمران نے نجومیوں کی طرح حساب لگا کر جواب دیا۔

"یہ تو ٹھیک ہے جناب!" ـــــ ڈرائیور نے کچھ کہنا چاہا۔

"بھئی ویڈنگ کے چار چیز علیحدہ دونگا۔ بے فکر رہو" ——— عمران نے ڈرائیور کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سیٹ کی پشت سے سر ٹیک کر آنکھیں بند کر لیں اور دوسرے لمحے اس کی ناک سے زوردار خراٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

ڈرائیور چند لمحے خاموش کھڑا عمران اور جولیا کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس چلا گیا۔

"کیا یہ کوئی مخصوص کوڈ ہے" ——— ؟ ڈرائیور کے جاتے ہی جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے تم تو شادی سے پہلے ہی سمجھدار ہوتی جا رہی ہو ——— میں نے تو سنا تھا کہ شادی کے بعد عورتوں کی عقل کام کرنا شروع کرتی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پھرتی سے سیٹ سے اپنا سر ہٹا لیا۔ ورنہ جولیا کا مکہ جو پوری قوت سے سیٹ پر پڑا تھا اس کے سر پر پڑتا۔

قطار میں موجود ٹیکسیاں تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھیں مگر عمران والی ٹیکسی کا نمبر ابھی کافی دور تھا۔ اس لئے جولیا نے اطمینان سے بیٹھ جانے میں بھلائی سمجھی ۔ اسے اس سارے واقعہ کے سر پیر کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ اس طرح اچانک چلنا ——— پھر عمران کا عجیب و غریب حلیہ ——— راستے میں سیکنڈ پائلٹ والا واقعہ ——— یہ سب کچھ اسے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کچھ بے ربط سے واقعات اکٹھے ہو گئے ہوں۔ اس کا ذہن ان واقعات میں کوئی منطقی ربط نہ ڈھونڈ پا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہی نوجوان سا ڈرائیور تیزی سے ٹیکسی کے قریب آیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کہاں چلنا ہے جناب!" ——— ڈرائیور کا لہجہ اس بار مودبانہ تھا۔

ایسی جگہ جہاں ہم دونوں کی شادی آسانی سے ہو سکے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ سمجھ گیا ہو۔ دوسرے لمحے اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ اور پھر اس نے بڑی مہارت اور پھرتی سے ٹیکسی کو دائیں طرف کاٹا اور قطار سے نکل کر دوسری ٹیکسیوں کو کلاس کرتا ہوا تیزی سے سڑک پر آ گیا۔

عمران نشست سے سر ٹکائے بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ جولیا بھی خاموشی سے بیٹھی تاران کی رونق دیکھ رہی تھی۔ وہ پہلے بھی کئی بار تاران آ چکی تھی مگر اس بار تاران کا حلیہ ہی بدلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ پہلے یہاں جدید فیشن اور عریانی کی بھرمار تھی مگر اس بار ایسی کوئی بات دور دور تک نظر نہ آ رہی تھی۔ آران کے حالیہ انقلاب نے یہاں کے باشندوں کی کایا ہی پلٹ دی تھی۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد شہر سے باہر جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ ڈرائیور کی آنکھیں بار بار بیک مرر کی طرف اٹھ جاتیں۔

"فکر نہ کرو یہ محترمہ اپنی مرضی سے میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے آئی ہیں۔ میں انہیں اغوا کر کے نہیں لایا" ——— عمران نے اچانک ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب جناب! ——— ؟ میں سمجھا نہیں" ——— ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم بار بار یہ دیکھنے کی کوشش کر رہے ہو کہ کوئی ہمیں پکڑنے تو نہیں آ رہا ——— اس لئے تمہیں بتا رہا ہوں کہ بے فکر رہو۔ ایسی کوئی بات نہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں جناب ——— بس ویسے ہی" ——— ڈرائیور کچھ کہتے کہتے رک گیا اور پھر اس نے کار موڑی اور ایک ویران اور سنسان سی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔

عمارت کی پیشانی پر پرانا سا بورڈ نصب تھا جس پر "برائیٹ واٹر کلب" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے ۔

جیسے ہی پورچ میں کار رکی ۔ دو نوجوان تیزی سے کار کی طرف لپکے اور پھر انہوں نے دروازے کھول دیئے اور عمران بڑے اطمینان سے نیچے اتر آیا۔ جولیا بھی نیچے اتر آئی ۔ وہ حیرت سے ارد گرد کے ماحول کو دیکھ رہی تھی ۔

" کیا باراتی وغیرہ آگئے ہیں ـــــ ؟ انتظام مکمل ہے" ـــــ ؟ عمران نے بڑے رازدارانہ انداز میں ایک نوجوان سے پوچھا۔ اور نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے انہیں سامنے والے دروازے کی طرف بڑھنے کے لئے کہا اور عمران یوں اکڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا جیسے واقعی وہ دولہا ہو۔ جولیا خاموشی سے اس کے پیچھے چل رہی تھی ۔

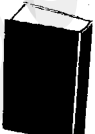

سپرپاور ایکریمیا کے دارالحکومت ناگنگٹن سے چار سو کلو میٹر دور انتہائی وسیع و عریض فوجی کالونی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ کالونی اتنی وسیع و عریض تھی کہ ایک بڑے شہر جیسا درجہ رکھتی تھی۔ یہاں ایکریمیا کے جدید ترین اسلحہ کے زیر زمین خفیہ گودام تھے یہاں افواج سے متعلقہ بے شمار شعبوں کے ہیڈ کوارٹر موجود تھے ۔ اسے فوج میں زیرو کالونی کے نام میں پکارا جاتا تھا۔ زیرو کالونی ایکریمیا کی فوجی طاقت کا ایسا مرکز تھا جس سے پوری

دنیا میں ایکریمیا کے پھیلے ہوئے خفیہ فوجی اڈوں کو کنٹرول کیا جاتا تھا۔ یہاں ہر طرف وسیع و عریض عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کالونی کی حفاظت کا خصوصی انتظام کیا گیا تھا اور خصوصی کارڈز اور خصوصی کوڈ کے بغیر اس کالونی میں داخلہ ناممکن تھا۔ روزانہ آنے والوں کی بھی الیکٹرونک آلات سے گہری چھان بین ہوتی ۔

زیرو کالونی کے شمالی کونے میں ایک چھوٹی سی عمارت سب سے الگ تھلگ موجود تھی بظاہر یہ چھوٹی سی عمارت فوجی بارک لگتی تھی مگر یہ عمارت ایکریمیا کی انتہائی خفیہ تنظیم "ڈیول ہاٹ" کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس تنظیم میں پورے ایکریمیا سے چھانٹ کر ایسے افراد کو بھرتی کیا جاتا تھا جو کسی نہ کسی فن میں مہارت تامہ کا درجہ رکھتے ہوں۔

دنیا میں جہاں بھی ایکریمیا کوئی خفیہ دہشت پسندانہ کارروائی کرنا چاہتا۔ "ڈیول ہاٹ" بڑی کامیابی سے اس کام کو سرانجام دیتی۔ اس طرح پوری دنیا کے سربراہ اس تنظیم سے لرزاں رہتے۔ کیونکہ کسی بھی وقت اس تنظیم کے ذریعے ان کی حکومت کا تختہ الٹا جا سکتا تھا۔

تنظیم کا سربراہ کرنل بلیک ووڈ تھا جسے عرف عام میں کرنل بلیک کے نام سے یاد کیا جاتا۔ کرنل بلیک اتنی مہارت اور ذہانت سے کام کرتا کہ آج تک اسے کسی بڑے سے بڑے مسئلے میں ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑا تھا۔ کرنل بلیک براہ راست صدر ایکریمیا کے ماتحت تھا۔ اس لئے ایکریمیا میں بھی اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ صدر کے علاوہ کسی کو گھاس نہیں ڈالتا تھا۔

اس وقت بھی کرنل بلیک اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور کرنل بلیک چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ سرخ رنگ کے اس ٹیلیفون کا تعلق براہ راست صدر ایکریمیا سے تھا۔ اس نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

" کرنل بلیک سپیکنگ" ـــــ کرنل بلیک نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا ۔

"صدر صاحب سے بات کیجئے" ——— دوسری طرف سے صدر کے پی اے نے کہا اور پھر ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور کرنل بلیک سمجھ گیا کہ اب اس کا رابطہ براہ راست صدر سے ہوگیا ہے۔

"کرنل بلیک! ——— ایک اہم مسئلہ درپیش ہے ——— تمہیں ناران میں ایکریمین سفارت خانہ پر قبضے اور ایکریمی یرغمالیوں کے متعلق تو تفصیل سے علم ہے" ——— صدر کی باوقار آواز سنائی دی۔

"یس سر! ——— تمام تفصیلات کا پوری طرح علم ہے" ——— کرنل بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم نے بڑی کوشش کی ہے کہ سفارتی سطح پر یا اقتصادی پابندیوں سے حکومت آران کو مجبور کیا جا سکے کہ وہ یرغمالیوں کو چھوڑ دے مگر میں نے محسوس کیا ہے کہ ایسی کوششوں کا کوئی فائدہ نہیں اور جیسے جیسے دن گزرتے جا رہے ہیں حکومت ایکریمیا پوری دنیا میں بدنام ہو رہی ہے اس لئے میں نے ذاتی طور پر فیصلہ کیا ہے کہ یرغمالیوں کو گوریلا کاروائی کے ذریعے حکومت آران کے پنجے سے نکالا جائے" ——— صدر نے کہا۔

"آپ کا فیصلہ مناسب ہے جناب!" ——— کرنل بلیک نے مؤدبانہ مگر سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اور میں نے بہت غور وخوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ کاروائی "ڈیول ہاٹ" کے تحت کی جائے ——— مجھے یقین ہے کہ ماضی کی طرح ڈیول ہاٹ اس بار بھی کامیابی سے دوچار ہوگی" ——— صدر مملکت نے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں ——— ڈیول ہاٹ کی لغت میں ناکامی کا لفظ موجود نہیں ہے۔ پھر آران پسماندہ ملک ہے۔ ان کے پاس ہماری کاروائیوں کا توڑ نہیں ہو سکتا" کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"اس غلط فہمی میں نہ رہنا ——— اگر اس منصوبے کی بھنک روساہ کے کانوں میں پڑ گئی تو وہ ہمیں نیچا دکھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا ——— اور دوسری بات یہ کہ اگر ہمارے مشن میں ذرا سی بھی خامی رہی تو پوری دنیا تیسری عالمی جنگ کی لپیٹ میں بھی آ سکتی ہے" ——— صدر کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب! ——— مگر آپ بے فکر رہیں۔ ہمارا مشن یقیناً کامیاب رہے گا" ——— کرنل بلیک نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم ایسا کرو کہ اس مشن کے بارے میں تفصیلی منصوبہ بنا کر چوبیس گھنٹوں کے اندر مجھے پیش کرو۔ تاکہ میں اس کی منظوری دے سکوں" ——— صدر نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر! ——— میں منصوبے پر کام شروع کر دیتا ہوں ——— مجھے یقین ہے کہ میں بروقت اس کی تفصیلات مہیا کر دوں گا" ——— کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— مشن کا کوڈ کیا ہوگا" ——— ؟ صدر نے پوچھا۔

"سر ——— میرے خیال میں اس مشن کا کوڈ "ڈیزرٹ ون" ٹھیک رہے گا" ——— کرنل بلیک نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

"ڈیزرٹ ون ——— او کے ——— منصوبہ مکمل ہونے پر اسی کوڈ کے ذریعے مجھ سے بات کر لینا ——— بائی بائی" ——— صدر نے جواب دیا اور کرنل بلیک نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ اسے اس خطرناک منصوبہ کی بین الاقوامی اہمیت کا اچھی طرح احساس تھا۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اور دوسرے لمحے سامنے دیوار پر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر ایک نوجوان کا چہرہ نظر آنے لگا۔

"نمبرون! ـــــ سیکرٹ میٹنگ کال کرو اور حکومت آران اور پرغالیوں کے بارے میں تمام تفصیلات میٹنگ میں پیش کرو" ـــــ کرنل بلیک نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے باس" ـــــ نمبرون کے لب ہلے اور دوسرے لمحے اس کا چہرہ سکرین سے غائب ہوگیا۔

کرنل بلیک نے بٹن آف کر دیا۔

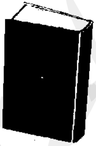

عمران اور جولیا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے میں موجود سب افراد اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سب کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں اور ان کے چہروں سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے انہوں نے دنیا کا آٹھواں عجوبہ دیکھ لیا ہو۔

"کلاس سٹ ڈاؤن" ـــــ عمران نے قریب جاکر قدرے بلند آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ خالص سکول ماسٹروں والا تھا۔

"میرا نام طرغان ہے اور میں آران سیکرٹ سروس کا چیف ہوں" ـــــ طرغان نے عمران کے فقرے کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

آران سیکرٹ سروس کے چیف کے الفاظ کا عمران پر تو کوئی اثر نہ ہوا۔ البتہ جولیا بری طرح چونک پڑی کیونکہ اس کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ وہ اتنے اہم لوگوں سے ملاقات کرنے جا رہی ہے۔ اب اسے عمران پر غصہ آ رہا تھا جو اس اوٹ پٹانگ لباس

میں یہاں پہنچا تھا۔

"میرا نام علی عمران ہے ـــــ میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم ایس سی، ڈی ایس سی کیا ہوا ہے اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پردہ نشین چیف ایکسٹو کا رقیب روسیاہ ہوں ـــــ معاف کیجئے میں تو رقیب روسفید ہوں البتہ وہ میرا رقیب روسیاہ ہے۔ یہ محترمہ جو میرے ساتھ بڑی مسکین سی صورت بنائے کھڑی ہے۔ جولیانا فنٹز واٹر ہے سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف ـــــ اسی کی وجہ سے چیف اور مجھ میں رقابت کا طویل سلسلہ چل رہا ہے" ـــــ عمران نے اپنا اور جولیا کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا اور ان سب کی نظریں اس بار جولیا پر جم گئیں۔ کیونکہ ظاہر ہے سیکنڈ چیف کی اہمیت عام ممبر سے زیادہ ہونی چاہیئے۔

اور پھر طرغان نے اپنے ساتھیوں سے ان دونوں کا تعارف کرایا۔ وہ سب حکومت آران کے اعلیٰ عہدیدار تھے اور پھر طرغان کے کہنے پر ان دونوں نے کرسیاں سنبھال لیں۔

دوسرے لمحے ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ایک ٹرالی گھسیٹتا ہوا لایا اور اس پر مشروبات کے گلاس موجود تھے۔ اس نے بڑے ادب سے مشروبات کے گلاس پہلے عمران اور جولیا کے سامنے رکھے اور پھر باقی سب کے سامنے رکھے۔ اور پھر خالی ٹرالی گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اور دروازہ بند کر دیا گیا۔

"مس جولیانا! ـــــ ہم نے آپ کو ایک انتہائی اہم کام کے لئے تکلیف دی ہے" ـــــ طرغان نے اس بار براہ راست جولیانا سے مخاطب ہوکر کہا۔ اس نے علی عمران کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔ شاید یہ اس تعارف کی وجہ سے تھا جو عمران نے کرایا تھا۔

"جی" ـــــ جولیا نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی بے بسی کے آثار نمایاں تھے۔ سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف ہونے کی وجہ سے نہ ہی وہ اب پیچھے ہٹ

سکتی تھی اور نہ اسے کسی بات کا علم تھا۔ اسے دل ہی دل میں ایکسٹو پر غصہ آ رہا تھا جو اسے کچھ بتائے بغیر عمران کے ساتھ بھیج دیتا ہے۔ ادھر عمران بڑے اطمینان اور سکون سے مشروب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے اتنا طویل سفر صرف مشروب کا ایک گلاس پینے کے لئے اختیار کیا ہو۔

"آپ کو یہ علم تو ہے کہ ہم نے سپر پاور ایکریمیا کے سفارت خانے کے عملے کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ ایکریمیا دنیا کی دو بڑی طاقتوں میں سے ایک ہے۔ اس کے پاس ہر قسم کے وسائل موجود ہیں اس لئے ان لوگوں کو یرغمالی بنا کر ہم دراصل آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھے ہوئے ہیں ——— حکومت ایکریمیا سفارتی سطح پر ان یرغمالیوں کو رہا کرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ جب تک یہ سلسلہ تھا تو ہمیں اس بارے میں کوئی فکر نہ تھی۔ مگر اب ہمیں اطلاع ملی ہے کہ حکومت ایکریمیا یرغمالیوں کی رہائی کے لئے اپنی سب سے خطرناک تنظیم "ڈیول ہاٹ" کو حرکت میں لاتی ہے" ——— طرغان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔ مگر جب ڈیول ہاٹ کا نام سننے کے باوجود جولیا کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا تو طرغان کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یا تو یہ عورت انتہائی فولادی اعصاب کی مالک ہے اور یا پھر فراڈ ہے۔ کیونکہ ڈیول ہاٹ ایک ایسا نام تھا جو بڑے بڑے جاسوسوں کے جسم پر کپکپاہٹ طاری کر دیتا تھا۔ ادھر جولیا نے زندگی میں پہلی بار یہ نام سنا تھا اس لئے اسے اس کی اہمیت کا قطعاً احساس تک نہ تھا۔

"پہلے تو یہ بتائیے مسٹر کاغان ——— اوہ سوری ——— مسٹر طورغان" ——— عمران نے اچانک درمیان میں ٹپکتے ہوئے کہا۔

"میرا نام طرغان ہے" ——— طرغان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— معاف کیجئے۔ میری یادداشت کچھ کمزور واقع ہوئی ہے ——— مسٹر طرغان! اس بارے میں کتنے افراد کو علم ہے کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ڈیول ہاٹ کے سلسلے میں امداد مانگی ہے ——— ؟ اور ہم لوگوں کے آنے کی اطلاع کس کس کو ہے" ——— ؟ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صرف ہم لوگوں کو جو یہاں موجود ہیں ——— کیوں" ——— ؟ طرغان نے عمران کی بے پناہ سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو اس بات کا یقین ہے" ——— ؟ عمران نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔

اب عمران کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ چند لمحے پہلے والا مسخرہ ہے اب اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی اور پہاڑوں جیسا وقار تھا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے ——— میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ صحیح کہہ رہا ہوں" ——— طرغان نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ڈیول ہاٹ کو خواب آ گیا تھا کہ ہم لوگ آپ کی امداد کے لئے آ رہے ہیں اور انہوں نے اس جہاز کو ہی اڑا دینے کا منصوبہ بنا لیا جس پر ہم سفر کر رہے تھے"۔ عمران نے بھی جھنجلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کیا مطلب ——— ؟ کیا آپ پر راستے میں حملہ ہوا تھا" ——— ؟ طرغان کے ساتھ ساتھ سب بری طرح چونک پڑے۔

"جی ہاں! ——— ڈیول ہاٹ کا ایک فرد سیکنڈ پائلٹ کے روپ میں جہاز میں موجود تھا اور میں نے جب اسے پکڑا تو اس کی جیب سے ٹائم بم برآمد ہوا ——— اور اس نے کچھ بتلانے سے پہلے ہی دانتوں میں چھپا ہوا سائنائیڈ کیپسول کھا کر خودکشی کر لی" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! — یہ کیسے ہو سکتا ہے — ہم سب اپنے ملک کے ذمہ دار لوگ ہیں ہم میں سے بات باہر کیسے جا سکتی ہے" — ؟ طرغان نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا ٹیلیفون ٹیپ کیا گیا ہو — اس طرح بات نکل گئی ہو" — طرغان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر شخص نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔ طرغان نے اس کا تعارف ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کے طور پر کرایا تھا۔

"آپ کو کیسے علم ہوا کہ وہ شخص ڈیول ہاٹ کا نمائندہ تھا" — ؟ اچانک عمران کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بڑا دلچسپ سوال کیا ہے — ڈیول ہاٹ کے افراد اپنی شناخت کے لئے ایک مخصوص نشان رکھتے ہیں اور میں اس مخصوص نشان سے واقف ہوں۔ اور معاف کیجیئے وہ مخصوص نشان آپ کے پاس بھی موجود ہے" — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ عقاب کی طرح اس شخص پر جھپٹ پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ہتھیلی کی زور دار ضرب اس شخص کی کنپٹی پر جمائی اور وہ لہراتا ہوا کرسی سے فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اور باقی سب افراد بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ آپ نے کیا کر دیا — یہ ہمارے سیکرٹری وزارتِ دفاع ہیں" — طرغان نے چیختے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! — میں جانتا ہوں، آپ نے تعارف کرایا تھا — مگر یہ اصل سیکرٹری نہیں بلکہ ان کے میک اپ میں ڈیول ہاٹ کے نمائندے ہیں" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھک کر بیہوش شخص کا منہ کھولا اور اس کی انگلیاں تیزی سے اس کے دانتوں میں حرکت کرنے لگیں۔ چند لمحوں بعد اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا کیپسول موجود تھا۔ اس نے کیپسول میز پر رکھ دیا۔

"یہ سائنائیڈ کیپسول ہے — میں نے اسے اس لئے بیہوش کیا تھا تاکہ یہ اسے چبا نہ سکے — آپ کاربن امونیا سلوشن منگوا لیجیئے اور ان کا میک اپ صاف کیجیئے۔ اصل شخصیت سامنے آجائے گی" — عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور وہ سب عمران کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے عمران کے سر پر اچانک سینگ نکل آئے ہوں۔ مگر عمران بڑے اطمینان سے بیٹھا باقی ماندہ مشروب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر ازلی حماقتوں کی نقاب چڑھ چکی تھی۔

جولیا کا چہرہ فخر سے سرخ ہو رہا تھا۔ عمران نے اپنی اہمیت منوالی تھی۔

طرغان نے جلدی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بُری طرح پھڑک رہا تھا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ کمرے کا منظر دیکھ کر وہ یوں ٹھٹھک گیا جیسے اُسے کوئی بھوت نظر آگیا ہو۔

"تاجم! — کاربن امونیا سلوشن اور تولیہ لے آؤ" — طرغان نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مم — مگر" — تاجم نے حیرت بھرے انداز میں کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں، وہ کرو" — طرغان نے غصیلے لہجے میں کہا اور تاجم پھرکی کی طرح گھوم کر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مسٹر عمران! — آپ کو اس پر کیسے شک ہوا" — ؟ طرغان نے دونوں ہاتھ بڑی بے چینی کے سے انداز میں ایک دوسرے سے رگڑتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ڈیول ہاٹ کو شاید پاگلوں کا ٹولہ سمجھا ہوا ہے کہ وہ بندوقیں اٹھا کر آئیں گے اور یرغمالیوں کو چھڑا کر لے جائیں گے — مسٹر طرغان! وہ انتہائی خوفناک اور عیار تنظیم ہے — ان کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ ان کے پاس جاسوسی

کا جدید ترین نظام موجود ہے۔ اب دیکھیئے کہ ہماری یہاں آمد ان سے چھپی نہیں رہی حالانکہ مس جولیا کو بھی اصل بات کا علم نہ تھا۔ یہ تو شکر ہے کہ ہوائی اڈے پر ہی میں نے سیکنڈ پائلٹ کو ان کے نمائندے سے باتیں کرتے دیکھ لیا اور اس طرح نہ صرف ہم بچ کر یہاں پہنچ گئے بلکہ جہاز بھی بچ گیا۔ پھر میں نے اس کمرے میں داخل ہوتے ہی ان کی آنکھوں میں حیرت کی وہ جھلکیاں دیکھ لی تھیں جو آپ سب کے تاثرات سے یکسر مختلف تھیں۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔ کمال ہے ۔۔ آپ کی ذہانت اور مشاہدہ بے مثال ہے"۔۔۔۔ طرغان کے ساتھ ساتھ باقی ممبروں کے چہرے پر بھی تحسین کے آثار اُبھر آئے تھے۔

اتنے میں تاجم سلوشن کی بوتل اور تولیہ لے کر دوبارہ کمرے میں آیا اور پھر طرغان کے حکم پر جب بیہوش آدمی کے چہرے پر سلوشن ڈال کر تولیے سے رگڑا گیا تو وہاں ایک غیر ملکی چہرہ نمودار ہو گیا۔ پھر طرغان کے حکم پر اس بیہوش نوجوان کو وہاں سے لے جایا گیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"۔۔۔۔ ؟ طرغان نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر طرغان!۔۔۔۔ میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ آپ کو جو کچھ علم ہے۔ آپ اس کی فائل مجھے دے دیں۔ پھر میں خود اپنے طور پر اس مشن پر کام کروں گا۔ جب کیس ختم ہو جائے گا تو آپ کو رپورٹ مل جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"لیکن ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔۔ ؟ میں نے اپنے عظیم لیڈر کو رپورٹ دینی ہے"۔۔۔۔ طرغان نے کہا۔

"آپ جانیں اور آپ کے لیڈر۔۔۔۔ میں تو اپنے طور پر کام کروں۔ جہاں ضرورت پڑی آپ سے رابطہ قائم کیا جائے گا۔ ورنہ نہیں۔۔۔۔ اگر آپ کو منظور ہو تو ٹھیک ورنہ آپ اپنے طور پر کام کریں۔۔۔۔ اور میں اپنے طور پر"۔۔۔۔ عمران نے دوٹوک سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

طرغان چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں سر جھٹکا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ وہ رپورٹ ہے جس کے تحت ہمیں علم ہوا کہ ڈیول ہاٹ یرغمالیوں کو چھڑانے کے لئے کام کر رہی ہے ۔۔۔ بس اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے"۔

"بس کافی ہے۔۔۔۔ آپ ایسا کریں کہ ہمیں شہر میں کسی جگہ ڈراپ کرا دیں ۔۔ میں کوشش کروں گا کہ کسی اہم واقعہ کی اطلاع آپ کو دیتا رہوں ۔۔ بائی بائی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر لفافہ جیب میں ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ہی کھڑی ہو گئی۔

طرغان نے تاجم کو بلا کر عمران اور جولیا کو شہر میں چھوڑنے کی ہدایات دیں اور تاجم انہیں لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

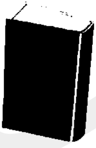

کرنل بایک نے بڑے مسرت بھرے انداز میں ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کو میز پر

پٹک دیا اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ کر اپنے آپ ہی مسکرانے لگا۔ اس کے چہرے پر خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔

وہ سیدھا پریذیڈنٹ ہاؤس سے آ رہا تھا اور اُسے خوشی اس بات پر تھی کہ صدر نے نہ صرف منصوبے کی باضابطہ منظوری دے دی تھی بلکہ اتنا اچھا منصوبہ تیار کرنے پر اُسے دل کھول کر داد دی تھی۔ کرنل بلیک کی دن رات کی محنت آج ٹھکانے لگ گئی تھی۔ اس نے تین دن اور تین راتیں جاگ کر اور ہزاروں کی تعداد میں سگریٹ پھونک کر "ڈیزرٹ ون" کا بے داغ اور اچھوتا منصوبہ تیار کیا تھا۔ ایک ایسا منصوبہ جس کی کامیابی پر پوری دنیا میں ایکریمیا کی دھاک بیٹھ جائے گی اور دنیا کو ایک بار پھر معلوم ہو جائے گا کہ ایکریمیا کے پاس بہترین دماغ موجود ہیں۔ اُسے صرف خطرہ یہ تھا کہ کہیں صدر مملکت اس منصوبے کو رد نہ کر دیں کیونکہ اس منصوبے میں ذرا سی کوتاہی سے ایکریمیا ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار ہو سکتا ہے مگر صدر مملکت کو ڈیول ہاٹ کی صلاحیتوں کا علم تھا اس لئے انہوں نے منصوبے میں بغیر کوئی ترمیم کئے اس کی باضابطہ طور پر منظوری دے دی تھی۔

ابھی کرنل بلیک یہ باتیں سوچ رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے نیلے رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس کرنل بلیک سپیکنگ"۔۔۔۔۔ کرنل بلیک نے رسیور اٹھا کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"چیف آف اٹلانٹک سروس سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"اوہ!۔۔۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔ ؟ کرنل بلیک نے چونک کر پوچھا۔

"نو سر!۔۔۔ آپ کو صرف یہ اطلاع دینی تھی کہ آپ کی ہدایات کے مطابق پرنسس نامی

بحری جہاز کو آران کی شمالی بندرگاہ کے قریب کھلے سمندر میں لنگر انداز کرا دیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے۔۔۔ دوسری ہدایات تک اُسے وہیں رہنے دیجئے"۔۔۔ کرنل بلیک نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

اس نے ایک بار پھر سامنے رکھی ہوئی فائل کھولی اور اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے مختلف بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کاپی اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

"یس باس"۔۔۔ لڑکی نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"مس راشیل!۔۔۔ آپریشن ڈیزرٹ ون کے سلسلے میں تفصیلی ہدایات نوٹ کر لیں۔ اور اس سلسلے میں تمام ضروری انتظامات ایک ہفتے کے اندر اندر مکمل کر لئے جائیں"۔ کرنل بلیک نے لڑکی کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ لڑکی نے کرسی پر بیٹھ کر کاپی کھولتے ہوئے کہا اور کرنل بلیک نے اسے تفصیلی ہدایات دینی شروع کر دیں۔

تاجم نے عمران اور جولیا کو دارالحکومت کے بڑے بازار میں ڈراپ کر دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"۔۔۔۔۔ جولیا نے تاجم کے جانے کے بعد پوچھا۔

"میرے ساتھ آؤ۔۔۔ اور دیکھو، جو کچھ میں کہوں یا کروں۔ اس میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کرنا"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ کا اشارہ دے کر روکا اور پھر وہ دونوں اس میں سوار ہو گئے۔

"بردسا ہوٹل لے چلو"۔۔۔۔۔ عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

دوسرے لمحے ٹیکسی تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مختلف بازاروں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک بلند و بالا ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ یہ دس منزلہ عمارت تھی جس کی پیشانی پر بردسا ہوٹل کا نیون سائن چمک رہا تھا۔

عمران نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ بڑے اطمینان سے قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ پر موجود دربان نے انہیں دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا اور عمران اور جولیا اندر داخل ہو گئے۔ ہوٹل کا ریسٹورنٹ کافی بڑا تھا اور اسے بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ہال میں موجود میزیں تقریباً پُر تھیں۔

عمران سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"جی فرمایئے"۔۔۔۔۔ کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے اخلاقاً مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے ان کا عجیب و غریب لباس دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں ابھر آتی تھیں۔

"مسٹر بردسا کو اطلاع دو کہ پرنس آف ڈھمپ آیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر بردسا تو یہاں موجود نہیں ہیں جناب"۔۔۔۔۔ کاؤنٹر مین نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ جہاں بھی ہیں انہیں اطلاع دے دو۔۔۔ ہم زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔۔۔ اور جس وقت مسٹر بردسا کو اطلاع ملی کہ تم نے ہماری آمد کے بعد انہیں اطلاع دینے میں دیر کی ہے تو پھر نتیجہ تم سمجھ سکتے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑی۔

کاؤنٹر مین چند لمحے الجھے ہوئے انداز میں انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے خانے سے ٹیلیفون اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھا اور تیزی سے نمبر گھمانے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"معدی بول رہا ہوں جناب!۔۔۔۔ ایک مسخرہ سا نوجوان اور ایک غیر ملکی لڑکی آپ سے ملنے کے لئے یہاں آئے ہیں"۔۔۔۔ کاؤنٹر مین نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔۔۔۔ میں نے تمہیں کئی بار کہا ہے کہ مجھے ڈسٹرب نہ کیا کرو۔ بھگا دو انہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک کرخت اور بھاری آواز سنائی دی۔

"وہ اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتا رہا ہے جناب"۔۔۔۔۔ کاؤنٹر مین نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کیا کہا — کیا نام بتایا" — دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں بوکھلاہٹ ابھر آئی تھی۔

"پرنس آف ڈھمپ جناب" — کاؤنٹر مین نے کہا۔

"اوہ! — انہیں لے کر فوراً میرے پاس پہنچو — ایک لمحے کی بھی دیر نہیں ہونی چاہیئے" — دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"بہتر جناب" — کاؤنٹر مین نے بوکھلا کر کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ ٹیلیفون واپس کاؤنٹر کے نچلے خانے میں رکھ کر وہ کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلا اور تیزی سے اس میز کی طرف بڑھ گیا جس پر عمران اور جولیا بیٹھے تھے۔

"آیئے جناب! — باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں" — کاؤنٹر مین نے اس مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو کرنے دو انتظار — میری صحت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے" — عمران نے بڑے بے نیازی سے جواب دیا۔

"جج — جناب! — باس نے کہا ہے کہ ایک لمحے کی بھی دیر نہ ہونے پائے"۔ کاؤنٹر مین اور بھی زیادہ بوکھلا گیا۔

"تو مت کرو دیر — میں نے کب کہا ہے کہ دیر کرو — فی الحال کوئی اچھا سا مشروب بھجوا دو" — عمران نے کہا اور پھر یوں منہ موڑ کر بیٹھ گیا جیسے وہ کاؤنٹر مین سے واقف ہی نہ ہو۔

کاؤنٹر مین چند لمحے تذبذب کے عالم میں وہاں کھڑا رہا۔ پھر وہ تیزی سے واپس کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا۔

"ارے ارے کہاں جا رہے ہو — بھئی چلو۔ خوامخواہ دیر کر رہے ہو — میں تمہارے باس سے تمہاری شکایت کروں گا" — عمران نے اٹھ کر اس کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر مین ایک جھٹکے سے رک گیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی جھنجلاہٹ ابھر آئی مگر وہ خاموش رہا۔

"آیئے" — کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر وہ ایک لفٹ کی طرف مڑ گیا۔ عمران اس کے پیچھے چل پڑا۔ جولیا بھی اٹھ کر ان کے پیچھے چل پڑی۔

لفٹ نے چند ہی لمحوں میں انہیں آخری منزل پر پہنچا دیا۔ لفٹ سے اتر کر وہ کاؤنٹر مین کی راہنمائی میں راہداری میں چلتے ہوئے سب سے آخری کمرے کے دروازے پر آ کر رک گئے۔

کاؤنٹر مین نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان" — اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور کاؤنٹر مین نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"تشریف لے جایئے" — کاؤنٹر مین نے ایک طرف ہٹتے ہوئے عمران اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران نے قدم اندر بڑھا دیئے۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک طویل و عریض میز کے پیچھے ایک دیوزاد انسان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال انڈے کی طرح سفید تھے جو اس کے سرخ و سپید چہرے پر بہت بھلے لگ رہے تھے۔

"خوش آمدید پرنس — خوش آمدید" — دیوزاد نے بے اختیار کرسی سے اٹھ کر بازو پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے — کیوں میرا کچومر نکالنے کا ارادہ ہے" — عمران نے جھجک کر قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

اور ہال کمرہ دیوزاد کے خوفناک قہقہے سے گونج اٹھا اور پھر اس نے جھک کر عمران کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔

"ارے ارے ۔۔۔ خدا کے لئے ۔۔ ارے مرگیا" ۔۔۔ عمران کے حلق سے گھگھیائی ہوئی آواز برآمد ہوئی اور پھر دیوزاد نے اُسے چھوڑ دیا۔

جولیا عمران کے پیچھے بڑی بیزاری کے عالم میں کھڑی تھی۔

"اوہ معاف کیجئے ۔۔ مس پرنس سے بڑی مدت کے بعد ملاقات ہوئی ہے" ۔۔۔ دیوزاد نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ اس نے شاید نہ بولنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

"یہ میری ہونے والی بیوی مس جولیا ہیں ۔۔۔ اور یہ مسٹر بردسا ہیں۔ اس ہوٹل کے مالک" ۔۔۔ عمران نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ارے آپ ان حضرت کی بیوی بنیں گی ۔۔ مجھے آپ سے ہمدردی ہے مس" ۔۔۔ دیوزاد بردسا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے بڑی مشکل سے ان محترمہ کو شادی پر راضی کیا ہے اور اب تم ایسی باتیں کر کے اسے بھگانا چاہتے ہو" ۔۔۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتے ہوئے کہا۔ اور بردسا کے قہقہے سے ایک بار پھر کمرہ گونج اٹھا۔

"بیٹھئے بیٹھئے ۔۔ پہلے آپ بتائیں کیا پئیں گے ۔ ٹھنڈا یا گرم" ۔۔۔ بردسا نے میز پر رکھے ہوئے ڈکٹافون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ان محترمہ کو ٹھنڈا اور مجھے گرم ۔۔۔ کیونکہ یہ محترمہ مزاج کی گرم ہیں جبکہ میں برف کی طرح ٹھنڈا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور بردسا نے مسکراتے ہوئے ڈکٹافون پر مشروب لانے کا حکم دے دیا۔

"ہاں اب بتاؤ پرنس! ۔۔ ہمارے ملک میں تمہاری آمد کیسے ہوئی" ۔۔۔ بردسا نے اس بار قدرے سنجیدگی سے کہا۔

"تمہارے ملک نے ایکریمی سفارت خانہ کے عملے کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور میں انہیں

چھڑانے کے لئے آیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بھی بڑی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا ۔۔ تم انہیں رہا کرانے آئے ہو ۔۔ یعنی اس بار تم ہمارے ملک کے خلاف کام کر رہے ہو" ۔۔۔ بردسا کا چہرہ یکدم سُرخ ہو گیا۔ اس کے چہرے کے عضلات پھڑکنے لگے اور اس کی آنکھوں میں یکدم سرد مہری ابھر آئی۔

"ہاں ہاں ۔۔ حکومت ایکریمیا نے اس سلسلے میں میری خدمات حاصل کی ہیں ۔۔۔ میں نے سوچا کہ اپنا یار وہاں بیٹھا ہے وہ سارے انتظامات کر دے گا ۔۔ بڑی لمبی رقم کا سودا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

بردسا چند لمحے بغور عمران کو دیکھتا رہا۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے سنجیدگی سے کہہ رہا ہے یا مذاق کر رہا ہے۔

"تم مذاق تو نہیں کر رہے" ۔۔۔ آخر بردسا نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"نہیں دوست ۔۔ میں سنجیدہ ہوں ۔۔۔ دس کروڑ ڈالر کی آفر ہے ۔۔ تم اس سلسلے میں میری مدد کرو تو آدھے تمہارے" ۔۔۔ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پانچ کروڑ ڈالر" ۔۔۔ بردسا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں پانچ کروڑ ڈالر تمہارے ۔۔۔ چاہو تو ایڈوانس دلوا دوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"م ۔ مگر" ۔۔۔ بردسا نے کچھ کہنا چاہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ٹرالی گھسیٹتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اور بردسا خاموش ہو گیا۔

ویٹر نے مشروبات کے گلاس ان تینوں کے سامنے رکھ دیئے اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"دیکھو پرنس! —— میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی امداد نہیں کر سکتا" —— بروسا نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"ارے وہ کیوں —— ؟ یرغمالیوں کے رہا ہو جانے سے تمہاری صحت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے جبکہ پانچ کروڑ ڈالر لمبی رقم ہے" —— عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"میری صحت پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا اور رقم بھی لمبی ہے —— مگر اب یہاں کے حالات بالکل بدل گئے ہیں۔ اگر موجودہ حکومت کو اس سلسلے میں مجھ پر ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو پھر یہ رقم میری قبر بنانے پر ہی کام آئے گی" —— بروسا نے بڑے گھمبیر لہجے میں جواب دیا۔

"ارے چھوڑو یار —— تمہیں معلوم ہے کہ میں کچی گولیاں نہیں کھیلتا —— شک پڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا —— سب کام ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا" —— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

"تم مجھ سے کس قسم کی امداد چاہتے ہو" —— ؟ بروسا نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"تو کیا میں سمجھ لوں کہ تم اس منصوبہ پر کام کرنے کے لئے آمادہ ہو" —— ؟ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"نہیں —— تفصیل معلوم کئے بغیر میں کسی قسم کا وعدہ نہیں کر سکتا" —— بروسا نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"اور میری عادت یہ ہے بروسا کہ میں وعدہ لئے بغیر کسی کو تفصیل نہیں بتاتا۔ مجھے جلدی نہیں ہے۔ تم اس بات پر اچھی طرح غور کر لو —— میں کل پھر آؤں گا اور پھر اگر تم نے رضامندی کا اظہار کیا تو میں تفصیل بتا دونگا ورنہ نہیں —— پھر میں

اکیلا ہی کام کرونگا" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے کیا ہوا —— کہاں چل دیئے" —— ؟ بروسا نے چونک کر پوچھا۔

"بس اب ہمیں اجازت دو" —— عمران نے اس کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں ٹھہرے ہو —— ؟ بروسا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"فی الحال سوچوں گا کہ کونسے ہوٹل میں رہائش رکھوں" —— عمران نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی —— ؟ کیا یہ ہوٹل نہیں ہے —— ؟ اس سے زیادہ اعلیٰ معیار کا ہوٹل تمہیں پورے تاران میں نہیں مل سکے گا۔ میں ابھی تمہارے لئے کمرہ کھلواتا ہوں" —— بروسا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر منیجر سے کوئی بات کی اور رسیور رکھ دیا۔

"بیٹھو —— ابھی منیجر یہاں آ رہا ہے وہ تمہیں ہوٹل کا سب سے اچھا کمرہ کھول دیتا ہے" —— بروسا نے کہا اور عمران کندھے جھٹک کر واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا

"آیئے جناب! —— میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھا دوں" —— نوجوان نے بڑے مودبانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر صرف دکھانا ہی ہے تو اس کی تصویر ہی دکھا دو —— خوامخواہ وہاں جانے کی بوریت ہوگی" —— عمران نے بڑے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"مم —— میرا مطلب ہے کہ آپ اس کمرے میں رہیں" —— نوجوان منیجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا —— تو یوں کہو نا" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اب بات

اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

"اچھا دوست — اب کل ملاقات ہو گی — اچھی طرح سوچ لو۔ ساری عمر عیش کرو گے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جولیا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑی۔

چند لمحوں بعد وہ ایک ایسے سوٹ میں پہنچ گئے جو دو کمروں پر مشتمل تھا۔ دونوں کمروں کے درمیان ایک دروازہ تھا جو ان دونوں کو اندرونی طور پر ملاتا تھا۔

"یہ کیا چکر چلا دیا ہے تم نے — ؟ تم پرغمالیوں کو رہا کرانے کے لئے کام کر رہے ہو" — جولیا جو اب تک نجانے کس طرح خاموش تھی، مینجر کے باہر جاتے ہی پھٹ پڑی۔

"خاموش" — عمران نے یکدم منہ پر انگلی رکھ کر سرد لہجے میں کہا اور جولیا کی زبان یوں رک گئی جیسے وہ اچانک گونگی ہو گئی ہو۔

عمران نے بڑی پھرتی سے آگے بڑھ کر دروازے کی چٹخنی بند کی اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جدید ترین گائیگر نکالا اور اس سے کمرے میں ٹرانسمیٹر کی موجودگی چیک کرنے لگا۔ اور پھر جلد ہی وہ پلنگ کے پائے کے نیچے ایک انتہائی جدید قسم کا چھوٹا سا ٹرانسمیٹر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے گائیگر کے ایک کونے سے پتلے سے راڈ کو باہر کھینچا۔ اس راڈ کا سرا چپٹا تھا۔ اس نے اس راڈ کے سرے سے ٹرانسمیٹر کے پیچھے لگا ہوا چھوٹا سا پیچ کھول دیا اور پھر اس نے اسی راڈ کی مدد سے ٹرانسمیٹر کے اندر ایک تار کو توڑ ڈالا۔ دوسرے لمحے اس نے پھرتی سے پیچ دوبارہ کس دیا اور پھر پلنگ کا پایہ اٹھا کر ٹرانسمیٹر واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

"ہاں اب بولو میری ہونے والی بیگم جان — کیا بات ہے" — عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو — مجھے اس کیس کا کوئی سر پیر نظر نہیں آ رہا۔ اس لئے میں واپس جا رہی ہوں۔ تم اکیلے کام کرتے رہو" — جولیا نے چڑچڑے لہجے میں کہا۔ شائد وہ اس خوامخواہ کی بھاگ دوڑ سے بور ہو گئی تھی۔

"پیروں میں جرابیں چڑھی ہوئی ہیں اور سر پر ٹوپی — نظر کیسے آئیں اور پھر تمہیں سر اور پیر کا کیا کرنا ہے — باقی جسم جو موجود ہے" — عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کے سے انداز میں جولیا کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے اس نے پھرتی سے اپنا سر ایک طرف کر لیا ورنہ جولیا کے ہاتھ میں پکڑا ہوا پرس پوری قوت سے اس کے سر پہ پڑتا۔

"ارے ارے — ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی اور تم نے فوجداری کرنی شروع کر دی" — عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی، اچانک عمران چونک پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چپٹا سا ڈبہ تھا جو بظاہر ایک عام سا سگریٹ کیس معلوم ہو رہا تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اس کے ایک کونے کو دبایا تو ڈبے سے بروسا کی آواز سنائی دینے لگی۔

بروسا کسی سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا۔

"بروسا سپیکنگ — فرام دس اینڈ"۔

"یس — ڈی۔ ایچ سپیکنگ" — دوسری طرف سے ایک باریک مگر کرخت آواز سنائی دی۔

"باس! ۔۔۔ کیا پاکیشیا کے علی عمران کی خدمات یرغمالیوں کو رہا کرانے کے لئے حاصل کی گئی ہیں" ۔۔۔؟ بروسا نے سوال کیا۔

"علی عمران ۔۔۔ وہ کون ہے" ۔۔۔؟ دوسری طرف سے حیرت آمیز لہجے میں پوچھا گیا۔

"پاکیشیا کا سب سے خطرناک آدمی ہے ۔۔۔ بظاہر مسخرہ سا نوجوان ہے" ۔۔۔ بروسا نے جواب دیا۔

"نہیں ۔۔۔ مجھے اس سلسلے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ کیا بات ہے" ۔۔۔؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"باس ۔۔۔ وہ میرا بہت پرانا واقف ہے۔ اس لئے آج وہ ایک غیر ملکی لڑکی کے ساتھ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ حکومت ایکریمیا نے یرغمالیوں کی رہائی کے لئے اس کی خدمات حاصل کی ہیں اور دس لاکھ ڈالر کی آفر دی ہے۔ وہ مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتا ہے" ۔۔۔ بروسا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس وقت وہ کہاں ہے" ۔۔۔؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ میرے ہوٹل میں موجود ہے" ۔۔۔ بروسا نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ میں ہیڈ کوارٹر سے بات کر کے ابھی پتہ کرتا ہوں ۔۔۔ تم میری کال کا انتظار کرو" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی۔
عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈبے کو مخصوص جگہ سے دبایا اور پھر اُسے جیب میں ڈال لیا۔

"تو یہ بات ہے ۔۔۔ تمہیں شک تھا کہ بروسا ڈیول ہاٹ میں شامل ہے" ۔۔۔؟ جولیا نے کہا

"شک نہیں، بلکہ یقین تھا ۔۔۔ میں کافی عرصہ سے جانتا ہوں کہ بروسا تاران میں

ڈیول ہاٹ کا نمائندہ ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اگر تمہیں یقین تھا تو پھر تم نے اُسے جان بوجھ کر کیوں چھیڑا" ۔۔۔؟ جولیا جھنجھلا اٹھی۔

"چھیڑنے والے مسئلے کا تعلق دل سے ہے اور تم دل کے معاملے میں پیدل ہو۔ اس لئے یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی ۔۔۔ دراصل قصہ یہ ہے کہ ابھی تک ڈیول ہاٹ کو یہ اطلاع نہیں ملی کہ میں اس مشن پر کام کر رہا ہوں ۔۔۔ میں بروسا کی معرفت انہیں اس بات کی اطلاع کرانا چاہتا تھا۔ اب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ عمران میدان میں کود پڑا ہے" ۔۔۔ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں ۔ جہاز کا واقعہ اور پھر میٹنگ میں ڈیول ہاٹ کے نمائندے کی موجودگی اس بات کا نشان نہیں ہے کہ انہیں پہلے سے ہی علم ہے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اگر انہیں علم ہوتا جولیا ۔۔۔ تو بروسا کی بات سُن کر باس حیران نہ ہوتا ۔۔۔ دراصل سیکنڈ پائلٹ کی جیب کے مخصوص ابھار سے میں نے بم کا آئیڈیا لگایا تھا اور پھر میٹنگ میں بھی یہی ہوا ۔۔۔ کاربن ایمونیا میک اپ میں ایک مخصوص خامی ہوتی ہے کہ یہ سکوشن کان کی جلد پر نہیں چڑھتا اور کان پر عام قسم کا میک اپ کرنا پڑتا ہے جس کو گہری نظروں سے دیکھا جائے تو فرق ظاہر ہو جاتا ہے ۔۔۔ چنانچہ میں نے اس کے میک اپ کو پہچان لیا اور بات ڈیول ہاٹ پر اس لئے ڈال دی تاکہ طرغان گھبرا کر مجھے اپنے طور پر کام کرنے کی اجازت دیدے ۔۔۔ ورنہ وہ ہر معاملے میں ضرور ٹانگ اڑاتا" ۔۔۔ عمران نجانے کس موڈ میں تھا کہ اس نے پوری تفصیل ہی بتانی شروع کر دی۔

"اوہ! ۔۔۔ تو ان دونوں کا تعلق ڈیول ہاٹ سے نہیں تھا" ۔۔۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ وہ اس قسم کی عام جاسوسوں والی حرکتیں نہیں کرتے ۔۔۔۔ ان کے پاس کام کرنے کے لئے جدید سائنسی ذرائع ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"مگر تم ان کی نظروں میں کیوں آنا چاہتے ہو" ۔۔۔۔ ؟ جولیا نے پوچھا۔

"ارے اب سب باتیں پوچھ لوگی ۔۔۔ کچھ باتیں شادی کے بعد کے لئے بھی رہنے دو"۔ عمران اچانک پٹڑی سے اتر گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کچھ کہتی۔ عمران نے ایک بار پھر تیزی سے وہی ڈبہ باہر نکال لیا۔ شاید اس میں سے مخصوص لہریں نکلتی تھیں جس سے عمران کو کال آنے کا علم ہو جاتا تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ڈبے کو مخصوص جگہ سے دبایا اور اس میں سے آواز ابھرنے لگی۔

"بروسا سپیکنگ" ۔۔۔۔ بروسا کی آواز سنائی دی۔

"ڈی۔ ایچ سپیکنگ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے وہی باریک مگر کرخت آواز سنائی دی۔

"یس باس" ۔۔۔ بروسا کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"بروسا ۔۔۔ حکومت ایکریمیا نے عمران کی خدمات اس سلسلے میں حاصل نہیں کیں میں نے تمام چھان بین کرلی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو پھر اس نے خود میرے پاس آکر یہ بات کیوں کی" ۔۔۔ ؟ بروسا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ یہ بات سوچنے کی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحے خاموشی طاری رہی اور باریک آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"بروسا ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ عمران نے تمہیں استعمال کیا ہے ۔۔۔ تم فوری طور پر اپنا کمرہ چیک کرو۔ کہیں وہاں ٹرانسمیٹر فٹ نہ کیا گیا ہو" ۔۔۔۔ باریک آواز میں

سختی تھی۔

"اوہ ۔۔۔ مگر وہ تو تمام وقت مسلسل میری نظروں میں رہا ہے ۔۔۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے" ۔۔۔ بروسا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جلد ہی چیک کرو اور مجھے رپورٹ دو" ۔۔۔ باریک آواز نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔

"آؤ جولیا! ۔۔۔ اب یہاں سے نکل چلیں ۔۔۔ ابھی بروسا کمرے کی تلاشی لے گا اور اسے اس میں کچھ دیر لگے گی ۔۔۔ اس دوران ہم آسانی سے نکل جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے ڈبہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے ٹرانسمیٹر لگایا کہاں ہے ۔۔۔ ؟ میں تو تمہیں چیک نہیں کر سکی" ۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی تم کنواری لڑکی ہو ۔۔۔ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گی ۔۔۔ میں نے بروسا سے گلے ملتے ہوئے اس کی کالر کی پشت پر بٹن ٹرانسمیٹر لگا دیا تھا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جولیا بھی عمران کی بات پر بے اختیار ہنس پڑی۔ عمران نے موقعے سے خوب فائدہ اٹھایا تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں بڑے اطمینان سے لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں پہنچے اور چابی کاؤنٹر پر رکھ کر بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے ہوٹل سے باہر آگئے۔

دُور تک وسیع و عریض صحرا پھیلا ہوا تھا۔ ریت کے پہاڑوں جیسے ٹیلے چاروں طرف موجود تھے۔ اس وقت صحرا میں گرمی اپنے پورے عروج پر تھی۔ صحرا کے درمیان میں ایک پختہ فراخ سڑک صحرا کے اندر دُور تک چلی گئی تھی۔ سڑک کے دونوں طرف چھوٹی سی پختہ دیوار بنی ہوئی تھی تاکہ ریت سڑک کو نہ ڈھانپ لے۔

اس وقت سڑک پر ایک فوجی جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی اس کا رُخ صحرا کے اندر کی طرف تھا۔ جیپ میں اس وقت دو نوجوان عورتیں موجود تھیں وہ دونوں ہی غیر ملکی تھیں۔ ان میں سے ایک کے بال سنہرے اور دوسری کے بال سیاہ تھے۔ سنہرے بالوں والی جیپ چلا رہی تھی۔

"خدا کی پناہ — کس قدر گرمی ہے یہاں" — سیاہ بالوں والی عورت نے سیٹ پر کسمساتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو جیپ ایئر کنڈیشنڈ ہے — یہ ہلکی سی گرمی تو باہر کے ماحول کے اثر کی وجہ سے محسوس ہو رہی ہے — اگر ایئر کنڈیشنڈ بند کر دیا جائے تب گرمی کی اصل حقیقت معلوم ہو جائے گی" — سنہرے بالوں والی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے — ہم کتنی دیر میں آئل فیلڈ میں پہنچ جائیں گے" — ؟ سیاہ بالوں والی نے پوچھا۔

"بس اب پہنچنے ہی والے ہیں — تم اپنے کام کے لئے پوری طرح تیار ہونا — کسی قسم کی گھبراہٹ تو محسوس نہیں کر رہی" — ؟ سنہرے بالوں والی نے تجسّس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ارے نہیں — ایسی بات نہیں — میں نے بڑے بڑے معرکے سر کئے ہیں۔ یہ تو معمولی سا مشن ہے" — سیاہ بالوں والی نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات مت سوچو مارگریٹ — یہ اتنا اہم مشن ہے کہ اس مشن پر پورے ایکریمیا کی عزت داؤ پر لگی ہوئی ہے" — سنہرے بالوں والی نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"اوہ یہ بات نہیں — ڈیول ہاٹ کا ہر مشن اہم ترین ہوتا ہے — میرا مقصد یہ تھا کہ میرا کام آسان ہے اس لئے مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے" — مارگریٹ نے ندامت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"مارگریٹ! — آئل فیلڈ کا چیف اسفندیار بہت سخت گیر اور ظالم آدمی ہے۔ اس کا دل پتھر کا ہے اس لئے تمہیں بے حد ہوشیاری سے کام لینا پڑے گا" — سنہرے بالوں والی نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

"تم فکر نہ کرو راشیل! — میں اپنے فرائض بخوبی سمجھتی ہوں" — اس بار مارگریٹ نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور راشیل خاموش ہو گئی۔

اور پھر جیسے ہی سڑک نے ایک موڑ کاٹا۔ انہیں دُور سے آئل فیلڈ کی عمارتیں نظر آنے لگ گئیں۔ یہ عمارتیں صحرا میں دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھیں اور ان سب کے گرد قدِ آدم پختہ چار دیواری تھی جس کے اوپر بھی ننگی بجلی کی تاریں پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ تاران کا سب سے بڑا آئل فیلڈ تھا۔ یہاں سے نکلنے والا تیل پوری دنیا میں سپلائی کیا جاتا تھا اور تاران کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ اگر اس آئل فیلڈ کو تاران کی

معیشت سے نکال دیا جائے تو تاران دنیا کا مفلس ترین ملک بن جاتا۔

جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آئل فیلڈ کے مین گیٹ کے پاس جاکر رک گئی۔ مین گیٹ سے باہر دو فوجی چوکیاں بنی ہوئی تھیں اور تقریباً دس مسلح فوجی سپاہی گیٹ کے قریب موجود تھے۔

جیسے ہی جیپ مین گیٹ پر رکی۔ ایک فوجی تیزی سے چلتا ہوا جیپ کے قریب پہنچ گیا۔ جیسے ہی فوجی قریب پہنچا، راشیل نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر فوجی کی طرف بڑھا دیا۔

فوجی نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر غور سے راشیل اور مارگریٹ کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا اور چوکی کے اندر چلا گیا۔

وہ دونوں جیپ میں خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد فوجی واپس آگیا۔ اس نے کاغذ واپس راشیل کے حوالے کیا۔

"آپ دونوں جیپ سے اتر آئیں تاکہ جیپ کی چیکنگ کی جائے" ___ فوجی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او۔کے" ___ راشیل نے کہا اور پھر جیپ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ مارگریٹ نے بھی اس کی پیروی کی۔

جیپ کی ایئرکنڈیشنڈ فضا سے یکدم گرم فضا میں آنے کی وجہ سے مارگریٹ اور راشیل دونوں کے جسموں کو زبردست جھٹکا محسوس ہوا مگر ان دونوں نے کندھے جھٹک کر اسے برداشت کر لیا کیونکہ یہ ایک مجبوری تھی۔

فوجی ہاتھ میں ایک بڑی سی مشین لئے پوری جیپ کی چیکنگ میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے "او۔کے" کا کاشن دے دیا اور پھر اس نے اسی مشین سے ان دونوں کے جسموں کا بھی جائزہ لیا اور پھر فوجی نے ایک سرخ رنگ کا کارڈ راشیل

کے حوالے کر دیا۔

یہ کارڈ انٹری کارڈ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ انہیں آئل فیلڈ میں داخل ہونے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

راشیل نے دوبارہ سٹیئرنگ سنبھالا اور مارگریٹ بھی اچھل کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی اور دوسرے لمحے جیپ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

جیسے ہی جیپ دروازے کے قریب پہنچی، دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ آگے ایک طویل راہداری تھی جو چاروں طرف سے بند تھی۔ اس کی دیواروں اور چھتوں میں سے سات رنگی روشنی پھوٹ رہی تھی۔

جیپ تیزی سے راہداری میں دوڑتی چلی گئی۔ راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا جو بند تھا۔ راشیل نے جیپ دروازے کے قریب جاکر روکی اور ہاتھ کھڑکی سے باہر نکال کر اس نے سرخ رنگ کا کارڈ دروازے کی طرف اچھال دیا۔ کارڈ دروازے کے ساتھ جاکر یوں چپک گیا جیسے مقناطیس لوہے سے چپک جاتا ہے۔ اور پھر دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور راشیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیپ آگے دوڑا دی۔ اب وہ دروازہ پار کر کے کھلے میدان میں آگئے تھے۔ جیپ کا رخ ایک بلند وبالا عمارت کی طرف تھا۔

جوزف بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ایک ایسے رسالے کے مطالعہ میں غرق تھا جس

میں الجیریا میں ہونے والے مشہور جنسی سیکنڈلز کی تفصیلی روداد معہ تصویروں کے دی گئی تھی کہ اچانک قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ کیپٹن جوزف نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس جوزف سپیکنگ"—— جوزف کے لہجے میں جھنجلاہٹ نمایاں تھی۔

"کرنل بلیک"—— دوسری طرف سے ایک کرخت مگر سرد آواز گونجی اور جوزف یوں اچھل پڑا جیسے اس نے عزرائیل کو اپنے سرہانے دیکھ لیا ہو۔

"یس سر۔ یس سر"—— جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارے اپارٹمنٹ کے لیٹر بکس میں ایک لفافہ موجود ہے"—— کرنل بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ یکدم ختم ہو گیا۔

جوزف نے انتہائی پھرتی سے رسیور کریڈل پر رکھا۔ رسالہ ایک طرف اچھالا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے میں اندر کی طرف ایک چھوٹا سا بکس لگا ہوا تھا جس کی جھری باہر کی طرف تھی۔ یہ لیٹر بکس تھا۔

جوزف نے بڑی پھرتی سے لیٹر بکس سے لفافہ نکالا اور پھر اسی طرح واپس بھاگتا ہوا وہ سٹڈی روم میں آ گیا۔ لفافے پر ڈبول ہاٹ کی مخصوص مہر موجود تھی۔ اس نے پھرتی اور بے چینی کے عالم میں لفافہ کھولا۔ اس میں صرف ایک کاغذ تھا اور پھر اس کی اشتیاق آمیز نظریں کاغذ پر دوڑتی چلی گئیں۔ اور ساتھ ساتھ چہرے پر شکنوں کا جال پھیلتا چلا گیا۔

جوزف ڈبول ہاٹ کے شعبۂ قتل سے تعلق رکھتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں وہ جلاد تھا۔ وہ اپنے کام میں اس قدر ماہر تھا کہ آج تک کوئی شکار اس کی زد سے بچ نہ سکا تھا۔ شکار چاہے پاتال میں کیوں نہ گھس جائے۔ جوزف اسے بھی ڈھونڈ کر قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ وہ بہترین لڑاکا، بے داغ نشانہ باز اور انتہائی ذہین تھا۔ ڈبول ہاٹ

میں آنے سے پہلے وہ ایک پیشہ ور قاتل تھا اور اس نے بلا مبالغہ سینکڑوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ پھر کرنل بلیک نے اسے دریافت کیا اور اس طرح وہ ڈبول ہاٹ میں شامل ہو گیا۔ اب اس کے پیشے کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی تھی۔

جوزف بار بار کاغذ کو پڑھتا رہا۔ پھر اس نے کاغذ اور لفافے کو آتشدان میں ڈال دیا اور اس وقت تک ان دونوں کو دیکھتا رہا جب تک وہ جل کر راکھ نہ ہو گئے۔

"علی عمران"—— جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ اور جوزف نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"جوزف سپیکنگ"—— جوزف کا لہجہ مؤدبانہ تھا کیونکہ اس بار اسے معلوم تھا کہ فون کرنل بلیک کا ہو گا۔

"تم نے خط پڑھ لیا"—— دوسری طرف سے کرنل بلیک نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے اسے پڑھ کر لفافے سمیت جلا دیا ہے"—— جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا

"گڈ۔ علی عمران کے متعلق تفصیلات تمہیں معلوم ہو گئیں۔ اطلاع کے مطابق اس وقت وہ تاران میں موجود ہے۔ تاران میں بروسا ہوٹل کا مالک بروسا تمہاری مزید امداد کرے گا۔ میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کی مہلت دے سکتا ہوں۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس شخص کو ہر قیمت پر ختم ہونا چاہیے"—— کرنل بلیک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ صرف اسے ٹریس کرنے میں جو وقت لگے گا سو لگے گا۔ باقی کام تو ایک لمحے میں ہو جائے گا"—— جوزف نے جواب دیا۔

"سنو جوزف! علی عمران کے متعلق ہماری فائل بتاتی ہے کہ وہ دنیا کا چالاک اور

عیار ترین شخص ہے ــــ اب تک سینکڑوں لوگ اُسے قتل کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں جن میں بڑے بڑے پیشہ ور قاتلوں کی بھی طویل فہرست شامل ہے اس لئے تمہیں انتہا احتیاط سے کام لینا پڑے گا ــــ میں نے تمہارا انتخاب صرف اس لئے کیا ہے کہ مجھے صرف تم ہی اس کے مقابلے کے محسوس ہوتے ہو ــــ مگر یہ سن لو کہ ایک منٹ سے ایک لمحہ بھی زیادہ نہیں لگنا چاہیئے ــــ اور ناکامی کا لفظ موت کے مترادف ہے کرنل بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جوزف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" علی عمران ــ ایک مشرقی نوجوان ــ ہونہہ ــــ میں اسے مکھی کی طرح مسل دوں گا جوزف نے تحقیر آمیز انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے لباس با اپنا وہ بیگ اٹھایا جس کے خفیہ خانوں میں ہلاکت کا جدید ترین سامان موجود تھا اور پھر وہ اپارٹمنٹ کا دروازہ بند کر کے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا سنٹرل ایئرپورٹ کی طرف اُڑا چلا جا رہا تھا۔ پھر یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ تاران جانے والے جہاز میں اسے سیٹ مل گئی۔

چار گھنٹے بعد جوزف بروسا کے دفتر میں موجود تھا۔ اس نے ڈیول ہاٹ کا مخصوص کارڈ بروسا کو دکھایا اور بروسا نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔

" مجھے صرف یہ بتاؤ بروسا! ــــ کہ علی عمران اس وقت کہاں مل سکے گا" ــــ جوزف نے مختصر لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" وہ میرے ہوٹل سے نکل گیا ہے ــــ میرے آدمی پورے شہر میں اُسے ڈھونڈ رہے ہیں مگر ابھی تک اس کا پتہ نہیں چل سکا ــــ جیسے اس کا پتہ چلا، میں تمہیں اطلاع کر دوں گا" ــــ بروسا نے جواب دیا۔

" ہوں ــــ اس کا حلیہ ــ یا ــ کوئی مخصوص نشان" ــــ جوزف نے کچھ دیر

سوچنے کے بعد کہا۔

بروسا نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک تصویر نکال کر جوزف کے سامنے رکھ دی۔ تصویر میں عمران اور جولیا صاف نظر آ رہے تھے۔

" یہ تصویر اس کمرے میں موجود خفیہ کیمرے نے کھینچی ہے ــــ یہ غیر ملکی عورت بھی اس کے ہمراہ ہے" ــــ بروسا نے کہا۔

جوزف چند لمحے بغور تصویر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے تصویر جیب میں ڈال لی۔

" ٹھیک ہے ــــ میں اسے خود بھی ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہوں ــــ ایک گھنٹے بعد میں تمہیں ٹیلیفون کر کے پوچھ لوں گا کہ آیا تمہارے آدمیوں کو اس کا پتہ چلا ہے یا نہیں" ــــ جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بروسا کے دفتر سے باہر آ گیا۔

بروسا کے ہوٹل سے باہر آ کر وہ سیدھا ایک بک سٹال پر گیا۔ اس نے وہاں سے تاران شہر کا تفصیلی نقشہ خریدا اور خاص طور پر وہ نقشہ جس پر تاران کے تمام ہوٹلوں اور قہوہ خانوں کی نشاندہی کی گئی تھی اور پھر اس نے علی عمران کی تلاش کا کام شروع کر دیا۔

علی عمران نے باہر آ کر ٹیکسی روکی اور پھر وہ سیدھا مین مارکیٹ میں آ گیا۔ یہاں

کے ایک سُپر سٹور سے اپنے میک اَپ کا سامان اور اپنے اور جولیا کے لئے ریڈی میڈ ملبوسات خریدے اور پھر اس نے دوبارہ ٹیکسی حاصل کی اور ڈرائیور کو ہوٹل خیابان چلنے کیلئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل خیابان کے سامنے موجود تھے۔ یہ ایک چھوٹا سا ہوٹل تھا اور اس کے حلیے سے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ زیر زمین عناصر کی آماجگاہ ہے۔ ہوٹل کے ہال میں سے قہقہوں اور گالیوں کا ایک شور بدتمیزی باہر تک سنائی دے رہا تھا۔

عمران جولیا کو لے کر جیسے ہی ہال میں داخل ہوا۔ ہال میں یکدم خاموشی چھا گئی۔ ہال تقریباً بھرا ہوا تھا۔ عورتوں اور مردوں کی تعداد تقریباً برابر تھی۔ عمران کے عجیب و غریب لباس اور پھر جولیا جیسی خوبصورت غیر ملکی لڑکی کا ساتھ ـــــ ہال کا ہر فرد خصوصی طور پر ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"خوب بھئی ـــ بڑا زوردار پٹاخہ لئے پھرتے ہو" ـــ ایک لمبے تڑنگے سے نوجوان نے قریبی میز سے اٹھ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز خالص لوفروں جیسا تھا

"زوردار پٹاخہ ـــ ٹھیک ہے بھئی ـــ ایسا ہی سہی" ـــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

اور پھر جیسے ہی وہ غنڈہ عمران کے قریب پہنچا، عمران کا ہاتھ پوری قوت سے گھوم گیا اور دوسرے لمحے ہال واقعی زوردار پٹاخے کی آواز سے گونج اٹھا۔ وہ غنڈہ اچھل کر ایک قریبی میز پر جا گرا اور ہال میں موجود ہر شخص بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"بھاگ جاؤ ـــ بھاگ جاؤ ـــ یہ تاران کا مشہور غنڈہ جبنی ہے ـــ اس کا دوسرا نام موت ہے" ـــ ایک بیرے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں عمران سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا مگر عمران نے یوں ہاتھ ہلا دیا جیسے کان پر بیٹھی ہوئی مکھی اڑا رہا ہو۔

"بھئی میں نے تو اس کی فرمائش پوری کی ہے ـــ خود ہی تو کہہ رہا تھا کہ زوردار پٹاخہ چلنا چاہیئے" ـــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں ہال میں موجود افراد سے

مخاطب ہو کر کہا۔

اسی لمحے جبنی بڑی پھرتی سے اٹھا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ چکا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس کے گال پر عمران کے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے نشان ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

"تم نے اپنی موت کو آواز دی ہے مسخرے" ـــ جبنی نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک لمبے پھل والا چاقو نظر آنے لگا۔ ہال میں موجود افراد تیزی سے ایک طرف ہٹتے چلے گئے۔

"ہٹ جاؤ عمران! ـ اس نے مجھ پر آوازہ کسا ہے ـــ اسے سزا ابھی میں ہی دوں گی" ـــ اچانک جولیا نے ہاتھ سے عمران کو ایک طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل ـ انصاف یہی کہتا ہے" ـــ عمران نے جواب دیا اور پھر بڑے اطمینان سے پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم درمیان سے ہٹ جاؤ لڑکی ـــ میں اسے بتاتا ہوں کہ جبنی پر ہاتھ اٹھانے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے" ـــ جبنی نے چیخ کر کہا۔

"میں نے تو سُنا ہے کہ تاران میں جبنی ـــ زنخے کو کہتے ہیں ـــ کیا تم زنخے ہو" ـــ جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران جولیا کی بات پہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا کہا ـــ تم مجھے زنخا کہہ رہی ہو ـــ تمہاری یہ جرأت" ـــ جبنی غصے سے پاگل ہو گیا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے جولیا پر حملہ کر دیا۔ اس نے اپنی طرف سے جولیا کو ڈاج دینے کی کوشش کی تھی کہ چاقو والے ہاتھ کا رخ دائیں طرف رکھا مگر عین آخری لمحے رخ بدل کر بائیں طرف کر دیا۔ مگر اس کے مقابل کوئی عام عورت تو نہ تھی۔ وہ جولیا تھی۔ سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف ـــــ چنانچہ جیسے ہی جبنی

کا ہاتھ جولیا کے جسم کے قریب آیا۔ جولیا کی ٹانگ بجلی کی سی حرکت میں آئی اور جبی کے ہاتھ سے چاقو یوں نکلتا چلا گیا جیسے اس نے چاقو خود ہی ایک طرف پھینک دیا ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ جبی سنبھلتا۔ جولیا نے انتہائی پھرتی سے کھڑی ہتھیلی کا وار اس کے دائیں پہلو پر کیا اور جبی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے ہال گونج اٹھا۔ اس کی دو تین پسلیاں یقیناً اپنی جگہ چھوڑ گئی تھیں۔ جبی بے اختیار دائیں طرف جھکا تو جولیا نے بائیں ٹانگ اس کے بائیں پہلو میں پوری قوت سے جما دی اور جبی اچھل کر فرش پر جا گرا۔

"اٹھو ننھے — میں تمہیں بتاؤں کہ ٹاخہ کسے کہتے ہیں" — جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور جبی ایک بار پھر غصہ کی شدت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف اور غصے سے بگڑ گیا تھا۔

جیسے ہی جبی سیدھا ہوا۔ جولیا نے اچھل کر پوری قوت سے دونوں پیر اس کی پنڈلیوں پر مارے اور وہ چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔

"ختم کرو جولیا — کافی ہو گئی ہے" — عمران نے آگے بڑھ کر جولیا کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا جو ایک اور حملے کے لئے پر تول رہی تھی۔

ہال پر گہرا سکوت طاری تھا۔ ایک عورت کے ہاتھوں جبی جیسے مشہور غنڈے کی یہ درگت ان سب کے لئے انتہائی حیرت انگیز تھی۔

جبی فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

"جونی کو اطلاع دو کہ پرنس آف ڈھمپ آیا ہے" — عمران نے ایک بیرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بیرا حرکت میں آتا۔ اچانک ہال کے کونے میں ایک دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر خشونت کے آثار تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں" — ؟ اس کی کرخت آواز گونجی اور ہال میں موجود سب

افراد تیزی سے اپنی اپنی میزوں پر بیٹھ گئے۔

اسی لمحے آنے والے نوجوان کی نظریں عمران پر پڑ گئیں۔ ایک لمحے کے لئے وہ حیرت کی شدت سے بت بن گیا۔

"ارے پرنس تم اور یہاں" — جونی کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"اوہ جونی! — یقین جانو میرا قصور نہیں ہے — یہ جولیا نے اس کا حشر کیا ہے ورنہ یہ جرأت کہاں کہ جونی کے ہوٹل میں دنگا فساد کروں" — عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"جولیا" — جونی نے آگے بڑھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! — یہ میری ہونے والی بیوی ہے — مگر ہے بڑی لڑاکا" — عمران نے چور نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس نے جبی کا یہ حشر کیا ہے — بہت خوب — سالا بڑا لڑاکا بنا پھر رہا تھا" — جونی نے تحقیر آمیز لہجے میں کہا اور پھر بیروں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اسے اٹھا کر ہوٹل سے باہر پھینک دو — اگر غیرت مند ہو گا تو پھر کبھی لڑنے کا نام نہ لے گا"۔

"آؤ میرے ساتھ پرنس — اور مس آپ بھی" — جونی نے کہا اور پھر تیزی سے اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران بھی جولیا سمیت جونی کے پیچھے دروازے میں داخل ہو گیا۔

"بڑے عرصے کے بعد چکر لگایا ہے پرنس" — بڑے سے دفتر میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے جونی نے کہا۔

"ہاں! — بس فرصت ہی نہیں ملی" — عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"کیسے آنا ہوا اس بار" — ؟ جونی نے کہا اور پھر اس نے بیرے کو بلا کر مشروبات

لانے کا حکم دیا۔

"تم یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کتنے آدمی کام کے ہیں"۔۔۔۔ ؟ عمران نے اس کی بات کا جواب ٹالتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں ۔ کیا بات ہے"۔۔۔۔ ؟ جونی نے چونک کر پوچھا۔

"تم بتاؤ تو سہی"۔۔۔۔ عمران نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"اس وقت شہر میں سب سے بڑا گروہ میرا ہے"۔۔۔۔ جونی نے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔ ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں سے کہو کہ بروسا کی مکمل نگرانی کریں ۔ اس کا فون بھی ٹیپ ہونا چاہیئے ۔۔۔۔ اور اس سے ملنے والے ہر آدمی کے متعلق مجھے تفصیلات چاہییں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بروسا کے متعلق ۔۔۔ ٹھیک ہے ہو جائے گا"۔۔۔۔ جونی نے جواب دیا اور پھر ٹیلیفون اٹھا کر ہدایات دینے لگا۔

"بس مجھے تمہاری یہی ادا پسند ہے کہ تم زیادہ سوالات کرنے کے عادی نہیں ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ تم جیسا آدمی مجھ پر اعتماد کرتا ہے"۔۔۔۔ جونی نے جواب دیا۔

"اب ایک کوٹھی اور ایک کار کا بندوبست کرو ۔ پھر تمہاری چھٹی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

جونی نے ایک بار پھر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور چند لمحے بات کرنے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ ابھی چابیاں پہنچ جاتی ہیں"۔۔۔۔ جونی نے کہا۔

"اوکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر کرسی پر اطمینان سے دھنس گیا۔ جیسے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

"دفتر کے پیچھے ڈریسنگ روم تو ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے بیرے کے واپس جانے کے بعد جو مشروبات لے کر آیا تھا، جونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہے"۔۔۔۔ جونی نے چونک کر بتایا۔

"جولیا ۔۔۔ تم اندر جا کر لباس بدل لو اور مقامی لڑکی کا میک اپ کر لو"۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

جولیا ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ اٹھا کر کھڑی ہو گئی۔

جونی نے اٹھ کر ایک الماری کو دھکیلا تو وہ ایک طرف گھوم گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ تھا۔ اور جولیا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔

"کیا مجھے نہیں بتاؤ گے کہ کیا چکر ہے"۔۔۔۔ ؟ جونی نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ سمجھ لو گھن چکر ہے ۔۔۔۔ تم اس میں نہ پڑو تو اچھا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا اور جونی خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر اندر داخل ہوا۔ اس نے دو چابیاں لا کر جونی کے حوالے کر دیں۔ ایک چابی کے ساتھ کارڈ منسلک تھا۔

"یہ لو ۔ کارڈ والی چابی کوٹھی کی ہے اور کوٹھی کا پتہ اس کارڈ پر درج ہے۔ اور یہ دوسری چابی سیاہ رنگ کی مرسڈیز کار کی ہے ۔۔۔ کار کا نمبر چابی پر کھدا ہوا ہے اور کار ہوٹل کے پارک میں موجود ہے"۔۔۔۔ جونی نے دونوں چابیاں عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جونی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بڑی بے نیازی سے دونوں چابیاں جیب

میں ڈال لیں۔

"ایسی کوئی بات نہیں پرنس !ــــ تمہارے احسان مجھ پر اتنے ہیں کہ میں ساری زندگی چاہوں تو نہیں اتار سکتی"ــــ جونی نے جذباتی لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا اور جولیا اندر داخل ہوئی۔ اس کا حلیہ واقعی بدل چکا تھا۔ اب وہ بالکل ایک مقامی لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔

"بہت خوب !ــ کمال کا حلیہ بدلا ہے"ــــ جونی نے تعریف بھری نظروں سے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا اور جولیا صرف مسکرا دی۔

"ارے بیویاں ہوتی ہی ایسی ہیں ــ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی رہتی ہیں"ــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر جولیا کے ہاتھ سے بیگ جھپٹ کر تیزی سے ڈریسنگ روم میں داخل ہو گیا۔

"مس جولیا !ــ پرنس بڑا گریٹ آدمی ہے ــ انتہائی مخلص"ــــ جونی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے آپ کا خیال درست ہو ــ مگر میرے خیال میں یہ دنیا کا سب سے بڑا کمینہ ہے"ــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جونی اس کے تبصرے پر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران بھی ایک مقامی نوجوان کے روپ میں ڈریسنگ روم سے باہر آ گیا۔ اس کا لباس بھی بدل چکا تھا۔

"اچھا جونی ــ تمہارا بہت بہت شکریہ"ــــ عمران نے جونی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ جونی کچھ کہتا۔ میز پر پڑا ٹیلیفون تیزی سے بج اٹھا۔ جونی نے

پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

جونی چند لمحے دوسری طرف سے بولنے والے کو سنتا رہا اور پھر خاموشی سے رسیور رکھ دیا۔

"بروسا کے متعلق پہلی رپورٹ آ گئی ہے ــ ایک ایکریمین نوجوان اس سے ملنے کے لئے آیا ہے ــــ وہ نیویارک سے سیدھا آیا ہے اور ایئر پورٹ پر اترتے ہی سیدھا بروسا کے پاس پہنچا ہے ــــ میرے آدمی نے کچھ باتیں سنی ہیں ــ کسی علی عمران کا ذکر تھا"ــــ جونی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ !ــ فوراً پتہ کرو کہ وہ نوجوان اب کہاں ہے اور مجھے اس کی رہائش کے متعلق کوٹھی میں فون کر کے بتا دینا"ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر جولیا کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

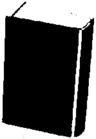

راشیل نے جیپ سیدھی اس بلند و بالا عمارت کے قریب لا کر روک دی۔ عمارت کے باہر مسلح دربان موجود تھے۔ وہ دونوں جیپ سے نیچے اتر آئیں۔

"باس موجود ہے تو اسے اطلاع دو کہ نئی لیڈی سیکرٹری مس مارگریٹ پہنچ چکی ہیں"۔ راشیل نے ایک دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ان کا انتظار کر رہے ہیں ــ سیدھی چلی جائیں"ــــ دربان نے مؤدبانہ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ـــ راشیل نے کہا اور پھر مارگریٹ کو لئے وہ عمارت کے اندر داخل ہوگئی۔ مختلف برآمدوں سے گزرنے کے بعد راشیل ایک دروازے کے سامنے آکر رک گئی۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازے پر دستک دی۔

"کم اِن" ـــ اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ اور راشیل دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ مارگریٹ بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوگئی۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بہت بڑی میز موجود تھی میز کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر کا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال کنپٹیوں سے سفید تھے۔ چہرے پر خشونت کے آثار تھے اور آنکھوں سے شدید قسم کی سرد مہری جھانک رہی تھی۔

"مس مارگریٹ جناب" ـــ راشیل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں مارگریٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جو بڑی مؤدبانہ انداز میں کھڑی تھی۔

"ٹھیک ہے ـــ اب آپ جائیں ـــ اور مس مارگریٹ! آپ تشریف رکھیں" ـــ باس نے سرد لہجے میں کہا اور مارگریٹ خاموشی سے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ راشیل تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

"آپ کے کاغذات مس مارگریٹ" ـــ باس نے کہا۔

مارگریٹ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھا دیا۔

باس نے لفافہ کھولا اور اس میں موجود کاغذات نکال کر بڑے غور سے پڑھنے لگا چند لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا اور پھر غور سے مارگریٹ کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں اس قدر سرد مہری تھی کہ ایک لمحے کے لئے مارگریٹ کے جسم میں سردی کی لہر سی دوڑ گئی۔ مگر اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"مس مارگریٹ! ـــ آپ ایکریمیا کی رہنے والی ہیں" ـــ؟ باس نے تیز لہجے میں مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جناب! ـــ میں لبنانی ہوں ـــ میں زندگی میں کبھی ایکریمیا گئی ہی نہیں" ـــ مارگریٹ نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ـــ ٹھیک ہے ـــ آپ کے کاغذات درست ہیں اور آپ کی سفارش ہمارے دوستوں نے کی ہے اس لئے ہم آپ کو یہاں آئل فیلڈ میں رکھ لیتے ہیں۔ مگر مس مارگریٹ ـــ موجودہ حالات انتہائی خطرناک ہیں اور یہاں موجود ہر شخص کی معمولی سی حرکت بھی ہماری نگاہ میں رہتی ہے اس لئے محترمہ! آپ کوشش کیجئے کہ آپ کی کوئی حرکت ہماری نگاہ میں مشکوک نہ ہونے پائے ـــ ورنہ ہم صفائی کا موقعہ دیئے بغیر اسے گولی مار دینے کے عادی ہیں" ـــ باس اسفندیار نے بڑے سرد لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــ میں نے تو نوکری کرنی ہے" ـــ مارگریٹ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"او کے" ـــ باس نے کہا اور پھر میز کی دراز سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر مارگریٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کا کارڈ ہے ـــ باہر مس راشیل موجود ہوں گی وہ آپ کو آپ کا دفتر اور رہائش دکھا دیں گی ـــ اب آپ جا سکتی ہیں"۔

"تھینک یو سر" ـــ مارگریٹ نے کہا اور سلام کر کے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

مارگریٹ کے باہر جاتے ہی اسفندیار نے میز پر پڑا ہاؤس فون کا بٹن دبایا۔

"اسفندیار سپیکنگ ـــ آئل فیلڈ کے مین پمپ میں نئی لیڈی سیکرٹری مس مارگریٹ

تعینات کی گئی ہے ۔۔۔ اس کی کڑی نگرانی کی جائے" ۔۔۔ باس نے ٹیلیفون پر کسی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اسفندیار نے بٹن آف کر دیا۔

مس مارگریٹ کمرے سے باہر نکلی تو راشیل اس کی منتظر تھی۔

"کارڈ مل گیا" ۔۔۔؟ راشیل نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ مل گیا ہے" ۔۔۔ مارگریٹ نے جواب دیا اور راشیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ راشیل نے کہا اور وہ اسے لیکر مختلف عمارتوں سے ہوتی ہوئی سب سے آخر میں بنی ہوئی ایک دس منزلہ عمارت میں پہنچ گئی۔

"یہ ہماری رہائش گاہ ہے ۔۔۔ اس میں کمرہ نمبر دو سو دس تمہارے لئے ریزرو کیا گیا ہے ۔۔۔ آؤ میں تمہیں کمرہ دکھا دوں" ۔۔۔ راشیل نے کہا اور عمارت کے صدر دفتر کی طرف بڑھ گئی۔

چند ہی لمحوں میں لفٹ نے ان دونوں کو چوتھی منزل پر پہنچا دیا۔ کمرہ نمبر ۲۱۰ چوتھی منزل پر تھا۔ راشیل نے دروازہ کھولا اور پھر وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئیں مارگریٹ کو کمرہ بے حد پسند آیا کیونکہ وہ بے حد قیمتی فرنیچر سے بڑے سلیقہ سے آراستہ کیا گیا تھا اور ایک فرد کے لئے وہاں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔

"مجھے جہاں کام کرنا پڑے گا وہ جگہ دکھاؤ" ۔۔۔ مارگریٹ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے راشیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں چلو ۔۔۔ اس کے بعد تمہیں اکیلے ہی آنا جانا ہے ۔۔۔ ہماری ملاقات صرف جمعہ کے روز ہی ہو سکے گی اس لئے سب باتیں اچھی طرح سمجھ اور دیکھ لو" ۔۔۔ راشیل

نے دبے لہجے میں کہا اور مارگریٹ سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

رہائشی عمارت سے باہر آنے کے بعد راشیل، مارگریٹ کو لیتے ہوئے قریبی ایک منزلہ عمارت میں پہنچ گئی۔ وہاں ایک مائیکرو بس تیار کھڑی تھی۔ راشیل نے ڈرائیور سے بات کی۔ مارگریٹ کا سرخ کارڈ اسے دکھایا اور ڈرائیور نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔ اور چند لمحوں بعد بس چل پڑی۔

ایئر کنڈیشنڈ بس خاصی تیز رفتاری سے مختلف عمارتوں کے درمیان سے گھومتی ہوئی پختہ سڑک پر آگئی اور پھر صحرا کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمارتوں کے بعد چار دیواری تو ختم ہو گئی تھی البتہ خاردار تاروں کی ایک باڑھ سڑک کے دونوں طرف دور تک صحرا میں بڑھتی چلی گئی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل صحرا میں سفر کرنے کے بعد دور سے آئل فیلڈ کا مین پمپ نظر آنے لگا۔ وہاں آسمان تک دیوہیکل مشینیں نصب تھیں جو مسلسل زمین سے تیل نکال کر پائپ لائنوں کے ذریعے آئل ریفائنری تک پہنچاتی تھیں جہاں تیل صاف ہو کر پائپ لائنوں کے ذریعے آگے ساحل سمندر تک جاتا تھا اور وہاں سے آئل ٹینکروں کے ذریعے اور بحری جہازوں کے ذریعے تیل پوری دنیا میں سپلائی ہوتا تھا۔ یہ تاران کا سب سے بڑا تیل کا مرکز تھا اور اسی آئل فیلڈ پر پورے تاران کی معیشت کا دار و مدار تھا۔

بس مین پمپ کے سامنے بنے ہوئے ایک کیبن کے پاس جا کر رک گئی اور راشیل اور مارگریٹ اتر کر کیبن میں چلی گئیں۔ سرخ کارڈ کی وجہ سے انہیں کہیں بھی کوئی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اور پھر چند لمحوں بعد مارگریٹ مین پمپ کے چیف کنٹرولر کے سجے سجائے دفتر میں موجود تھی۔

چیف کنٹرولر ہاشم رضا نے بڑی خوش دلی سے اس کا استقبال کیا۔

"مس ب ۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے یہاں آنا گوارا کر لیا۔ ورنہ اس صحرا میں لوگ نوکری

کرنے سے کتراتے ہیں"۔۔۔ ہاشم رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں باس!۔۔۔ میں تو دراصل شہروں کی مشینی زندگی سے گھبرا کر یہاں آئی ہوں اور مجھے صحرا اور یہاں کی پرسکون زندگی بہت پسند آئی ہے"۔۔ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے یہاں آنے سے میرا بہت سا بوجھ کم ہو جائے گا۔۔۔ آپ کل صبح سے ڈیوٹی پر آجائیں"۔۔۔ ہاشم رضا نے کہا۔ اور مارگریٹ اور راشیل اس سے ہاتھ ملا کر دفتر سے باہر آگئیں۔

"کہو۔۔ باس پسند آیا"۔۔۔؟ راشیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔ ٹھیک ہے"۔۔۔ مارگریٹ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ذرا بچ کر رہنا۔۔۔ بظاہر یہ جتنا خوش اخلاق ہے اتنا ہی خطرناک بھی ہے۔ یہ آدمی کو وہاں لے جا کر مارتا ہے جہاں پانی بھی نہ ملے"۔۔۔ راشیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔۔ میں ایسے لوگوں کو انگلیوں پر نچانا جانتی ہوں"۔۔۔ مارگریٹ نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر مائیکرو بس کے ذریعے مارگریٹ واپس اپنے کمرے میں پہنچ گئی۔ راشیل نے اسے عمارت کے صدر دروازے پر الوداع کہا اور آئندہ جمعہ کو ملنے کا پروگرام بن گیا۔

مارگریٹ اپنے کمرے میں آکر آرام کرسی پر ڈھیر ہو گئی۔ اس کے چہرے پر سوچ کے واضح آثار موجود تھے۔ کافی دیر تک وہ کرسی پر بیٹھی رہی۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر اٹھتے ہوئے سب سے پہلے دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر اس نے اپنے جوتے کی ایڑی کو مخصوص انداز میں گھمایا۔ جوتے کی ایڑی علیحدہ ہو گئی۔ ایڑی کے اندر خلا میں ایک چھوٹا سا مگر انتہائی جدید ترین گائیگر موجود تھا۔ اس نے گائیگر کی مدد سے پورے کمرے کو

چیک کیا اور پھر ایک دیوار میں موجود ٹرانسمیٹر اس نے تلاش کر لیا۔ مگر اس نے اسے بالکل نہیں چھیڑا بلکہ گائیگر دوبارہ ایڑی میں ڈال کر اس نے ایڑی کو دوبارہ جوتے میں فٹ کر دیا۔ پھر اس نے دوسری جوتی کی ایڑی سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا۔ اس آلے کی ایک سائیڈ میں ایک باریک سی سوئی موجود تھی۔ مارگریٹ نے وہ سوئی نکال کر آلے کے ایک چھوٹے سے سوراخ میں سوئی کی نوک ڈالی تو آلے پر موجود ایک باریک سا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

مارگریٹ سوئی کو مخصوص انداز میں گھماتی رہی۔ جلد ہی بلب کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ اب وہاں سرخ کی بجائے سبز رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ اب مارگریٹ نے سوئی کے ذریعے مارس کوڈ میں پیغام بھیجنا شروع کر دیا۔ وہ سوئی کی نوک مخصوص انداز میں سوراخ میں ڈال کر گھماتی رہی۔ پھر اس نے سوئی علیحدہ رکھ دی اور میز پر پڑے ہوئے کاغذ کو کھسکا کر اپنے سامنے رکھ لیا اور جیب سے پنسل نکال کر لکھنے کے لئے تیار ہو گئی۔ آلہ اس نے سامنے میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد بلب مخصوص انداز میں جلنے بجھنے لگا اور مارگریٹ کی پنسل تیزی سے کاغذ پر مختلف انداز میں لکیریں اور نقطے ڈالنے لگی۔ ابھی آدھا صفحہ ہی بھرا تھا کہ بلب سرخ ہو گیا اور پھر یکدم بجھ گیا۔

مارگریٹ نے سوئی دوبارہ اس کی مخصوص جگہ میں فٹ کر کے آلے کو ایڑی میں ڈالا اور اسے جوتے میں فٹ کر دیا۔ پھر اس نے کوڈ پیغام کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ پیغام کچھ اس طرح تھا۔

"مس مارگریٹ ۔۔۔ ہمیں خوشی ہے کہ تم صحیح جگہ پر پہنچ گئی ہو۔۔۔ روزانہ میں کیمپ اور آئل فیلڈ کے متعلق تمام تفصیلات معہ دفاعی نظام کے ہمیں پہنچاؤ۔ جب مناسب سمجھا جائے گا تمہیں مشن کے لئے آرڈر دے دیا جائے گا۔۔۔ انتہائی محتاط ہو کر کام کرو۔ کرنل بلیک۔

مارگریٹ نے پیغام کو دوبارہ پڑھا اور پھر اُسے برقی آتشدان میں ڈال دیا۔ جب وہ جل کر بالکل راکھ ہو گیا تو اس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اور کپڑے تبدیل کرنے کے لئے کمرے کے ایک کونے میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کیبن میں گھس گئی۔

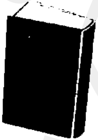

جوزف انتہائی تیزی اور محنت سے کام کرنے کا عادی تھا اس لئے اس نے صرف بروسا کے آدمیوں پر ہی انحصار کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود ہی عمران کی تلاش شروع کر دی اس نے ہر ہوٹل میں جا کر عمران اور جولیا کی تصویر دکھا کر معلومات حاصل کرنی شروع کر دیں۔ مختلف ہوٹلوں میں گھومنے کے بعد آخر کار وہ ہوٹل خیابان کے سامنے پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے وہاں ہوٹل کے دروازے پر ایک ہنگامہ دیکھا۔ ایک نوجوان دروازے پر کھڑا بُری طرح چنگھاڑ رہا تھا۔

" نکالو ان دونوں کو باہر — میں ان کا خون پی جاؤں گا — میرا نام جبتی ہے — مجھ سے موت بھی ڈرتی ہے "۔

" جبتی دیکھو — یہاں ہنگامہ مت کرو — وہ دونوں یہاں سے جا چکے ہیں اور پھر وہ باس کے مہمانِ خاص تھے — اگر باس کو تمہاری باتوں کا علم ہو گیا تو تمہاری لاش کسی گٹر میں بہتی ہوئی ملے گی " — ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان نے جبتی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" میں کسی باس واس سے نہیں ڈرتا — یہ ٹھیک ہے کہ میں وقتی طور پر اس غیر ملکی عورت سے مار کھا گیا ہوں اور ایسا غلط فہمی میں ہوا ہے — اگر مجھے علم ہوتا کہ وہ لڑائی کا فن جانتی ہے تو میں کبھی اس سے مار نہ کھاتا " — جبتی نے بُری طرح دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

غیر ملکی عورت کا لفظ سُنکر جوزف کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے جبتی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

" مسٹر میری بات سنو — میں تمہیں ان سے انتقام لینے کا موقع دلا سکتا ہوں " — جوزف نے نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم کون ہو " — ؟ جبتی نے اُسے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

" تم میرے ساتھ آؤ — یقین رکھو، تمہارا مقصد حل ہو جائے گا " — جوزف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا اور نجانے جوزف کی آنکھوں میں اُسے کیا نظر آیا کہ وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔

ہوٹل سے کافی دُور جا کر جوزف نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر عمران اور جولیا کی تصویر نکال کر جبتی کے سامنے کر دی۔

" کیا یہی وہ دونوں تھے جن سے تم نے انتقام لینا ہے " — ؟ جوزف نے پوچھا۔

" ہاں یہی ہیں — بالکل یہی " — جبتی نے جواب دیا اور جوزف کی آنکھوں میں بجلی سی لہرا گئی۔

" وہ آدمی بتا رہا تھا کہ یہ دونوں باس کے مہمان ہیں — یہ باس کون ہے " — ؟ جوزف نے پوچھا۔

" جونی اس ہوٹل کا مالک اور دارالحکومت کا سب سے بڑا غنڈہ — اس کا گروہ یہاں سب سے بڑا ہے — بہت ظالم اور سفاک آدمی ہے — مگر تم کیوں پوچھتے پھر رہے

ہو" ——— ؟ جبتی نے پوچھا۔

"میں نے بھی ان دونوں سے بدلہ چکانا ہے ——— بڑا پرانا بدلہ ——— کیا کسی طرح یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ اس وقت یہ دونوں کہاں ہوں گے ——— میں اس کے لئے بڑی سے بڑی رقم خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں" ——— جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اطلاع مل جائے گی ——— آؤ میرے ساتھ" ——— جبتی نے جواب دیا۔ اس کا غصہ بھی اب اتر چکا تھا۔

وہ جوزف کو ہمراہ لئے دوبارہ ہوٹل خیابان کی طرف بڑھا اور پھر اس کے سامنے سے ہوتا ہوا وہ ہوٹل کی عقبی سمت میں آ گیا۔ یہاں ایک پتلی سی گلی تھی جس میں ایک دروازہ تھا۔

"تم یہیں ٹھہرو ——— میں ایک آدمی ٹنڈن کو بلا کر لاتا ہوں" ——— جبتی نے جوزف سے کہا اور پھر تیزی سے دروازے میں داخل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک منحنی سے نوجوان کے ساتھ باہر نکلا۔

"ٹنڈن سو ڈالر مانگ رہا ہے اطلاع فراہم کرنے کے" ——— جبتی نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اطلاع درست ہونی چاہیئے ورنہ" ——— جوزف نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ——— اطلاع حرف بحرف صحیح ہو گی" ——— ٹنڈن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جوزف نے جیب سے بٹوا نکالا اور پھر سو ڈالر کا نوٹ نکال کر ٹنڈن کی طرف بڑھا دیا۔

"وہ دونوں کوٹھی نمبر ۱۱۲ لالہ زار کالونی میں رہائش پذیر ہیں ——— باس نے انہیں یہ کوٹھی دی ہے اور باس نے انہیں جو کار دی ہے وہ سیاہ رنگ کی مرسڈیز ہے جس کا نمبر ڈی۔ جے بارہ بارہ ——— اور سنو! ——— وہ دونوں یہاں سے مقامی آدمیوں کے میک اپ

میں گئے ہیں" ——— ٹنڈن نے جلدی جلدی تفصیل بتائی۔

"ٹھیک ہے" ——— جوزف نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

"ارے ارے ——— سنو تو سہی" ——— جبتی نے اسے آواز دی مگر جوزف کو اب جبتی کی کیا ضرورت تھی۔ وہ سنی ان سنی کر کے تیزی سے سڑک مڑ کر ہجوم میں مل گیا۔

چند ہی لمحوں بعد جوزف ٹیکسی میں بیٹھا لالہ زار کالونی کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ آج ہی اپنا مشن مکمل کر کے واپس نیویارک پہنچ جائے گا۔

کرنل بلیک نے رسیور اٹھایا اور پھر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو ایئر فورس ہیڈ کوارٹر" ——— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایئر مارشل سے بات کراؤ ——— کرنل بلیک سپیکنگ" ——— کرنل بلیک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے سر ——— چند لمحے ہولڈ کیجئے" ——— دوسری طرف سے ایک لوکھلائی آواز سنائی دی اور کرنل بلیک کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔

"یس ——— ایئر مارشل گوہانگ سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل بلیک سپیکنگ فرام دس اینڈ" —— کرنل بلیک نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"یس فرمائیے" —— ایئر مارشل کی آواز سنائی دی۔

"سپیشل مشن کے لئے میں نے آپ کے پاس ڈیمانڈ لسٹ بھیجی تھی —— کیا آپ کے پ پہنچ گئی ہے" —— ؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔

"ہاں —— ابھی ابھی پہنچی ہے" —— ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"پھر اس ڈیمانڈ کا بندوبست ہو گیا" —— کرنل بلیک کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"آپ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ مال بردار سپیشل ہیلی کاپٹر آپ کو کہاں چاہئیں"۔ ایئر مارشل نے کہا۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں لکھا تاکہ رازداری برقرار رہے —— ہمیں یہ ہیلی کاپٹر طاباس کے قریب چاہئیں" —— کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"طاباس تو شائد تاران کا ہوائی اڈہ ہے" —— ایئر مارشل نے چونک کر کہا۔

"شائد نہیں یقیناً —— آپ کو اپنی معلومات اپ ٹو ڈیٹ رکھنی چاہئیں" —— کرنل بلیک نے کہا۔

"کرنل بلیک! —— آپ شائد یہ بھول رہے ہیں کہ میں ایکریمیا کا ایئر مارشل ہوں —— آ کا ملازم نہیں۔ اس لئے میرے ساتھ بات کرتے وقت ذرا محتاط رہا کیجئے" —— ایئر مارش شائد کرنل بلیک کے ریمارک پر چڑ گیا تھا۔

"اور آپ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ میں ڈیول ہاٹ کا سربراہ ہوں —— بہرحال بتلیئ کہ کیا آپ بندوبست کر سکتے ہیں —— یا —— نہیں" —— کرنل بلیک نے پہلے سے بھی زیاد کھردرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے یہ ہیلی کاپٹر کہاں لے جانے ہیں" —— ؟ ایئر مارشل نے پوچھا۔

"اس سے آپ کو مطلب نہیں ہونا چاہئے —— یہ ٹاپ سیکرٹ ہے" —— کرنل بلیک

ے جواب دیا۔

"ٹاپ سیکرٹ ہوگا —— میں اس لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ آپ کو وضاحت سے بتا سکوں یہ ہیلی کاپٹر آپ کو کہاں دیئے جائیں تاکہ ان میں موجود ایندھن کافی ہو سکے" —— ایئر مارشل ے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے —— یہ بتائیے کہ یہ ہیلی کاپٹر فل ایندھن کے ساتھ کتنے میل سفر کر سکتے ہ" —— ؟ کرنل بلیک نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"صرف ایک ہزار کلومیٹر" —— ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"پھر ایسا کیجئے کہ ہمیں یہ ہیلی کاپٹر طاباس سے نوے میل شمال مشرق میں مل جائیں"۔ رنل بلیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے —— وہاں ہمارا بحری بیڑا موجود ہے —— وہاں سے آپ جب چاہیں یہ ن کاپٹر حاصل کر سکتے ہیں —— میں آرڈر کر دونگا" —— ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"او کے —— جب مجھے ضرورت ہوگی آپ کو ایک گھنٹہ پہلے مطلع کر دونگا —— آپ ہرحال ان ہیلی کاپٹروں کو اچھی طرح چیک کر لیں تاکہ راستے میں کوئی رکاوٹ یا پریشانی کا سامنا رنا پڑے" —— کرنل بلیک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں —— سب ٹھیک ہوگا" —— ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"او کے —— تھینک یو" —— کرنل بلیک نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرنل بلیک نے میز پر پڑے ہوئے ایک بڑے سے ڈیو نما آلے کے بٹن کو دبایا۔ بٹن دبتے ہی آلے پر لگا ہوا سرخ رنگ کا بٹن تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد بلب سبز ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"یس ڈی۔ ایچ ون سپیکنگ۔ اوور"۔

"کرنل بلیک سپیکنگ۔ اوور" ___ کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"یس باس۔ اوور" ___ دوسری طرف سے آنے والی آواز یکدم مودبانہ ہو گئی۔

"بی۔ ایچ مفرٹین ہیلی کاپٹروں کا بندوبست ہو گیا۔ اوور" ___ ؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔

"یس باس! ___ دو بی۔ ایچ مفرٹین ہیلی کاپٹر پنسلٹن بحری جہاز پر پہنچ گئے ہیں اب وہ ہماری طرف سے آرڈرز کے انتظار میں ہیں۔ اوور" ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کمانڈوز کی تربیت کس مرحلے پر ہے۔ اوور" ___ ؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔

"تربیت جاری ہے جناب! ___ نتائج حوصلہ افزا ہیں۔ اوور" ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"دیکھو انتہائی اہم مشن ہے اس لئے تربیت میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے ___ اور سنو! ___ تاران میں اپنے نمائندے کو پیغام بھیج دو کہ وہ اپلاس نامی ایک پرانے ہوائی اڈے جو کہ طاباس سے مغرب میں تقریباً پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، کے متعلق مکمل اور تفصیلی نقشہ اور اردگرد کے ماحول کے کوائف فوری طور پر بھجوا دے۔ اوور" ___ کرنل بلیک نے احکام دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ___ آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی۔ اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈی۔ ایچ ہنڈرڈ کی طرف سے کیا رپورٹ آئی ہے۔ اوور" ___ ؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔

"وہ آئل فیلڈ میں سیٹ ہو گئی ہے مگر وہاں اس کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے ___ وہ لوگ بے حد محتاط ہیں اس لئے ابھی تفصیلی اطلاعات حاصل نہیں ہو سکیں۔ اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا وہ مشن مکمل کر لے گی ___ ؟ کیونکہ یہ اس مشن کا سب سے اہم حصہ ہے۔ اوور" ___ کرنل بلیک نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"وہ ہمارے سیکشن کی سب سے زیادہ ہوشیار ایجنٹ ہے ___ انتہائی ذہین اور نہایت محتاط ___ بہرحال مجھے یقین ہے کہ وہ اپنا کام بخوبی سرانجام دے لے گی۔ اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ___ اسے پیغام بھیج دو کہ وہ جلد از جلد اپنا کام مکمل کرے۔ میں زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا۔ اوور" ___ کرنل بلیک نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر باس ___ آج ہی آپ کا پیغام اس تک پہنچ جائے گا۔ اوور" ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ___ کرنل بلیک نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ٹرانسمیٹر کا بٹن بند کرنے کے بعد کرنل بلیک تیزی سے اٹھا اور اپنی پشت پر موجود الماری کھول کر اس میں سے ایک چپٹا سا ڈبہ نکالا۔ یہ انتہائی طویل رینج کا جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا جس کے ذریعے دنیا کے کسی بھی کونے میں بات کی جا سکتی تھی۔ کرنل بلیک نے ڈبے کے پہلو میں موجود ایک بٹن دبایا تو ڈبے میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔

"ہیلو کرنل بلیک سپیکنگ اوور" ___ کرنل بلیک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس ___ این۔ بی سپیکنگ فرام دس اینڈ اوور" ___ ڈبے میں سے ایک کرخت سی آواز ابھری۔

"کے۔ جے۔ بی کی کیا پوزیشن ہے ___ ؟ کیا آپریشن ڈیزرٹ ون کی بھنک تو انہیں نہیں ملی۔ اوور" ___ ؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔

"نہیں جناب ابھی ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ___ البتہ ایک چونکا دینے والی اطلاع

ملی ہے۔ اوور" ـــــ این۔ بی نے جواب دیا۔

"وہ کیا ـــ جلدی بتاؤ۔ اوور" ـــ کرنل بلیک نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

"حکومت روسیاہ تاران کے قریبی سمندر میں اپنا بحری بیڑا بھیجنے کا پروگرام بنا رہی ہے ـــ میرا خیال ہے کہ تاران کے سیکنڈ آئل فیلڈ پر قبضہ کرنے کے لئے کوئی منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ اوور" ـــــ این۔ بی نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ بہت تشویشناک خبر ہے ـــ مگر وہ تو آستان میں فوجیں بھیج کر بُری طرح الجھے ہوئے ہیں ـــ ان حالات میں وہ یہ منصوبہ کیسے بنا سکتے ہیں۔ اوور" ـــ کرنل بلیک نے کہا۔

"آستان میں وہ صرف الجھے ہوئے نہیں بلکہ روز بروز زیادہ الجھتے جا رہے ہیں ـــ آستان کے جنگجو باشندے سخت مزاحمت کر رہے ہیں ـــ ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ منصوبہ ڈراپ کرنا پڑے۔ اوور" ـــ این۔ بی نے جواب دیتے ہوئے۔

"کیا اس منصوبے کی مکمل تفصیلات حاصل نہیں ہو سکتیں تاکہ اس کا بروقت توڑ کیا جا سکے اوور" ـــ ؟ کرنل بلیک نے کہا۔

"میں اس منصوبے کی تفصیلات کے لئے کام کر رہا ہوں ـــ مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی اس میں کامیاب ہو جاؤں گا ـــ جیسے ہی مجھے اطلاعات ملیں میں آپ تک پہنچا دونگا۔ اوور" ـــ این بی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم کے۔ جے۔ بی میں اہم جگہ پر ہو ـــ کوشش کرو کہ اس منصوبے کی مکمل تفصیلات مل سکیں ـــ اور اگر ہو سکے تو انہیں اس انداز میں سبوتاژ کرو کہ وہ اس منصوبے کو طویل عرصہ کے لئے ڈراپ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اوور" ـــ کرنل بلیک نے کہا۔

"او۔ کے ـــ میں پوری کوشش کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں اپنے مشن میں کامیاب رہوں گا۔ اوور" ـــ این۔ بی نے جواب دیا۔

"میں تمہاری طرف سے رپورٹ کا شدت سے انتظار کروں گا ـــ اوور اینڈ آل" ـــ کرنل بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ طویل رینج کے اس مخصوص ٹرانسمیٹر کو واپس الماری میں رکھ کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے سامنے میز پر پڑی ہوئی فائل کھول لی۔ مگر اسی لمحے میز پر پڑے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی مخصوص آواز میں بج اٹھی۔ کرنل بلیک نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر ـــ کرنل بلیک سپیکنگ" ـــ کرنل بلیک کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ اس سرخ رنگ کے ٹیلیفون کا رابطہ براہ راست صدر مملکت سے ہے۔

"پریذیڈنٹ سپیکنگ" ـــ دوسری طرف سے صدر کی باوقار آواز کرنل بلیک کے کانوں میں پڑی۔

"یس سر" ـــ کرنل بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مشن کہاں تک پہنچا ہے" ـــ ؟ صدر نے پوچھا۔

"مشن پر تیزی سے کام ہو رہا ہے جناب" ـــ کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"دیکھو کرنل! ـــ مشن کی کامیابی کے لئے جس قدر ہو سکے جلد کام کرو۔ حالات بہت تیزی سے خراب ہوتے جا رہے ہیں ـــ اندرونی اور بیرونی طرف سے حکومت پر دباؤ بڑھتا چلا جا رہا ہے" ـــ صدر کے لہجے میں تشویش نمایاں تھی۔

"آپ بے فکر رہیں ـــ مجھے خود اس بات کا احساس ہے ـــ مگر جناب! مشن کی نزاکت کے پیش نظر میں اس کی تیاریاں اس انداز میں کر رہا ہوں کہ مشن کی کامیابی میں ایک فیصد بھی خطرہ باقی نہ رہے" ـــ کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ تم میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اس نازک اور خطرناک مشن کی اجازت دے دی تھی ـــ بہرحال جس قدر جلد ہو سکے مشن مکمل کرو" صدر نے کہا۔

"شکریہ جناب! ۔ آپ بے فکر رہیں" ۔۔۔ کرنل بلیک نے اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ۔ ابھی ایئر مارشل گوپانگ نے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس سے اس کی حیثیت کے مطابق پیش نہیں آتے" ۔۔۔ صدر کی آواز سنائی دی۔

"سر ۔ اُسے خوامخواہ غلط فہمی ہو گئی ہے ۔۔۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ مشن کس قدر سیکرٹ ہے جبکہ وہ اس کی تفصیلات معلوم کرنا چاہتا تھا" ۔۔۔ کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ بہرحال پھر بھی خیال رکھا کرو ۔ میں ان حالات میں کسی کی ناراضگی مول لے کر حالات کو مزید بگاڑنا نہیں چاہتا" ۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔

"بہتر ہے جناب! ۔ آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا" ۔۔۔ کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"او کے ۔ جب ابتدائی تیاریاں مکمل ہو جائیں تو مجھے بتانا" ۔۔۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل بلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"میں تم سے سمجھ لوں گا ایئر مارشل گوپانگ ۔۔۔ ذرا اس مشن میں کامیاب ہو جاؤں" ۔۔۔ کرنل بلیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر دوبارہ فائل کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے کوٹھی میں پہنچتے ہی ٹیلیفون اٹھایا اور پھر پاکیشیا کے لیے کال بک کرا دی۔

"ذرا جلدی بات کرا دینا بھائی ۔ سٹیٹ کال ہے" ۔۔۔ عمران نے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب! ۔ صرف چند منٹ لگیں گے" ۔۔۔ آپریٹر نے سٹیٹ کال کا لفظ سنتے ہی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کسے کال کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔ جولیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"قاضی بلوانا چاہتا ہوں ۔۔۔ اس ملک کے قاضی معلوم نہیں ہمارا نکاح کس طرح پڑھوائیں کہیں کوئی غلطی ہو گئی تو ساری عمر گناہ ہوتا رہے گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا پیر پٹختی ہوئی واپس کمرے سے باہر نکل گئی۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"بات کیجئے جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ۔ عمران بول رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"جناب یہاں کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں ۔ آپ مہربانی کر کے کیپٹن شکیل، صفدر اور نعمانی کو یہاں بھیج دیں ۔ جولیا انہیں ڈیل کرے گی ۔ وہ یہاں پہنچ کر

ذان نمبر تیرہ پچیس پر جولیا سے بات کرلیں گے“ —— عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ جولیا باہر دروازے سے کان لگائے کھڑی ہوگی۔

”ٹھیک ہے —— میں آج ہی انہیں روانہ کردیتا ہوں“ —— دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے خاموشی سے رسیور رکھ دیا۔

اور عمران کا اندازہ صحیح تھا۔ جیسے ہی اس نے رسیور رکھا جولیا تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی۔

”اگر ایکسٹو کو کال کر رہے تھے تو مجھے بتا دینا تھا —— میں خود ان سے بات کرتی کہ میں یہاں نہیں رہ سکتی —— میری یہاں کیا حیثیت ہے —— بیوقوفوں کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ دوڑتی پھر رہی ہوں“ —— جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”حیثیت خود بخود نہیں بنتی —— بنائی جاتی ہے —— میں نے تمہیں کب کہا ہے کہ میرے ساتھ دوڑتی پھرو —— علیحدہ ہو کر بھی تم دوڑ سکتی ہو۔ اور سنو! —— تمہیں علیحدہ دوڑانے کے لئے ہی میں نے ایکسٹو کی منت اٹھائی ہے کہ تم اکیلی بیوقوف نہ رہو —— تین اور بھی آجائیں“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مگر مجھے تو اس کیس کی تفصیلات کا علم ہی نہیں —— پھر میں کیا کروں گی“ —— ؟ جولیا نے جواب میں بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تفصیلات بتائی نہیں جاتیں —— حاصل کی جاتی ہیں —— جب تم چاروں علیحدہ ہو کر دوڑو گے تو پھر تفصیلات بھی حاصل کرلو گے“ —— عمران نے اسی انداز میں جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم یہاں سے بھاگنے کی سوچ رہے ہو“ —— جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”بڑے عرصے بعد تم نے عقلمندی کی بات کی ہے مگر“ —— عمران نے کہا مگر ابھی وہ فقرہ مکمل نہ کرسکا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے

دروازے پر جوزف کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا اور آنکھوں میں سرد مہری۔

”مجھ سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے علی عمران“ —— ؟ جوزف نے سرد لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ارے میں نے کہاں بھاگنا ہے —— میں تو تم سے ملنے آرہا تھا بڑے بھائی —— تم نے خوامخواہ تکلیف اٹھائی“ —— عمران نے بڑے شگفتہ لہجے میں جواب دیا۔

”دیکھو میں نے تمہیں کتنی جلدی اور آسانی سے ڈھونڈ لیا ہے —— اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ“ —— جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

”اس ریوالور سے بڑے بھائی —— اگر ایسی بات ہے تو یہ تمہاری بھول ہے بھائی۔ ریوالور کی گولی مجھ پر اثر نہیں کرتی“ —— عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جوزف کا جسم تن گیا اور عمران سمجھ گیا کہ اب وہ گولی چلانے والا ہے۔ عمران کا ہاتھ اس وقت میز پر پڑے ایش ٹرے سے کھیل رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ جوزف کی انگلی ٹریگر پر اپنا دباؤ ڈالتی، عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ایش ٹرے اڑتی ہوئی جوزف کے اس ہاتھ سے ٹکرائی جس میں اس نے ریوالور تھام رکھا تھا اور اس اچانک حملے سے اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دُور جا گرا۔ اور اسی لمحے جولیا کسی زخمی شیرنی کی طرح اچھل کر اس پر جا پڑی مگر دوسرے لمحے جولیا ایک چیخ مار کر الٹ گئی۔ جوزف نے بڑی پھرتی سے گھٹنا مار کر اُسے الٹا دیا تھا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک خنجر چمک اٹھا۔ چہرے پر وحشت کی سرخی اُبھر آئی تھی۔

”ارے ارے عورتوں سے لڑتا ہے بڑے بھائی —— کچھ شرم کرو“ —— عمران نے اطمینان سے اٹھتے ہوئے کہا۔ مگر جوزف نے بڑی پھرتی سے خنجر فضا میں لہرایا۔ دوسرے

لمحے عمران نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور پھر فضا میں اڑتے ہوئے خنجر کا رخ بدل گیا اور وہ عمران کے ہاتھ کی تھپکی کھا کر دائیں طرف دیوار سے جا ٹکرایا۔

جوزف نے خنجر عمران کی بجائے فرش پر پڑی ہوئی جولیا کی طرف پھینکا تھا اور اگر عمران اُسے درمیان میں ہی تھپکی نہ دیتا تو خنجر ٹھیک جولیا کے دل میں گھس جاتا۔

پھر جیسے ہی عمران اچھل کر سیدھا ہوا۔ جوزف کے ہاتھ میں سائنایڈ میں ڈوبی ہوئی سوئی پھینکنے والی مشین موجود تھی۔ جوزف پوری طرح تیار ہو کر آیا تھا۔

اب عمران بالکل جوزف کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی نظریں جوزف کے ہاتھ پر جمی ہوئی تھیں۔ اُسے جوزف کی پھرتی کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اس لئے اب اس کے چہرے پر ٹھوس چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر ذرا سی بھی اندازے کی غلطی ہوئی تو اس کی موت یقینی ہے۔

پھر اس سے پہلے کہ جوزف کا ہاتھ حرکت میں آتا۔ عمران نے اچانک غوطہ لگایا۔ وہ تیزی سے دائیں طرف ہٹا تھا۔ جوزف کا ہاتھ تیزی سے دائیں طرف مڑا اور یہیں وہ مار کھا گیا۔ عمران کے جسم نے درمیان میں ہی رخ بدل لیا اور پھر جوزف کے سینے پر عمران کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے پڑیں۔ اور وہ اچھل کر باہر برآمدے میں جا گرا۔ عمران زمین پر گرتے ہی اس طرح اچھلا جیسے زمین سپرنگ کی بنی ہوئی ہے۔ دوسرے لمحے وہ فرش پر پڑے ہوئے جوزف پر جا گرا۔ مگر جوزف نے انتہائی پھرتی سے کروٹ بدلی اور دوسرے لمحے وہ عمران کے اوپر تھا۔ پھر جوزف کا ہاتھ پوری تیزی سے حرکت میں آیا — مگر مقابلے میں بھی عمران تھا۔ اس نے بیک وقت ہاتھ اور پیر چلائے۔ ہاتھ سے اس نے جوزف کے ہاتھ کو سنبھالا اور پیر کی ضرب سے اس نے جوزف کو پیچھے اچھال دیا۔

جیسے ہی جوزف پیچھے گرا۔ جولیا جو اب اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی اور اس نے فرش پر پڑا ہوا جوزف کا ریوالور اٹھا لیا تھا۔ ریوالور کا رخ جوزف کی طرف کرتے ہوئے سخت

لہجے میں کہا۔

"خبردار! — اگر حرکت کی تو دماغ میں سوراخ کر دوں گی"۔

اور جوزف جولیا کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر بے حس و حرکت ہو گیا۔ اسی لمحے عمران بھی کھڑا ہو گیا۔

"جولیا پیچھے ہٹ جاؤ — میں اسے تھوڑا سا سبق دے لوں پھر اطمینان سے اس کے دماغ میں روشندان بنا دینا" — عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔ اور جولیا اس کا لہجہ سُن کر بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ دوست — اور مجھے بتاؤ کہ تم مجھ تک کیسے پہنچے" — عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو فرش پر پڑا بڑے اطمینان بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اگر تم پوچھنا چاہتے ہو تو میں ضرور بتاؤں گا" — جوزف یوں کپڑے جھاڑ کر کھڑا ہو گیا جیسے اب تک وہ مذاق کر رہا ہو۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران مزید کچھ بولتا۔ جوزف نے کوٹ جھاڑنے کے لئے جیسے ہی ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ ایک استرے کے پھل جتنا تیز خنجر اس کے ہاتھ میں ظاہر ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے مڑ کر خنجر اپنے پیچھے کھڑی جولیا کی طرف پھینک دیا جولیا کو شاید علم ہی نہ ہو سکا تھا کہ جوزف کے ہاتھ میں خنجر ہے اس لئے وہ صرف اضطراری طور پر جوزف کے پیچھے مڑنے پر تیزی سے ایک طرف سمٹی مگر جوزف کے ہاتھ سے نکلا ہوا تیز خنجر پوری قوت سے جولیا کی پسلیوں میں گھستا چلا گیا اور جولیا ایک کربناک چیخ مار کر فرش پر گر پڑی۔ ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دُور جا گرا۔

ادھر جوزف کے مڑتے ہی عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی مگر جولیا کی کربناک چیخ نے اس کی توجہ ہٹا دی اور جوزف اس کی زد سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ انتہائی

تیزی سے چھلانگ لگا کر ایک دیوار سے جا ٹکرایا تھا جبکہ عمران سیدھا فرش پر گرتی ہوئی جولیا پر جا گرا۔

جولیا عمران کا دھکا لگنے سے دور تک گھسٹتی چلی گئی۔ اس کے جسم سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

عمران جولیا پر گرتے ہی انتہائی پھرتی سے اچھلا۔ اس کے منہ سے زخمی چیتے کی سی غراہٹ نکلی مگر اسی لمحے جوزف نے چھلانگ لگائی اور اٹھتے ہوئے عمران پر آ پڑا۔ مگر عمران کے دماغ پر تو جولیا کا خون دیکھ کر وحشت سوار ہو گئی تھی۔ اس نے دونوں پیروں کی مدد سے جوزف کو ہوا میں اچھال دیا اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف واپس زمین پر گرتا، عمران تیر کی طرح اچھل کر اس سے ٹکرایا اور جوزف سامنے دیوار کی جڑ میں جا گرا۔ اس بار عمران نے اسے اٹھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے جوزف کی کنپٹی پر پڑی اور جوزف کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔ وہ طویل بیہوشی میں ڈوب چکا تھا۔

جوزف کے بیہوش ہوتے ہی عمران انتہائی تیزی سے مڑا اور جولیا کے پاس پہنچ گیا۔ جولیا بیہوش پڑی تھی۔ اس کے زخم سے خون ابھی تک بہہ رہا تھا اور چہرہ خون کی کمی کی وجہ سے زرد پڑ چکا تھا۔ اس نے جیسا خنجر ابھی تک جولیا کی پسلیوں میں گھسا ہوا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے قریبی میز پر پڑا ہوا اخبار اٹھایا۔ ایک طرف کارنس پر پڑا ہوا لائٹر اٹھا کر اخبار کو آگ لگا دی۔ جب اخبار پوری طرح جل کر راکھ ہو گیا تو اس نے میز پوش کھینچ کر اسے پھاڑ کر اس کی پٹی بنائی اور پھر پھرتی سے جولیا کی پسلیوں سے خنجر باہر کھینچ لیا۔ خنجر باہر آتے ہی خون پہلے سے زیادہ تیزی سے نکلنے لگا۔ عمران نے اخبار کی راکھ اکٹھی کر کے اس کے زخم میں بھر دی اور پھر اس پر

پٹی رکھ کر اس نے اچھی طرح پٹی باندھ دی۔ موجودہ حالات میں وہ جولیا کا فوری طور پر خون روکنے کے لئے یہی کچھ کر سکتا تھا مگر اس کے باوجود وہ جانتا تھا کہ اگر جولیا کو فوری طبی امداد نہ ملی تو اس کا بچنا محال ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ تیزی سے ٹیلیفون کی طرف لپکا اور پھر اس نے جوزی کے نمبر تیزی سے گھمانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو جوزی سپیکنگ" —— دوسری طرف سے جوزی کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ —— سنو جوزی! —— میری ساتھی لڑکی شدید زخمی ہو گئی ہے۔ اس کی حالت بہت خطرناک ہے۔ میں اسے فوری طور پر کسی اچھے ہسپتال میں بھیجنا چاہتا ہوں جہاں اس کی اچھی دیکھ بھال ہو سکے اور اسے فوری طبی امداد دی جا سکے" —— عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں —— آپ بے فکر رہیں۔ سب کام ٹھیک ہو جائے گا" —— جوزی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران کو جوزی کی یہ عادت بے حد پسند تھی کہ وہ غیر ضروری سوالات میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہ تھا۔

ٹیلیفون کا رسیور رکھ کر وہ دوبارہ جولیا کی طرف بڑھا اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ جولیا کا خون رسنا بند ہو گیا تھا۔ فوری طور پر دیسی نسخہ کام آ گیا تھا۔ مگر جولیا کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس لئے عمران شدید بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ پھر جب اس سے نہ رہا گیا تو اس نے بڑی احتیاط سے جولیا کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور کوٹھی کے پھاٹک کی طرف چل پڑا۔

پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا اسے پھاٹک کے باہر مخصوص انداز میں بجنے والے ہارن کی آواز سنائی دی اور اس نے بڑی پھرتی سے پھاٹک کھول دیا۔ پھاٹک

کے باہر جولی موجود تھا معہ ایک چھوٹی سی ایمبولینس کے جو کسی پرائیویٹ ہسپتال کی تھا۔

"معاف کرنا پرنس — ایمبولینس کی وجہ سے چند منٹ لیٹ ہو گیا ہوں — میں نے سوچا کہ مس جولیا کی حالت زیادہ خطرناک ہوئی تو کار میں نقصان ہونے کا اندیشہ ہے" — جولی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے ایمبولینس کا پچھلا دروازہ کھول کر سٹریچر باہر نکال لیا۔

عمران نے جولیا کو بڑے آرام سے سٹریچر پر لٹا دیا اور پھر ان دونوں نے مل کر سٹریچر کو ایمبولینس میں رکھ دیا۔

"کیا تم ساتھ چلو گے" — ؟ جولی نے پوچھا۔

"نہیں — تم اسے لے جاؤ اور مجھے فون پر رپورٹ دینا — میں ذرا اس سے پوچھ گچھ کر لوں جس نے جولیا کی یہ حالت کی ہے" — عمران نے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

جولی ایمبولینس میں سوار ہو گیا اور دوسرے لمحے ایمبولینس مڑ کر سڑک پر بھاگی چلی گئی۔

عمران پھاٹک بند کر کے سیدھا واپس اسی کمرے میں آیا جہاں جوزف بیہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ عمران کے چہرے پر اس وقت خوفناک سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے سب سے پہلے ادھر ادھر بکھرے ہوئے ریوالور اور خنجر اٹھا کر ایک طرف رکھے اور پھر وہی استرے کی دھار جیسا خنجر اٹھا کر وہ جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جوزف کی ناک چٹکی سے دبائی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ چند لمحوں بعد ہی جوزف کا جسم یکدم پھڑپھڑانے لگ گیا۔ اسے ہوش آ گیا تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھ ہٹا لئے اور اب خنجر دوبارہ اس کے ہاتھ میں آ گیا تھا۔

جوزف نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ وہ چند لمحے خاموش پڑا رہا۔ پھر جیسے ہی اس

کا شعور جاگا وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں مسٹر! — اب کھل جاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں تک کیسے پہنچے" — ؟ عمران نے پوری قوت سے اپنے استرے والے ہاتھ کو لہراتے ہوئے کہا اور جوزف کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکل گئی۔ اس کا آدھا کان کٹ کر دور جا گرا تھا۔

"جلدی بولو" — عمران نے دوسرا وار کیا اور اس بار جوزف کے ناک کی نوک غائب ہو چکی تھی۔

دوسرے لمحے جوزف نے اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا مگر عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور جوزف اچھل کر پشت کے بل جا گرا۔ استرے کی تیز دھار نے اس کی آدھی ناک غائب کر دی تھی۔ اس کی ناک اور کان سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں جلدی بولو — سب کچھ تفصیل سے بتلا دو" — عمران نے زخمی چیتے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"تم میرے ہاتھوں مر جاؤ گے — میرا نام جوزف ہے" — جوزف نے لبوں کو دانتوں میں بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — تم نے اپنا نام بتایا ہے اس لئے فی الحال ایک آنکھ" — عمران نے بڑے سفاک لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے کمرہ جوزف کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ استرے نما خنجر اس کی بائیں آنکھ میں دستے تک گھستا چلا گیا اور پھر عمران نے خنجر باہر کھینچ لیا۔

جوزف ایک بار پھر بیہوش ہو چکا تھا۔

عمران نے بڑے اطمینان سے خنجر جوزف کے لباس سے صاف کیا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے جوزف کے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔ جوزف ایک جھٹکے سے دوبارہ ہوش میں آ گیا۔

" جلدی بولو ــــ ورنہ اس بار دوسری آنکھ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے" ــــ عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

اور اس بار جوزف کی تمام اکڑفوں دھری کی دھری رہ گئی اور اس نے اپنے متعلق سب کچھ تفصیل سے عمران کو بتا دیا اور پھر اس نے یہ بھی بتایا کہ کس طرح اس نے جبتی کی مدد سے رشوت دے کر اس کوٹھی کا پتہ کیا اور پھر کوٹھی کی پچھلی دیوار پھاند کر وہ اندر داخل ہوا اور یہاں تک پہنچا۔

" تم اپنی کامیابی کی رپورٹ کرنل بلیک تک کس طرح پہنچاتے" ــــ ؟ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

" میں اسے یہیں سے ٹیلیفون کر کے اپنی رپورٹ دے دیتا" ــــ جوزف نے جواب دیا اور پھر اس نے کرنل بلیک کا وہ مخصوص نمبر بھی بتا دیا جس پر اس سے براہِ راست رابطہ قائم ہو سکتا تھا۔

" وہ کوڈ بتاؤ جس کے ذریعے تم اپنی پہچان کراتے ہو" ــــ عمران نے کہا۔

جوزف اس بار ذرا سا ہچکچایا تو عمران نے اس کی دوسری آنکھ کے سامنے خنجر لہرا دیا اور جوزف نے جلدی سے کوڈ بتا دیا۔

" دیکھو جوزف! ــــ میری تم سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے ــــ تم نے اپنا یہ حال بھی صرف تفصیلات نہ بتانے کی وجہ سے کرایا ہے۔ اگر تمہاری بتائی ہوئی معلومات درست ہیں اور تم نے جھوٹ نہیں بولا تو میں تمہاری جان بخشی دوں گا۔ اور اگر تم نے ایک لفظ بھی جھوٹ بولا ہے تو سمجھ لو۔ اس بار اس خنجر سے میں تمہاری گردن اس طرح کاٹ دوں گا جیسے تار سے صابن" ــــ عمران نے کہا۔

" م ـ میں نے سچ بولا ہے" ــــ جوزف نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

" ابھی معلوم ہو جاتا ہے" ــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے

جوزف کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اُسے کچھ اس طرح گھمایا کہ جوزف منہ کے بل فرش پر جا گرا اور اس کے دونوں ہاتھ اب پشت پر آ گئے تھے۔ عمران نے بڑی پھرتی سے میز پوش سے بنی ہوئی پٹی سے جو جولیا کے زخم پر باندھنے کے بعد بچ گئی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے باندھ دیئے اور پھر اسے دوبارہ سیدھا کر دیا۔

" اب میں اطمینان سے تمہاری بتائی ہوئی باتوں کی صداقت پرکھ سکتا ہوں" ــــ عمران نے کہا اور اٹھ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا اور پھر وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔

ابھی عمران نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ عمران نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

" جونی بول رہا ہوں پرنس! ــــ مس جولیا اب خطرے سے باہر ہے" ــــ دوسری طرف سے جونی کی آواز سنائی دی۔

" شکریہ جونی! ــــ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا" ــــ عمران نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" نہیں پرنس ــــ ایسی کوئی بات نہیں ــــ بہرحال میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا" ــــ ؟ جونی نے سوال کیا۔

" تمہارے ہوٹل میں کوئی شخص ٹنڈن ہے" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

" ہاں ہے ــــ کیوں" ــــ ؟ جونی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" اس نے سو ڈالر لے کر ایک پیشہ ور قاتل کو اس کوٹھی کا نمبر اور کار کا نمبر بتا دیا ــــ اور ساتھ یہ بھی کہ میں اور جولیا مقامی آدمیوں کے روپ میں ہیں چنانچہ وہ پیشہ ور قاتل یہاں پہنچ گیا" ــــ عمران نے اُسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" مگر وہ پیشہ ور قاتل ٹنڈن سے کیسے ملا" ــــ ؟ جونی کے لہجے میں حیرت کے

ساتھ ساتھ ندامت بھی تھی کیونکہ اُسے علم ہو گیا تھا کہ جولیا کی یہ حالت اسکے آدمی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

"رابطے کا کام جبشی نے کیا ہے جس کی جولیا نے پٹائی کی تھی" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! میں سمجھ گیا ——— بہرحال میری طرف سے معذرت قبول کرو کہ میرے آدمی کی وجہ سے مس جولیا اس حال کو پہنچی اور یقین جانو کہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد ٹنڈن اور جبشی دونوں موت کی وادی میں سفر کر رہے ہوں گے" ——— جونی نے کہا۔

"یہ تمہارا کام ہے کہ تم غلط آدمیوں کا کیا حشر کرتے ہو ——— بہرحال کچھ دیر بعد مجھے جولیا کے متعلق مزید بتا دینا ——— خدا حافظ" ——— عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

پھر اس نے ڈائرکٹری اٹھا کر ایکریمیا کے دارالحکومت کو براہِ راست کال کرنے کا مخصوص نمبر دیکھا اور ٹیلیفون اٹھا کر نمبر ڈال کرنے لگا۔ ایکریمین دارالحکومت سے رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے کرنل بلیک کے مخصوص نمبر گھما دیئے اور چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو کرنل بلیک سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"میں تارزن دارالحکومت سے بول رہا ہوں اور اس وقت میرے سامنے علی عمران کی لاش پڑی ہوئی ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے یقین تھا کہ تم ناکام نہیں ہو سکتے ——— مگر براہ راست مجھے کال کیوں کیا ہے ——— ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دینی تھی" ——— کرنل بلیک نے اُسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"سر! ——— مجھے عمران سے ایک ایسی چیز ملی ہے جو انتہائی حیرت انگیز ہے۔ یہ ڈیول ہاٹ کے اس آپریشن سے متعلق کاغذات ہیں جو کہ اس نے ایکریمین یرغمالیوں کو رہا کرنے کے لئے بنایا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"کیا کہا ——— ؟ کیا کہہ رہے ہو" ——— ؟ کرنل بلیک کی آواز شدید حیرت کی وجہ سے پھٹ گئی تھی۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں جناب ——— وہ کاغذات اس وقت میرے پاس ہیں مگر وہ عجیب و غریب کوڈ میں ہیں۔ میں نے مرنے سے پہلے عمران پر تشدد کر کے اسے ڈی کوڈ کرنے کے لئے کہا مگر شدید تشدد کے بعد وہ صرف اتنا ہی بتا سکا۔ پھر وہ مر گیا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— تم ایسا کرو کہ ان کاغذات سمیت فوراً میرے پاس پہنچو ——— کاغذات کی ہر قیمت پر حفاظت کرنا" ——— کرنل بلیک کے لہجے میں شدید تشویش نمایاں تھی۔

"مگر جناب! ——— میں ان کاغذات کو ہیڈ کوارٹر کے حوالے کیوں نہ کر دوں" ——— ؟ عمران نے کہا۔

"نہیں ——— تم کاغذات براہِ راست میرے حوالے کرو گے ——— سمجھے" ——— کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"مگر جناب ——— میں آپ تک" ——— عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا ہی چھوڑ دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے کرنل بلیک کوئی جواب دیتا، عمران نے جوزف کا منہ کھلتے دیکھا۔ وہ شاید چیخ کر کرنل بلیک کو کچھ کہنا چاہتا تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے رسیور کے ماؤتھ پیس پر ہتھیلی رکھی اور دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا استرا پوری قوت سے جوزف کی طرف پھینک دیا۔ استرا کسی تلوار کی طرح جوزف کی

گردن پر پڑا اور اس کی گردن بڑی صفائی سے کٹتی چلی گئی اور جوزف کو تڑپنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ وہ ایک لمحے میں مر گیا۔

"ہیلو ہیلو جوزف"۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل بلیک چیخ رہا تھا۔

"یس سر"۔۔۔ عمران نے ہتھیلی ماؤتھ پیس سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔۔۔؟ تم خاموش کیوں ہو گئے تھے"۔۔۔؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔

"سر!۔۔۔ کوئی آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔ مگر میرا وہم نکلا"۔۔۔ عمران نے اس کی بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"جب تک کاغذات تمہارے پاس ہیں تمہیں بے حد محتاط رہنا ہو گا۔۔۔ سنو! نیویارک پہنچ کر تم زیرو کالونی پہنچ جانا۔۔۔ گیٹ پر سپیشل کوڈ "ڈی۔ ایچ" دہرانا۔ تمہیں میرے پاس پہنچا دیا جائے گا"۔۔۔ کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"او۔کے سر!۔۔۔ میں آج ہی یہاں سے چل پڑتا ہوں۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میں کل تک پہنچ جاؤں گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے میرے پاس پہنچ جاؤ اور کاغذات کی اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کرنا۔۔۔ بائی۔ بائی"۔۔۔ کرنل بلیک نے کہا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

عمران کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ اس نے بلیک زیرو کو ٹیلیفون اسی لئے کیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبر یہاں رہ کر بروسا کی نگرانی کر کے معلومات حاصل کریں گے اور وہ خود ڈیول ہاٹ کے ہیڈ کوارٹر میں گھسنے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ جب تک اصل منصوبہ اُسے معلوم نہ ہو سکے وہ اس کا توڑ نہیں کر سکتا تھا اور قدرت نے خود بخود اس کا راستہ صاف کر دیا تھا۔

عمران نے اسی وقت دوبارہ رسیور اٹھایا اور پھر پاکیشیا کال بُک کرانے لگا۔ ابھی

تاران اور پاکیشیا میں براہِ راست فارن ڈائلنگ سسٹم نہ تھا۔ اس لئے کال بُک کرانا پڑتی تھی۔

بہرحال تھوڑی دیر بعد ہی بلیک زیرو سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی کیونکہ اس پر عمران نے اس ٹیلیفون پر رنگ کیا تھا جو صرف ایکسٹو کے لئے مخصوص تھا۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر!۔۔۔ ممبر ابھی وہاں سے روانہ تو نہیں ہوئے"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا

"نہیں۔۔۔ وہ ایک گھنٹے بعد پرواز کرنے والے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو اس بار اپنی اصل آواز میں بولا۔

"یہاں حالات بدل گئے ہیں۔۔۔ تم انہیں فی الحال روک دو۔۔۔ میں بعد میں مناسب وقت پر انہیں بلاؤں گا۔۔۔ اور سنو! جولیا زخمی ہو کر ریڈ لائن ہسپتال میں موجود ہے۔ اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔۔۔ تم ہوٹل خیابان کے مالک جونی کو پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دے کر اس کی خیریت معلوم کر سکتے ہو۔۔۔ جیسے ہی وہ ٹھیک ہو اُسے بھی واپس بُلا لینا"۔۔۔ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ مگر اس کا مطلب ہے کہ آپ تاران سے باہر جا رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔ میں ایکریمیا جا رہا ہوں۔۔۔ ہو سکا تو وہاں سے تمہیں کال کروں گا۔ فی الحال خدا حافظ"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر عمران وہ بیگ اٹھا کر جس میں میک اَپ کا سامان تھا، غسل خانے میں گھس گیا اور پھر اس نے پلاسٹیلا میک اَپ فنکشن کی مدد سے اپنے چہرے پر جوزف

کا چہرہ چڑھا لیا۔ پلاٹیلا میک اَپ ایک جدید ترین میک اَپ تھا۔ ایک ایسا میک اَپ جسے پلاٹیلا ڈراپ کے بغیر ختم نہیں کیا جا سکتا تھا اور یہ اتنا مکمل اور قدرتی میک اَپ تھا کہ کسی صورت میں اسے چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چونکہ عمران جانتا تھا کہ کرنل بلیک سے ملاقات کس قدر خطرناک ہو گی اس لئے اس نے دانستہ پلاٹیلا میک اَپ کیا تھا۔

میک اَپ سے فارغ ہو کر جب وہ غسل خانے سے باہر آیا تو اب وہ مکمل طور پر جوزف کا روپ دھار چکا تھا۔ اس نے مُردہ جوزف کی تلاشی لی اور پھر اس کے تمام کاغذات، بٹوہ اور دیگر چیزیں اپنی جیب میں ڈال لیں۔ پھر اس نے اُسترے کی مدد سے جوزف کی لاش کا چہرہ بگاڑنا شروع کر دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد عمران جوزف کے چہرے سے کھال اتار چکا تھا۔ اب جوزف کے پہچان لئے جانے کا خطرہ ختم ہو چکا تھا۔

عمران اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے اٹھا اور پھر اس نے میز کی دراز سے چند کاغذات نکالے اور ان پر مخصوص کوڈ میں لکھنا شروع کر دیا۔ پھر جب تین کاغذات بھر گئے تو اس نے کاغذات کو مخصوص انداز میں دو تین بار موڑا اور پھر انہیں تہہ کر کے کوٹ کی مخصوص جیب میں رکھ لیا۔ اب وہ کرنل بلیک سے ملاقات کے لئے پوری طرح تیار تھا۔

پھر اس نے رسیور اٹھایا اور جونی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے رابطہ قائم ہو گیا۔

"جونی! میں کچھ عرصہ کے لئے تاران سے باہر جا رہا ہوں — اس کوٹھی کو سنبھال لو — تمہاری کار بھی یہیں موجود ہے — اور سنو! کوٹھی میں ایک لاش بھی موجود ہے۔ اُسے کسی گٹر میں پھینکوا دینا۔ اور پاکیشیا سے کوئی شخص میرا نام لیکر تمہیں

فون کرے گا۔ اس سے پورا پورا تعاون کرنا — مس جولیا جب ٹھیک ہو جائے تو اُسے واپس پاکیشیا بھجوا دینا۔ شکریہ" — عمران نے بغیر سانس لئے اُسے ہدایات دیں اور پھر رسیور رکھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

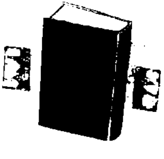

مارگریٹ دو تین روز تک بڑی تندہی سے اور انتہائی فرض شناسی سے اپنے دفتری فرائض سرانجام دیتی رہی۔ اس نے اس قسم کی کوئی حرکت نہ کی جس کی وجہ سے اُسے مشکوک سمجھا جاتا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے اور نگرانی کرنے والے افراد کو بھی اس نے چیک کر لیا تھا۔

اور پھر جیسے کہ اُسے توقع تھی کہ دو تین روز بعد نگرانی کرنے والے اکتا کر ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ وہی ہوا۔ چوتھے روز جب چائے کا وقفہ ہوا تو اس نے نگرانی کرنے والے چوکیدار کو غائب پایا۔ وہ شاید کسی ضروری کام سے کہیں نکل گیا تھا۔ چنانچہ مارگریٹ غیر محسوس انداز میں دفتر کے کیفے کے عقبی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر دروازہ سے باہر نکل گئی۔

چونکہ پورے مین کیمپ میں پورے آدھے گھنٹے کے لئے چائے کا وقفہ ہوتا تھا اس لئے چوکیداروں کے سوا سب لوگ کیفے میں جمع ہو جاتے تھے۔ اور پورے آدھے گھنٹے تک وہاں خوب دھما چوکڑی مچی رہتی۔ اور جب تک کسی کی خصوصی نگرانی نہ کی

جاتی۔ اس وقت تک کسی کو چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔

مارگریٹ عقبی دروازے سے نکل کر تیزی سے مین پمپ کی عمارت کے اس حصّے کی طرف بڑھتی چلی گئی جہاں مین پمپ پر فضائی حملے کی صورت میں دفاعی انتظامات کئے گئے تھے۔ یُوں تو پورے مین پمپ اور آئل فیلڈ میں فضائی حملے کے دفاع کے لئے جگہ جگہ جدید ترین اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب تھیں مگر مین پمپ پر خصوصی دفاعی انتظامات کئے گئے تھے اور یہاں ایسے راکٹ لانچر نصب تھے جو فضائی حملے کی صورت میں پورے مین پمپ کے اوپر ایک مخصوص گیس پھیلا دیتے اور اس مخصوص گیس کے حصار کو ایٹم بم بھی نہ توڑ سکتا تھا۔

مارگریٹ انہی راکٹ لانچروں کا جائزہ لینا چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ تیزی سے اس حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جلد ہی وہ سرخ رنگ کی اینٹوں سے بنی ہوئی عمارت کے قریب پہنچ گئی۔ وہاں دُور دُور تک کوئی چوکیدار نظر نہ آ رہا تھا۔ شائد مسلسل ڈیوٹی دے دے کر اب چوکیدار بھی غافل ہو چکے تھے۔ اور شائد وہ بھی چائے کے وقفہ میں کہیں ٹہل گئے تھے۔

مارگریٹ سرخ اینٹوں کی عمارت کی بیرونی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی اس کے عقب میں پہنچ گئی۔ دیوار تقریباً بیس فٹ بلند تھی اور اوپر اس کی چھت کے قریب ایک بڑا سا روشندان تھا۔ روشندان کے باہر مضبوط تاروں والی جالی نصب تھی۔ مارگریٹ چند لمحے کھڑی کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے اپنی پتلون کی بیلٹ کھولی اور بیلٹ کے کلپ والے سرے کو اس نے ایک ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے سرے کو تیزی سے کھینچنا شروع کر دیا۔ بیلٹ تیزی سے بڑھتی چلی گئی۔ جب مارگریٹ نے اندازہ کر لیا کہ اب وہ چھت تک پہنچ جائے گی تو اس نے کلپ کے ایک کونے کو مخصوص انداز میں دبایا۔ کلپ میں چھوٹے چھوٹے تیز سرے باہر نکل آئے۔ وہ اس

انداز میں بنے ہوئے تھے کہ بڑی مضبوطی سے کمند کے طور پر چھت پر جم جاتے۔ مارگریٹ نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بڑی تیزی سے بیلٹ کو چھت پر پھینکا اور کلپ کے چھت سے ٹکرانے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بیلٹ لٹک گئی۔ کلپ نے چھت کو پکڑ لیا تھا۔ مارگریٹ نے بیلٹ کو کھینچ کر دیکھا اور پھر اس کی مضبوطی کے متعلق جب اُسے مکمل اطمینان ہو گیا تو وہ بیلٹ کی مدد سے تیزی سے اوپر چڑھتی چلی گئی۔ اور جب اس کا سر روشندان کی جالی تک پہنچا تو اُسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اندر روشندان کھُلا ہوا تھا۔ اور کمرے میں موجود راکٹ لانچر پوری طرح نظر آ رہے تھے۔

مارگریٹ نے ایک ہاتھ سے بیلٹ کو تھاما اور دوسرے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈال کر ایک چھوٹا سا سگریٹ لائٹر نکال لیا۔ سگریٹ لائٹر کا سرا اس نے جالی کے ساتھ لگا کر اس کی پشت کو دو بار ہلکے سے دبایا۔ پھر اس نے لائٹر کو دوبارہ گریبان میں ڈالا اور انتہائی تیزی سے نیچے اترتی چلی آئی۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ ابھی تک کسی نے اسے چیک نہ کیا تھا۔

جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے۔ اس نے مخصوص انداز میں بیلٹ کو جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے بیلٹ اچھل کر واپس زمین پر آ گری۔ مارگریٹ نے تیزی سے بیلٹ کو دوبارہ ریڈیو ایریل کی طرح سمیٹنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں بیلٹ دوبارہ اپنی اصل لمبائی پر آ گئی۔ مارگریٹ نے تیزی سے بیلٹ کو دوبارہ باندھ لیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس کیفے کے عقبی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عقبی دروازے کے قریب پہنچ کر وہ چند لمحوں کے لئے رک کر اندر کی سُن گن لیتی رہی۔ پھر بڑے اطمینان سے کیفے کے اندر داخل ہو گئی۔ کسی نے اُسے چیک تک نہ کیا۔

مارگریٹ نے کاؤنٹر سے ایک چائے کی پیالی اٹھائی اور دیوار سے لگ کر بڑے اطمینان سے چائے پینے لگی۔ وہ مطمئن تھی کہ اس نے ایک بہت بڑا مرحلہ بڑی آسانی

سے طے کرلیا ہے مگر اس کا یہ اطمینان جلد ہی رخصت ہوگیا۔ اور ایک نوجوان اس کے قریب آیا اور بڑے رازدارانہ انداز میں کہنے لگا۔

"کام ہوگیا مس مارگریٹ" ——— نوجوان کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی کہ مارگریٹ بُری طرح چونک پڑی۔

"کام ——— کیسا کام" ——— مارگریٹ نے فوراً ہی سنبھلتے ہوئے کہا۔

"مس مارگریٹ ——— وہی کام جو آپ عقبی دروازے سے نکل کر سرانجام دینے گئی تھیں" ——— نوجوان نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے محترم ——— میں تو کہیں نہیں گئی" ——— مارگریٹ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مس! ——— مجھے معلوم ہے کہ تم کون ہو ——— اگر تم اپنے آپ کو بچانا چاہتی ہو تو آج رات بارہ بجے خاموشی سے اپنی بلڈنگ کے نیچے آجانا ——— ہم رات ایک جگہ اکٹھے گزاریں گے اور یقین رکھو وہ جگہ بالکل محفوظ ہے ——— صبح میں سب کچھ بھول جاؤں گا ——— ورنہ یاد رکھنا میری ہزار آنکھیں ہیں" ——— نوجوان نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑکر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارگریٹ اُسے گہری نظروں سے جاتا دیکھتی رہی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ نوجوان نے صرف اُسے عقبی دروازے سے واپس آتے دیکھ لیا ہے۔ اس سے زیادہ اسے معلوم نہیں۔ ورنہ وہ اس کا سگریٹ لائٹر ضرور لے لیتا۔ مارگریٹ کے چہرے پر کچھ سوچ کر ایک پُراسرار سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

چائے کا وقفہ ختم ہونے کے بعد مارگریٹ دوبارہ دفتر پہنچ گئی اور شام تک بڑے اطمینان سے کام کرتی رہی۔ دفتر بند ہو جانے کے بعد جب وہ واپس جانے کے لئے بس میں سوار ہوئی تو وہ نوجوان اس کی سیٹ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ وہ بڑی معنی خیز

نظروں سے مارگریٹ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ہوس کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں۔

"مس آؤ گی نا رات کو ——— اگر تم نہ آئیں تو پھر صبح کو ریڈیو یونیفارم والے تمہارے پاس پہنچ جائیں گے ——— اور تم جانتی ہو کہ وہ لوگ کس قدر ظالم ہیں" ——— نوجوان نے سرگوشیانہ انداز میں مارگریٹ سے مخاطب ہوکر کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ میں آجاؤں گی ——— مگر دیکھو ——— تمہارے علاوہ کسی اور کو اس بات کا علم نہیں ہونا چاہیئے" ——— مارگریٹ نے جواب دیا۔

"تم بے فکر رہو مس" ——— نوجوان نے اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر مارگریٹ اپنے سٹاپ پر اتر گئی۔ نوجوان کا سٹاپ آگے تھا اس لئے وہ بس میں ہی بیٹھا رہ گیا۔

مارگریٹ تیزی سے لفٹ میں سوار ہوکر اپنے کمرے میں پہنچ گئی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر اپنی جوتی کی ایڑی سے اس نے پیغام بھیجنے والا آلہ نکال لیا۔ سوئی کی مدد سے اس نے ایک مختصر سا پیغام ارسال کیا اور پھر سگریٹ لائٹر کو گریبان سے نکال کر اس نے اسے مخصوص انداز میں کھولا اور لائٹر کے اندر سے ایک چھوٹی سی مائیکرو فلم نکال لی۔ یہ لائٹر مخصوص کیمرہ تھا اور اس مائیکرو فلم میں اس وقت راکٹ لانچر والے کمرے کے تفصیلی فوٹو موجود تھے۔

مارگریٹ نے فلم کو کھول کر آلے کے اوپر مخصوص انداز میں چسپاں کر دی اور پھر فلم پر بنے ہوئے باریک باریک نکتوں کو سوئی سے چھیدنا شروع کر دیا۔ تمام نکتوں کو چھیدنے میں مارگریٹ کو تقریباً ایک گھنٹہ لگ گیا۔ پھر اس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لیتے ہوئے فلم آلے پر سے اتارا اور اُسے برقی آتشدان میں پھینک دیا۔ فلم چند لمحوں میں جل کر راکھ ہوگئی۔ اُسے اطمینان تھا کہ فلم پر موجود فوٹو ٹیلی سکوپک انداز میں ہیڈکوارٹر پہنچ گئے ہیں

مارگریٹ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکی تھی۔ اس نے سگریٹ لائٹر کو دوبارہ جوڑا۔ آلے کو اٹھا کر اس میں سوئی کے ذریعے پیغام بھیجا اور پھر آلہ بند کر کے واپس اٹیچی میں ڈال لیا۔ اب وہ بے فکر ہو چکی تھی۔ اب صرف اس نوجوان کا مسئلہ باقی رہ گیا تھا۔ اور وہ اس کے متعلق فیصلہ کر چکی تھی۔ اس لئے گھڑی میں پونے بارہ بجے کا الارم لگا کر وہ اطمینان سے سو گئی۔

رات کو جب الارم بجا تو وہ تیزی سے اٹھی۔ ہاتھ منہ دھویا۔ بال سیٹ کئے اور پھر الماری میں پڑے ہوئے پرس کو اٹھا کر اسے کھولا اور ایک چھوٹی سی پنسل نکال کر جیب میں ڈال لی۔ بظاہر یہ عام سی پنسل تھی مگر مارگریٹ جانتی تھی کہ دراصل یہ کیا چیز ہے۔

بارہ بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے کہ وہ تیار ہو کر سیڑھیوں سے نیچے اترتی چلی گئی۔ اور پھر ٹھیک بارہ بجے وہ بلڈنگ کے باہر پہنچ چکی تھی۔

"تم آگئیں مس ——— ویری گڈ" ——— اچانک ایک طرف سے اُسی نوجوان نے نکل کر اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— وعدہ جو کیا تھا" ——— مارگریٹ نے آہستہ سے اپنا بازو اس کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے کہا۔

"آؤ اِدھر دائیں طرف" ——— نوجوان نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ بلڈنگ کی دیوار کے ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ مارگریٹ اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

کافی دُور آنے کے بعد نوجوان اُسے لیکر تیزی سے سامنے والی بلڈنگ کے عقب میں پہنچ گیا۔ اس بلڈنگ کے عقب میں ایک گٹر کا دھانہ تھا۔ نوجوان نے گٹر کے دھانے پر موجود ڈھکن اٹھایا اور پھر مارگریٹ کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ مارگریٹ خاموشی سے فولادی سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ نوجوان بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں اتر آیا اور پھر اس

ے اوپر دھانے پر دوبارہ ڈھکن جما دیا۔ سیڑھیاں اتر کر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی رچ نکالی۔ گٹر خشک پڑا ہوا تھا۔

"آؤ جلدی کرو" ——— نوجوان نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دائیں طرف ھتا چلا گیا۔

اب مارگریٹ بھی سنبھل گئی تھی کیونکہ اسے اپنے اندازے غلط ہوتے نظر آ رہے تھے ب تک اس کا خیال تھا کہ نوجوان ہوس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُسے لے آیا ہے مگر نوجوان بس انداز سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی اور چکر ہے۔

جلد ہی نوجوان ایک اور گٹر کے دھانے کے قریب رک گیا۔ یہاں بھی فولادی سیڑھیاں پر جا رہی تھیں۔ نوجوان سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے ڈھکن کو نیچے سے مخصوص داز میں بجایا۔ دوسرے لمحے ڈھکن اٹھا لیا گیا اور اب تیز روشنی گٹر میں پھیل گئی۔

"آؤ مس" ——— نوجوان نے مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوپر کون ہے" ——— ؟ مارگریٹ نے وہیں کھڑے ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"اوپر میرا دوست ہے ——— مگر وہ ہمارے عیش میں مخل نہیں ہوگا" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اوپر نہیں جاؤں گی" ——— مارگریٹ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"تمہارے تو فرشتے بھی جائیں گے" ——— اچانک نوجوان نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا ور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"خاموشی سے چلی آؤ ——— ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا" ——— نوجوان نے انتہائی سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

مارگریٹ چند لمحے تذبذب کے عالم میں کھڑی رہی۔ پھر اس نے ایک فیصلہ کر لیا۔

وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ یہ نوجوان اور اس کے ساتھی کون ہیں، اس لئے وہ خاموشی سے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر چلی گئی۔ گٹر کا یہ دھانہ ایک کمرے کے فرش میں تھا۔

مارگریٹ جیسے ہی اوپر پہنچی، اچانک دو مضبوط ہاتھوں نے اُسے بُری طرح جکڑ لیا اور پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ سنبھلتی، کسی نے اُسے اٹھا کر پوری قوت سے قریب پڑے ہوئے بستر پر پھینک دیا۔

"آہستہ مارشل آہستہ —— یہ نازک سی گڑیا ہے" —— نوجوان نے جو اب کمرے میں پہنچ چکا تھا، مارگریٹ کو اٹھا کر پھینکنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

مارگریٹ بستر پر گرتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئی۔ اُسے پھینکنے والا سامنے ہی کھڑا تھا۔ وہ ایک دیو نما دیو ہی تھا۔ اس نے جسم پر صرف ایک نیکر پہنا ہوا تھا اور پورے جسم پر گھنے بالوں کے جنگل اُگے ہوئے تھے۔ اس ریچھ نما انسان کے ہاتھ بے حد مضبوط تھے۔ چہرے پر گھنی داڑھی تھی۔ اس کی چھوٹی چھوٹی مگر سانپ سے زیادہ تیز آنکھیں مارگریٹ پر جمی ہوئی تھیں۔

"خوبصورت لڑکی ہے جمی" —— مارشل نے پہلی بار زبان کھولی۔ اس کی آواز بھی اس کے جسم کے مطابق گونج دار تھی۔

"تم کون ہو —— اور مجھے یہاں کیوں لے آئے ہو" —— ؟ مارگریٹ نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"یہ میرا دوست مارشل ہے —— یہ یہاں مزدوری کرتا ہے اور یہ کمرہ اسی کا ہے —— یہ تمہیں خوش کر دے گا" —— نوجوان جس کا نام جمی تھا، نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو جمی! —— تم باہر چلے جاؤ —— میں اس لڑکی سے تمام راز اگلوا لیتا ہوں۔ پھر تم آجانا" —— مارشل نے جمی سے مخاطب ہو کر کہا اور جمی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"راز —— کیسے راز" —— ؟ مارگریٹ نے بدیانی لہجے میں پوچھا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے موم کی گڑیا —— میرا نام مارشل ہے —— میرے سامنے پتھر کے بُت بھی بولنے لگ جاتے ہیں" —— مارشل نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔

ادھر جمی دروازے سے باہر نکل گیا اور اس نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔

"اب سیدھی طرح اگل دو لڑکی کہ تمہاری حقیقت کیا ہے" —— ؟ مارشل نے خوفناک انداز میں ہاتھوں کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے مارشل —— میں تو یہاں لیڈی سیکرٹری ہوں" —— مارگریٹ نے بستر سے اٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے مارشل نے ہاتھ بڑھا کر اُسے واپس بستر پر دھکیلنے کی کوشش کی۔ مگر اب مارگریٹ سنبھل چکی تھی۔ اس لئے وہ انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گئی اور مارشل اپنے ہی زور میں دو قدم آگے بڑھ گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ مارشل سنبھلتا، مارگریٹ نے پوری قوت سے کھڑی ہتھیلی کا وار اس کی پسلیوں میں کیا اور اچھل کر دیوار کے ساتھ جا لگی۔ مارگریٹ نے اپنی طرف سے وار کرتے وقت پوری قوت لگائی تھی مگر مارشل کا جسم تو شاید فولاد کا بنا ہوا تھا کیونکہ اس پر مارگریٹ کے وار کا معمولی سا اثر بھی نہ ہوا۔ اور وہ تیزی سے مارگریٹ کی طرف بڑھا۔ اس کی آنکھوں میں اب وحشت اور غصے کے آثار اُبھر آئے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس بار وہ مارگریٹ کا جسم اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لیکر توڑ مروڑ کر رکھ دے گا۔

"خبردار! —— اگر میرے نزدیک آئے تو" —— اچانک مارگریٹ نے جیب سے وہی چھوٹی سی پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

اوہ !۔۔۔ بڑا خوفناک ہتھیار ہے تمہارے پاس"۔۔۔۔ مارشل نے طنزیہ لہجے میں کہا
"یہ واقعی خوفناک ہے۔۔ اس میں سے سائنائیڈ میں بجھی ہوئی سوئی نکلے گی اور تمہارا جسم ایک لمحے میں مُردہ ہو جائے گا"۔۔۔۔ مارگریٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سائنائیڈ میں بجھی ہوئی سوئی"۔۔۔ مارشل یکدم دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اب اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔

"ہاں ۔۔ میں پوری طرح تیار ہو کر آئی تھی"۔۔۔۔ مارگریٹ نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔تم مذاق کر رہی ہو۔۔ یہ تو عام سی پنسل ہے"۔۔۔ مارشل کو شائد یقین نہ آرہا تھا۔

"تو پھر تجربہ کر لو"۔۔۔۔ مارگریٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پنسل کو پشت کی طرف سے دبا دیا۔

پنسل کی نوک سے ایک چھوٹی سی سوئی بجلی کی سی تیزی سے نکلی اور مارشل کے سینے پر اُگے ہوئے گھنے بالوں میں غائب ہوگئی۔ مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے سینے کی طرف بڑھا۔ وہ شائد سوئی کو واپس کھینچنا چاہتا تھا مگر انتہائی زود اثر زہر نے پلک جھپکنے میں اپنا کام کر دکھایا۔ اور مارشل کا ہاتھ فضا میں ہی اٹھا رہ گیا اور دوسرے لمحے وہ کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ وہ مر چکا تھا۔

مارگریٹ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر تیزی سے پنسل جیب میں ڈال لی۔
اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور جمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ وہ شائد مارشل کے گرنے کا دھماکہ سن کر آیا تھا۔ اس نے جب مارشل کو فرش پر پڑے دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل کر پھٹنے کے قریب ہوگئیں۔

"اس۔۔س۔۔ سے کیا ہوگیا ہے"۔۔۔۔؟ جمی نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مر گیا ہے"۔۔۔ مارگریٹ نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کک ۔۔ کیسے"۔۔ جمی شائد کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خوفزدہ ہوگیا تھا۔ اسے یقین نہ آرہا تھا کہ مارشل جیسا گوریلا بھی اس طرح مر سکتا ہے۔

"اس پنسل سے ۔۔۔ اس میں سائنائیڈ میں بجھی ہوئی سوئیاں ہیں اور ایک سوئی کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے"۔۔۔ مارگریٹ نے جیب سے وہی پنسل نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ سائنائیڈ"۔۔۔ جمی دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے کن انکھیوں سے دروازے کی طرف دیکھا۔

"دیکھو جمی !۔۔۔ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو یقین کرو ایک قدم بھی نہ اٹھا سکو گے ۔۔ اس لئے خاموشی سے بستر پر بیٹھ جاؤ اور جو میں پوچھوں اس کا جواب دیتے جاؤ"۔۔۔ مارگریٹ نے بڑے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پنسل کا رخ جمی کی طرف کر دیا۔

"نہ۔۔ نہ۔۔ مجھے مت مارنا ۔۔میں سب کچھ بتا دیتا ہوں"۔۔۔ جمی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر انتہائی خوفزدہ انداز میں کہا۔

"تو جلدی سے بتاؤ کہ تم مجھے یہاں کیوں لے آئے تھے ۔۔۔۔ اور تم دونوں کون ہو۔ جلدی بتاؤ۔۔۔ اور یاد رکھنا۔ مجھے سچ جھوٹ پرکھنے میں مہارت ہے۔ جہاں بھی میں نے محسوس کیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔ میں سوئی والا بٹن دبا دوں گی اور دوسرے لمحے تم بھی مارشل کے پاس پہنچ جاؤ گے"۔۔۔ مارگریٹ نے کہا۔

"میں اور مارشل یہاں ایک ماہ ہوا آئے ہیں ۔۔۔ ہم دونوں حکومت روسیاہ کے

نمائندے ہیں ___ مارشل میرا باس تھا" ___ جمی نے جلدی جلدی بتانا شروع کر دیا اور مارگریٹ کا اندازہ درست نکلا کہ مارشل کی نسبت جمی کمزور اعصاب کا مالک ہے۔ اس لئے اس نے مارشل کو ختم کر کے جمی سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"تمہارا یہاں مشن کیا تھا" ___ ؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

"ہم فی الحال یہاں کا جائزہ لینے آئے تھے ___ بعد میں ہمیں ہدایات دی جاتیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے" ___ جمی نے جواب دیا۔

"مجھ پر کیسے شک ہوا" ___ ؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں عقبی راستے سے باہر نکلتے دیکھا اور پھر جب میں تمہارے پیچھے آیا تو تم عمارت کی چھت سے نیچے اتر رہی تھیں۔ چنانچہ میں واپس آگیا۔ ہمارا پروگرام یہ تھا کہ تمہیں یہاں لا کر تم سے معلومات حاصل کریں اور پھر کچھ لطف اٹھائیں" ___ جمی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ پھر اب مزے اٹھاؤ" ___ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے پنسل کی پشت پر رکھے ہوئے انگوٹھے کو آہستہ سے دبا دیا۔

جمی نے اُسے روکنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ پنسل سے نکلنے والی سوئی اس کے دل میں گھستی چلی گئی۔ اور جمی کے منہ سے آہ تک نہ نکل سکی۔ اور وہ منہ کے بل گرتا چلا گیا۔ زہر اپنا کام دکھا چکا تھا۔

مارگریٹ تیزی سے آگے بڑھی اور پھر اس نے پورے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر کوئی کام کی چیز اس کے ہاتھ نہ لگی۔ پھر جمی کی تلاشی لینے پر بھی جب کچھ نہ ملا تو وہ سر ہلاتے ہوئے گٹر کے دھانے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ گٹر کا دھانہ چونکہ کھلا ہوا تھا اس لئے وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ مگر جانے سے پہلے اس نے جیب سے رومال نکال کر ہر اس جگہ کو صاف کر دیا جہاں جہاں اس کے خیال کے

مطابق اس کی انگلیوں کے نشان لگے تھے۔

سیڑھیاں اتر کر وہ گٹر میں دوڑتی ہوئی پہلے والے دھانے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پھر جلد ہی وہ سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر ڈھکن تک پہنچ گئی۔ ڈھکن اپنی جگہ پر بڑی مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ مارگریٹ نے پوری قوت سے زور لگایا اور پھر چند لمحوں کی مسلسل کوششوں کے بعد وہ ڈھکن ہٹانے میں کامیاب ہو گئی۔ گٹر سے باہر نکل کر اس نے ڈھکن دوبارہ اپنی جگہ پر جمایا اور پھر تیزی سے واپس اپنی بلڈنگ کی طرف چل پڑی۔

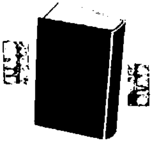

عمران جوزف کے رُوپ میں ایکریمین دارالحکومت کے وسیع و عریض ایئرپورٹ پر اترا اور پھر کاغذات وغیرہ چیک کرانے کے بعد وہ جلد ہی ایئرپورٹ بلڈنگ سے باہر آگیا۔ اس کا رخ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف تھا۔ قطار میں لگی ہوئی سب سے پہلی ٹیکسی کا دروازہ کھول کر وہ بڑے اطمینان سے بیٹھ گیا۔

عمران کے بیٹھتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کیا اور پھر عمران کی طرف مڑ کر بولا۔

"کہاں لے چلوں" ؟

"زیرو کالونی" ___ عمران نے جواب دیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی

تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی دارالحکومت کو پیچھے چھوڑ کر مضافات میں پہنچ گئی۔ اس دوران عمران بڑی خاموشی سے بیٹھا ارد گرد کے نظاروں سے محظوظ ہوتا رہا۔ پھر ٹیکسی کو تقریباً ایک گھنٹہ مزید لگ گیا۔ اور پھر عمران کو ــــ وسیع و عریض علاقے کا ایک کافی بڑا شہر دور سے ہی نظر آنے لگا مگر اس شہر کے گرد خاردار تاروں کا جال پھیلا ہوا تھا۔

سڑک کا اختتام ایک بہت بڑے دروازہ پر ہوا، جہاں مسلح فوجیوں کا ایک پورا دستہ پہرہ دے رہا تھا۔ ٹیکسی دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمران بڑے اطمینان سے نیچے اترا۔ اس نے میٹر دیکھ کر ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔ اور ساتھ ہی ایک بھاری ٹپ بھی۔ ڈرائیور نے اسے سلام کیا اور پھر گاڑی موڑ کر واپس چلا گیا۔

" آپ کا انچارج کون ہے " ــــ ؟ عمران نے اپنے قریب کھڑے ایک سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا جو اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

" کیپٹن مائیکل ــ سامنے والے کیبن میں " ــــ سپاہی نے ایک کیبن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران بااعتماد انداز میں چلتا ہوا کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

کیبن میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مگر چہرے سے انتہائی خشک مزاج قسم کا افسر تنا ہوا بیٹھا تھا۔ میز پر مختلف رنگ کے کاغذوں کے ڈھیر پڑے تھے اور مختلف رنگوں کے چار پانچ ٹیلیفون بھی۔ وہ اس وقت بھی ٹیلیفون سننے میں مصروف تھا۔ عمران اس کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس کے رسیور رکھنے کا انتظار کرنے لگا۔

چند لمحوں بعد کیپٹن مائیکل نے رسیور رکھا اور پھر اس کی نظریں عمران پر جم گئیں۔

" فرمایئے " ــــ کیپٹن مائیکل کا لہجہ بے حد کھردرا تھا۔

" مجھے کرنل بلیک سے ملنا ہے ــ ابھی اور اسی وقت " ــــ عمران نے بڑے

مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کا نام و پتہ " ــــ کیپٹن مائیکل نے ایک سرخ رنگ کا کاغذ اپنے سامنے کھسکاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

" جوزف ــ ۱۵ اچیمبرلین آرک سٹی " ــــ عمران نے جواب دیا۔

" ملاقات کا مقصد " ــــ ؟ کیپٹن مائیکل نے پوچھا۔

" یہ ٹاپ سیکرٹ ہے " ــــ عمران نے جواب دیا اور کیپٹن مائیکل نے ایک لمحے کیلئے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر سر ہلا کر دوبارہ لکھنے میں مصروف ہو گیا۔

" کوڈ " ــــ ؟ کیپٹن مائیکل نے اس بار سر اٹھا کر براہ راست عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

" سپیشل کوڈ ــ ڈی۔ ایچ " ــــ عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیپٹن مائیکل ایک بار پھر لکھنے میں مصروف ہو گیا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سرخ رنگ کا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

" کیپٹن مائیکل فرام دی سکیورٹی سپیکنگ " ــــ کیپٹن مائیکل نے کہا اور پھر چند لمحے کچھ سننے کے بعد وہ بولا۔

" جوزف ــ ۱۵ اچیمبرلین آرک سٹی ــ سپیشل کوڈ ــ ڈی۔ ایچ میرے سامنے موجود ہے اور آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہے " ــــ کیپٹن مائیکل نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحے کچھ سننے کے بعد اس نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکالا اور اس پر اپنے دستخط کر کے کارڈ عمران کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"آپ اسے گیٹ پر دکھائیں ــــ وہاں سے ایک کار آپ کو منزل مقصود پر چھوڑ آئے گی" ــــ کیپٹن مائیکل نے سپاٹ لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ــــ عمران نے کہا اور کارڈ لے کر کیبن سے باہر آگیا۔ اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک سرکاری کار میں بیٹھا زیرو کالونی کی دور دور تک پھیلی ہوئی عمارتوں کے درمیان سے گزرتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے زیرو کالونی کے متعلق اب تک بہت کچھ سن رکھا تھا۔ مگر آج تک اُسے یہاں آنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اس لئے وہ بڑی دلچسپی سے سب عمارتوں کو دیکھ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک چھوٹی سی عمارت کے پورچ میں پہنچ کر رک گئی۔

"اترئیے جناب! ــــ آپ کی منزل آگئی" ــــ ڈرائیور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران خاموشی سے دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

برآمدے میں ایک مسلح فوجی موجود تھا۔ عمران نے اسے کارڈ دکھایا تو وہ نرم لہجے میں بولا۔

"آئیے! ــــ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ــــ اور پھر عمران اس کے پیچھے چلتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر رک گیا۔ فوجی نے مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"تشریف لے جائیے" ــــ فوجی نے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں برائے نام ہی فرنیچر تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے کنپٹیوں پر سفید بال لئے خاصے تنومند جسم کا مالک کرنل بلیک بیٹھا ہوا تھا۔

کرنل بلیک وہ شخص تھا جس کا نام سنتے ہی پوری دنیا کے حکمران لرز جاتے تھے۔ کرنل بلیک

ڈیوال ہاٹ کا پُراسرار سربراہ تھا۔

"آؤ جوزف ــ بیٹھ جاؤ" ــــ کرنل بلیک نے عمران کو بغور دیکھتے ہوئے میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وہ کاغذات کہاں ہیں" ــــ ؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔

عمران نے کوٹ کی خفیہ جیب سے کاغذات نکال کر کرنل بلیک کے سامنے بڑے مؤدبانہ انداز میں رکھ دیئے۔

کرنل بلیک نے چند لمحے بغور ان کاغذات کو دیکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ میرے ساتھ" ــــ کرنل بلیک نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران بغیر کوئی سوال کئے اٹھ کھڑا ہوا۔

کرنل بلیک سیدھا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس نے مڑ کر بھی دیکھنا گوارا نہ کیا کہ عمران اس کے پیچھے آ رہا ہے یا نہیں۔ مگر عمران ظاہر ہے اس کے پیچھے ہی کمرے سے باہر آگیا۔ باہر موجود فوجی کرنل بلیک کو دیکھتے ہی اٹن شن ہو گئے۔ کرنل بلیک تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کرنل بلیک ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی چابی نکال کر دروازے کے درمیان موجود سوراخ میں ڈالی اور تیزی سے اسے دائیں طرف گھمایا۔ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"آؤ" ــــ کرنل بلیک نے پہلی بار مڑ کر کہا اور پھر وہ عمران کو لئے اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ عجیب و غریب قسم کی کرسیاں،

میزیں اور مشینیں نصب تھیں۔ کمرے میں سٹین گنوں سے مسلح بارہ کے قریب افراد موجود تھے جبکہ چار آدمی ڈاکٹروں جیسے کوٹ پہنے کھڑے تھے۔ ان دونوں کے اندر پہنچتے ہی ان کے پیچھے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

"جوزف! ——— ہمارا یہ اصول ہے کہ سب سے پہلے آنے والے کی شناخت کی جاتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اپنی شناخت کرانے میں تمہیں کوئی تذبذب نہ ہو گا" ——— کرنل بلیک نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جناب ——— تذبذب کیسا ——— آپ شوق سے شناخت کیجئے" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اُسے اطمینان تھا کہ پلٹیلا میک اَپ کو کوئی چیک نہ کر سکے گا۔

"اس کرسی پر بیٹھ جائیں" ——— ایک سفید کوٹ والے نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران بڑے اطمینان سے دانتوں کے ڈاکٹر کے کلینک میں پڑی ہوئی کرسی جیسے ڈیزائن کی بنی ہوئی کرسی پر تقریباً لیٹ گیا۔ ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر کرسی کے ساتھ منسلک بیلٹوں سے اسے جکڑ دیا اور پھر کرسی کے اوپر نصب ایک بڑے سے کنٹوپ سے اس کے سر اور چہرے کو اچھی طرح ڈھانپ دیا گیا۔

عمران نے فوراً ہی اپنے ذہن کو یکسو کر لیا۔ وہ اس قسم کے ٹیسٹوں کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے مطمئن تھا۔

ڈاکٹروں نے کرنل بلیک کی طرف دیکھا تو کرنل بلیک نے سر ہلا دیا اور ایک ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر کرسی کے ساتھ موجود ایک بڑی سی مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے میز کے اوپر نصب ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر آڑھی ترچھی لکیریں سی کوندنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی مشین پر لگا ہوا ایک بڑا سا بلب جل اٹھا۔ بلب کا رنگ سبز تھا۔ کرنل بلیک نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ بلب کا رنگ سبز ہونے سے ظاہر

تھا کہ عمران کے چہرے پر میک اَپ نہیں ہے۔ جدید ترین مشین بھی پلٹیلا میک اَپ کو چیک نہ کر سکی تھی۔

کرنل بلیک نے ایک رسیور اٹھا کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ——— ؟ اس کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

سوال مکمل ہوتے ہی سکرین پر "جوزف" کا لفظ اُبھر آیا۔

"یہ کاغذات تمہیں کہاں سے ملے ہیں" ——— ؟ کرنل بلیک نے دوسرا سوال کیا اور پھر اس نے سکرین پر اس کا جواب پڑھ لیا۔

"کیا تم نے واقعی علی عمران کو قتل کر دیا ہے" ——— ؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔ اور پھر سکرین پر "ہاں" کا لفظ دیکھ کر اس نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اسے کھول کر واپس میرے پاس بھیج دو" ——— کرنل بلیک نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

کرنل بلیک کے باہر جاتے ہی ڈاکٹروں نے آگے بڑھ کر عمران کو اس کنٹوپ اور کرسی کی بندشوں سے آزاد کر دیا۔

"آیئے میرے ساتھ" ——— ایک فوجی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس نے اپنی ذہنی قوت کی مدد سے اس جدید ترین مشین کو واضح شکست دے دی تھی۔

فوجی کی راہنمائی میں جب عمران دوبارہ کرنل بلیک کے کمرے میں پہنچا تو کرنل بلیک نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور عمران خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جوزف! ——— تم نے علی عمران کو ہلاک کر کے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اور پھر ان کاغذات کی دریافت کے بعد میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ تمہیں ڈی۔ ایچ

میں کوئی اہم عہدہ دے دوں" ـــــ کرنل بلیک نے قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب! ـــــ مگر مجھے میرا کام شروع سے ہی پسند ہے ـــــ اگر میری لائن یہی رہے تو مجھے ترقی ملنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے" ـــــ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"جو کام اب میں تمہیں سونپ رہا ہوں وہ بھی تمہاری ہی لائن کا ہے ـــــ مگر یہ کام انتہائی خطرناک اور نازک ہے اس لئے تمہاری معمولی سی غلطی تمہیں موت کے منہ میں لے جانے کا سبب بن جائے گی" ـــــ کرنل بلیک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــــ جوزف اپنے کام میں کبھی غلطی نہیں کرتا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

کرنل بلیک چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک بڑا سا نقشہ نکال کر میز پر رکھ دیا۔

"یہ تاران کا تفصیلی نقشہ ہے" ـــــ کرنل بلیک نے کہا اور عمران اسے دیکھنے کے لئے جھک گیا۔

"یہ تاران کا سب سے بڑا آئل فیلڈ ہے ـــــ تمہیں معلوم ہے کہ حکومت آران نے ایکریمیا کے سفارت خانے کے عملے کو یرغمال بنایا ہوا ہے ـــــ میں نے ان یرغمالیوں کی رہائی کے لئے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ اس منصوبے کے مطابق ہم نے اس آئل فیلڈ پر قبضہ کرنا ہے تاکہ اس آئل فیلڈ پر قبضہ کر کے تیل کی سپلائی بند کر دی جائے۔ اس سے تاران کی معیشت تباہ ہو جائے گی۔ چنانچہ اس آئل فیلڈ کے بدلے میں ہم یرغمالیوں کی رہائی کا سودا کریں گے اور حکومت آران کو ہمارے سامنے جھکنا پڑے گا" ـــــ کرنل بلیک نے مدھم لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا منصوبہ ہے جناب ـــــ مگر اس سے بین الاقوامی طور پر بڑا شور مچے گا

اور اس کو تاران پر حملہ تصور کیا جائے گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ـــــ تمہارا ذہن بہت اچھا ہے ـــــ اس سلسلے میں ہم نے پہلے سے ہی منصوبہ سوچ لیا ہے ـــــ جس طرح سفارت خانے پر قبضہ کو حکومت تاران سرکاری تحفظ نہیں دیتی بلکہ اسے سٹوڈنٹ انقلابیوں کے سر منڈھ دیا گیا ہے۔ اس طرح آئل فیلڈ پر قبضہ کو بھی حکومت ایکریمیا سرکاری تحفظ نہیں دے گی بلکہ ایک خفیہ ایکریمی حب الوطن جماعت "گریٹ ایکریمیا" کے سر منڈھ دیا جائے گا ـــــ اس طرح اسے تاران کے خلاف حملہ تصور نہیں کیا جائے گا" ـــــ کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"بہت خوب ـــــ مگر اس سارے منصوبے میں میرا کام کیا ہوگا" ـــــ عمران نے پوچھا۔ گو اس کے لہجے میں ہلکا سا اشتیاق نمایاں تھا مگر اندرونی طور پر اس کے ذہن میں زبردست دھماکے ہو رہے تھے۔ اسے یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اتنا اہم ترین منصوبہ آخر کرنل بلیک ایک عام سے قاتل کو کیوں بتا رہا ہے۔

"پہلے تفصیل سن لو ـــــ یہ آئل فیلڈ تاران کے تقریباً قطب میں موجود ہے اور ظاہر ہے اس تک پہنچنے کے لئے ہمارے کمانڈوز کو سرحد سے تقریباً دو ہزار کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑے گا اور دو ہزار کلو میٹر کا فاصلہ اس قدر زیادہ ہے کہ انتہائی احتیاط کے باوجود حکومت تاران کی فضائیہ باخبر ہو جائے گی اور پھر نتیجہ ایک جنگ کی صورت میں نکلے گا جو ہم نہیں چاہتے ـــــ ہمارا منصوبہ یہ ہے کہ جب تک آئل فیلڈ پر ہمارا مکمل قبضہ نہ ہو جائے اس وقت تک حکومت تاران اور حکومت روسیاہ کو اس منصوبہ کی بھنک تک نہ ملے۔ چنانچہ اس کے لئے یہ منصوبہ بنایا گیا ہے کہ دس جدید مال بردار ہیلی کاپٹر ایکریمی بحری بیڑے ایک جہاز سے اڑیں گے جن میں وہ کمانڈوز اور دیگر ضروری سامان ہوگا جس کی مدد سے آئل فیلڈ پر قبضہ کیا جائے گا۔ یہ بحری بیڑہ اس وقت طاباس سے نوے کلو میٹر دور موجود ہے۔ وہاں سے ہیلی کاپٹر صحرا میں سے

ہوتے ہوئے طاباس کے شمال مشرق میں ایک انتہائی پرانے اور متروک ہوائی اڈے پر اتریں گے۔ یہ اڈہ طاباس سے ایک ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ——— ادھر پرنسٹن نامی بحری جہاز سے تین پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر بھی اڑ کر اس متروک ہوائی اڈے کے پاس پہنچ جائیں گے۔ ان پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹروں میں ایندھن موجود ہوگا جو مال بردار ہیلی کاپٹروں میں بھرا جائے گا اور پھر پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر واپس چلے جائیں گے۔ جبکہ مال بردار ہیلی کاپٹر صحرا کے اندر سفر کرتے ہوئے آئل فیلڈ پر پہنچ جائیں گے اور پھر ہمارا وہاں قبضہ ہو جائے گا" ——— کرنل بلیک نے عمران کو مکمل تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— بہت شاندار منصوبہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ کامیاب ہو جائے گا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اور اب سنو کہ تمہارا اس منصوبے میں کیا کام ہوگا ——— میں نے تمہاری تفصیلی فائل پڑھی ہے اور فائل پڑھنے کے بعد ہی میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اس منصوبے میں شامل کروں ——— فائل کے مطابق تم بے خطا نشانہ باز ——— انتہائی دلیر ——— لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر ——— ذہین ——— اور محنتی شخص ہو۔ تمہاری کامیابیوں کا ایک طویل ریکارڈ ہمارے پاس ہے مگر سب سے زیادہ جس چیز نے مجھے متاثر کیا ہے وہ تمہاری شکار کو ڈھونڈنے اور پھر اس پر فوری حملہ کرنے کی عادت ہے ——— مجھے اس منصوبے کے لئے ایسے ہی نوجوان کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے تمہاری آمد سے قبل ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہیں اس منصوبے میں شریک کروں گا" ——— کرنل بلیک نے کہا اور عمران دل ہی دل میں اپنے اوصاف سُن سُن کر ہنس رہا تھا۔ اب وہ کرنل بلیک کو کیا بتاتا کہ اپنے اوصاف کے مالک جوزف کی لاش اس وقت تاران کے کسی غلیظ گٹر میں پڑی پھول رہی ہوگی۔

"مگر جناب! ——— میں اب بھی اس بات کا منتظر ہوں کہ اس منصوبہ میں میرا کردار

کیا ہوگا" ——— عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"تمہارا کام صرف اتنا ہوگا کہ تم ان کمانڈوز کے ساتھ رہو اور ان کی حرکات و سکنات پر گہری نظر رکھو ——— جہاں کسی کے متعلق تم ذرا بھی مشکوک ہو جاؤ تو تم فوراً مجھ سے رابطہ قائم کر کے مجھے بتاؤ اور پھر اگر میں تمہیں اس کے خاتمے کا آرڈر دوں تو تمہیں اُسے اس طرح راستے سے ہٹانا ہوگا جیسے کوئی اچانک حادثہ ہو گیا ہو۔ تاکہ دوسرے کمانڈوز پر اس کا اثر نہ ہو ——— اس سلسلے میں پہلے تمہیں کمانڈوز کے تربیتی کیمپ میں رہنا ہوگا پھر تمہیں اس بحری جہاز پر جہاں سے مال بردار ہیلی کاپٹر اڑیں گے اور آخر میں پرنسٹن نامی جہاز پر جہاں سے پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر اڑیں گے اور آخر میں ان کمانڈوز کے ساتھ ہی تم بھی اس منصوبہ میں عملی طور پر شریک رہو گے" ——— کرنل بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ! ——— آپ نے مجھ پر اتنا اعتماد کیا ہے۔ میں آپ کے اعتماد پر پورا اترنے کی ہر قیمت پر کوشش کروں گا" ——— عمران نے تحسین آمیز لہجے میں جواب دیا۔ اب اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل بلیک اس سے کیا چاہتا ہے۔

"تم میرے نائب کے طور پر کام کرو گے ——— مگر میری ایک بات سُن لو ——— میں جہاں کسی پر اعتماد کرتا ہوں وہاں ہر لحاظ سے محتاط بھی رہتا ہوں ——— تمہاری تقرری ہی اس بات کا ثبوت ہے حالانکہ وہ کمانڈوز ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہیں مگر میری محتاط طبیعت نے یہ گوارا نہ کیا کہ انہیں چیک نہ کیا جائے۔ اس لئے تمہیں اس منصوبے میں شامل کیا جا رہا ہے اور جس طرح تم ان کمانڈوز کو چیک کرو گے۔ اسی طرح تمہیں بھی مسلسل چیک کیا جاتا رہے گا" ——— کرنل بلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ایسا ہونا بھی چاہیئے" ——— عمران نے بے ساختہ جواب دیا اور کرنل بلیک دھیرے سے مسکرا دیا۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک

چھوٹی سی انگوٹھی نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس انگوٹھی کو پہن لو اور اس منصوبے کے خاتمہ تک تم نے اسے ہر لمحے پہننا ہوگا جس وقت بھی یہ تمہاری انگلی سے علیحدہ ہوئی اس سے دوسرے لمحے تمہارا خاتمہ یقینی ہوگا۔" کرنل بلیک نے کہا اور عمران نے انگوٹھی لیکر اُسے بڑے اطمینان سے اپنی انگلی میں پہن لیا۔

"ٹھیک ہے جناب! — میں تیار ہوں" — عمران نے بھاری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے" — کرنل بلیک نے کہا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"مگر جناب! — وہ کاغذات جو میں لے آیا ہوں" — عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

"وہ میں نے متعلقہ شعبے میں بھیج دیئے ہیں اور وہاں سے مجھے رپورٹ مل گئی ہے کہ وہ کاغذات براہ راست اس منصوبے سے متعلق نہیں ہیں" — کرنل بلیک نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں سٹین گن موجود تھی۔

"مسٹر جوزف کو کمانڈوز کے تربیتی کیمپ تک پہنچا دو — یہ وہاں میرے نائب ہوں گے" — کرنل بلیک نے کہا اور پھر جیب سے ایک سرخ رنگ کا چوکور کارڈ نکال کر عمران کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کارڈ تمہاری سلامتی کا ضامن ہوگا۔"

اور عمران نے خاموشی سے کارڈ لے کر جیب میں ڈال لیا اور پھر فوجی کے پیچھے چلتا ہوا کرنل بلیک کے کمرے سے باہر آگیا۔

کرنل بلیک کے لبوں پر ایک پُراسراری مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

مارگریٹ جب واپس اپنے کمرے میں پہنچی تو صبح ہونے کے آثار نمودار ہو چکے تھے۔ مارگریٹ نے کمرے میں پہنچ کر دروازہ بند کیا اور پھر اپنی جوتی کی ایڑی سے پیغام بھیجنے والا آلہ نکالا اور مارشل اور جمی کے متعلق تفصیلی رپورٹ ہیڈکوارٹر کو بھیجنے میں مصروف ہوگئی۔

پیغام بھیجنے کے بعد مارگریٹ نے چند لمحے توقف کیا اور پھر جب آلے پر لگا ہوا چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا تو اس نے کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ جب بلب سرخ ہو کر بجھ گیا تو مارگریٹ نے آلے کو بند کر کے دوبارہ ایڑی میں ڈالا اور ایڑی کو جوتے کے ساتھ فٹ کر دیا۔ اب وہ پیغام کو ڈی۔کوڈ کرنے میں مصروف ہوگئی۔ چند لمحوں بعد جب وہ پورے پیغام کو ڈی۔کوڈ کر چکی تو اس نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"مس مارگریٹ! — تمہارے بھیجے ہوئے فوٹو بالکل واضح ہیں — اب تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ تم اس کمرے میں کسی طرح داخل ہو کر کونے میں لگے ہوئے سرخ رنگ کے بکس کو کھولو اور اس میں موجود تین رنگی تار میں ایک پیپر پن چبھو دو اور پھر بکس کو اسی طرح بند کر دو — جیسے ہی تم اس منصوبے میں کامیاب ہو جاؤ گی ہمیں فوراً ہی اطلاع دینا۔ تاکہ مین آپریشن شروع کیا جا سکے — اور مارشل اور جمی کے متعلق سب کچھ بھول جاؤ۔ ان کی وہاں موجودگی اور کارکردگی کا ہیڈ کو پوری طرح علم ہے۔"

مارگریٹ نے دو تین بار پیغام کو پڑھا اور پھر برقی آتشدان کا بٹن دبا کر اس نے کاغذ آتشدان میں ڈال دیا۔ جب وہ پوری طرح جل کر راکھ ہوگیا تو اس نے بٹن بند کر دیا اور راکھ کو سمیٹ کر اچھی طرح مسلا اور پھر اُسے واش بیسن میں بہا دیا۔

اب مارگریٹ نے دفتر جانے کے لئے تیاری شروع کر دی۔ ناشتہ چونکہ دفتر کے کیفے میں ہی کرنا ہوتا تھا اس لئے اُسے صبح ہی صبح وہاں جانا پڑتا تھا۔ وہ دفتر جانے کے لئے تیاری کرتے ہوئے اپنے نئے مشن کے بارے میں سوچ رہی تھی جو انتہائی خطرناک تھا اور وہ سوچ رہی تھی کہ اس منصوبے میں کس طرح کامیاب ہو۔ آخر سوچتے سوچتے اس کے ذہن میں ایک پلان آ ہی گیا۔ اور پھر وہ مطمئن انداز میں اپنے کمرے سے باہر نکل آئی۔

مارگریٹ دفتر میں بیٹھی بڑے اطمینان سے اپنے کام میں مصروف تھی کہ چپڑاسی نے آکر اُسے چیف کے بلاوے کا پیغام دیا اور مارگریٹ خاموشی سے اٹھ کر اپنے باس کے کمرے میں داخل ہوگئی۔

"یس سر"—— مارگریٹ نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"مس مارگریٹ!—— برائے کرم بیٹھ جائیے"—— باس نے قدرے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہوکر کہا اور مارگریٹ خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ کے متعلق مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ آپ رات بارہ بجے سے صبح دو بجے تک اپنے کمرے سے غائب رہی ہیں —— کیا یہ بات صحیح ہے"—— ؟ باس نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا اور مارگریٹ چونک پڑی۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کی اس حد تک نگرانی ہوتی ہے۔

"مگر رپورٹ دینے والوں کو کیسے معلوم ہوا"—— ؟ نہ چاہنے کے باوجود مارگریٹ کے منہ سے یہ فقرہ نکل ہی گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ رپورٹ صحیح ہے —— بہرحال سنو!—— تمہارے کمرے میں ایک خفیہ

مائیک نصب ہے۔ یہ اتنا حساس ہے کہ تمہاری سانسوں کی آوازیں بھی ریکارڈ کر لیتا ہے —— رات بارہ بجے سے صبح دو بجے تک اس نے تمہاری سانسیں ریکارڈ نہیں کیں۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ اس دوران تم کمرے میں موجود نہیں تھیں"—— باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور مارگریٹ نے دل ہی دل میں اطمینان کی ایک تیز لہر دوڑتی ہوئی محسوس کی۔ اسے سب سے زیادہ یہ خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ کمرے میں کوئی ایسا خفیہ کیمرہ نصب نہ ہو جو اس کی تمام حرکات و سکنات دیکھتا رہتا ہو۔ اس طرح اس کے آلے اور پیغام کا بھانڈا ابھی پھوٹ چکا ہوگا۔ مگر اب اُسے اطمینان ہوگیا تھا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ فی الحال محفوظ ہے۔

"جناب!—— حقیقت یہ ہے کہ کل جب میں دفتر سے واپس ہوئی تو بس میں ایک خوبصورت نوجوان نے مجھ سے باتیں کرنا شروع کر دیں —— نوجوان کی شخصیت خاصی متاثر کن تھی اس لئے اس نے مجھے رات کو بارہ بجے بلڈنگ سے باہر ملنے کی دعوت دے دی۔ اس نے کہا تھا کہ اس کے پاس ایسی محفوظ جگہ ہے جہاں وہ آسانی سے وقت گزار سکتے ہیں —— جناب! میں اس نوجوان سے متاثر ہوگئی۔ چنانچہ میں نے اس سے وعدہ کر لیا۔ اور میں نے رات کو بارہ بجے کا الارم لگا دیا اور سو گئی —— بارہ بجے جب الارم بجنے سے میری آنکھ کھلی تو میں تیار ہوکر بلڈنگ سے باہر آگئی۔ مگر وہ نوجوان نہ آیا مجھ پر جذبات غالب تھے اس لئے میں کافی دیر تک اس کا انتظار کرتی رہی اور یوں ہی ٹہلتی رہی —— جب تقریباً دو گھنٹے گزر گئے تو میں مایوس ہوکر واپس آگئی۔ اصل بات یہی ہے"—— مارگریٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں!—— کیا تم اس نوجوان کو پہچانتی ہو"—— ؟ باس نے کچھ دیر سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب —— بس میں اس سے پہلی بار ملاقات ہوئی تھی"—— مارگریٹ نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ ـــــ مگر تفصیل سے" ـــــ باس نے پوچھا اور مارگریٹ نے پوری تفصیل سے خبی کا حلیہ دوہرا دیا۔

"ہوں ٹھیک ہے ـــ مگر آئندہ آپ محتاط رہیں۔ رات کو بغیر اطلاع دیئے کمرہ چھوڑنا جرم ہے ـــ چونکہ تمہیں اس بارے میں اطلاع دینا بھول گیا تھا اس لئے اس بار تمہیں معاف کیا جا رہا ہے ـــــ دوسری بات یہ کہ جس نوجوان کا تم نے حلیہ بتایا ہے وہ آج صبح اپنے کمرے میں مُردہ پایا گیا ہے" ـــــ باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اسی لئے وہ نہ آیا تھا" ـــــ مارگریٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں شاید" ـــــ باس نے کہا اور پھر مارگریٹ کو جانے کا اشارہ کیا۔

مارگریٹ اٹھی اور پھر خاموشی سے واپس اپنے دفتر میں آگئی۔ وہ بال بال بچی تھی اور اسے معلوم تھا کہ اب کچھ عرصہ کے لئے اس کی دوبارہ کڑی نگرانی کی جائے گی اس لئے اس نے مزید محتاط ہو جانے کا فیصلہ کیا۔ پھر چائے کا وقفہ ہوتے ہی وہ اٹھی اور سیدھی کیفے میں چلی گئی۔

کیفے میں چائے پیتے ہوئے وہ اپنے نئے مشن کے بارے میں سوچتی رہی کہ اُسے کس طرح سرانجام دے۔ اُسے احساس تھا کہ اس کا یہ مشن ڈی۔ ایچ ہیڈ کوارٹر کے لئے یقیناً اہم ترین ہے اور وہ اسے جلد از جلد پورا کرنا چاہتی تھی۔ مگر موجودہ حالات میں اسے یہ بات ناممکن نظر آرہی تھی۔

"مس معاف کیجئے ـــ مجھے آپ کا نام معلوم نہیں" ـــــ اچانک ایک نوجوان نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"مارگریٹ" ـــــ مارگریٹ نے چونک کر جواب دیا۔ اور پھر پُرتجسس نظروں سے نوجوان کی طرف دیکھنے لگی۔

"میرا نام آفندی ہے اور میں راکٹ لانچرز روم کا چیف ہوں ـــــ میں کئی روز سے محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کی کسی سے دوستی نہیں ہے اور آپ اکیلی اور خاموش رہتی ہیں" ـــــ آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں نئی آئی ہوں ـــ اور دوسری بات یہ کہ یہاں ہونے والی کڑی نگرانی نے میرے اعصاب پر بڑا اثر ڈالا ہے ـــ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے کسی سے بات کرنا بھی مشکوک حرکت ہو سکتی ہے" ـــ مارگریٹ نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے دل ہی دل میں وہ اس حسنِ اتفاق پر خوش ہو گئی تھی کہ آفندی خود بخود اس سے آ ٹکرایا ہے۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں ـــ آپ آزادی سے ہر جگہ آ جا سکتی ہیں۔ صرف رات کو اپنے کمرے سے باہر جانے کے لئے اجازت کی ضرورت ہوتی ہے" ـــــ آفندی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ذہین اور تیز طرار مارگریٹ نے آفندی کی آنکھوں میں کروٹ لینے والی ہوس کو بخوبی دیکھ لیا تھا۔ اور وہ اس کی وجہ بھی اچھی طرح جانتی تھی۔ اس کا جسم کچھ اس طرز پر خدا نے بنایا تھا کہ جذباتی مردوں کو اپنے آپ پر قابو رکھنا دشوار ہو جاتا تھا۔ مارگریٹ اپنے جسم کی ان صلاحیتوں سے بخوبی واقف تھی۔

"تو پھر کیا فائدہ اس آزادی کا ـــــ سارا دن دفتر میں کام کرو اور باقی وقت کمرے میں قید ہو جاؤ" ـــــ مارگریٹ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مین پلانٹ کی سیر کی ہے ـــــ؟" اچانک آفندی نے پوچھا۔

"نہیں ـــ دفتر اور اس کیفے کے علاوہ میں اور کہیں گئی ہی نہیں ـــ اور وجہ میں نے آپ کو پہلے ہی بتا دی ہے" ـــ مارگریٹ نے جواب دیا۔

"اچھا ایسا کریں کہ آپ دفتر سے چھٹی ہونے کے بعد رک جائیں۔ میں اس دوران

آپ کو سیر کرانے کی اجازت حاصل کر لوں گا اور پھر سیر و تفریح کے بعد میں اپنی کار میں خود آپ کو آپ کی رہائش گاہ پر چھوڑ آؤں گا" ـــــ آفندی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر مجھے یقین نہیں کہ چیف باس ایسی اجازت دے دیں" ـــــ مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اس بات کی فکر نہ کریں ـــ آفندی کے ہاتھ بہت لمبے ہیں" ـــ آفندی نے کہا اور پھر اس کا ہاتھ دبا کر واپس مڑ گیا۔

آفندی کے ہاتھ دبانے کے انداز سے ہی مارگریٹ آفندی کا تمام منصوبہ سمجھ گئی تھی۔ وہ سیر و تفریح کے بہانے مارگریٹ کے جسم سے کھیلنا چاہتا تھا۔

مارگریٹ نے سر ہلایا اور پھر واپس اپنے دفتر میں آگئی۔ اس نے کام کرنے کے دوران تین چار پیپر پن اٹھا کر اپنے کالر میں لگا لیں۔

پھر وہی ہوا۔ جیسے ہی دفتر بند ہوا آفندی وہاں آ پہنچا۔ اس کے پاس مارگریٹ کو مین پلانٹ دکھانے کا اجازت نامہ موجود تھا۔

"کیا تم مجھے اپنا پلانٹ بھی دکھاؤ گے" ـــــ؟ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـ کیوں نہیں ـــ وہی تو سب سے محفوظ جگہ ہے ـــ ہمارا زیادہ وقت تو وہیں گزرے گا" ـــ آفندی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور مارگریٹ کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ قدرت نے اس کے مشن کے لئے خود بخود راہ ہموار کر دی تھی۔ ورنہ نجانے اُسے اس مشن کے لئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے۔

مارگریٹ آفندی کے ساتھ اس کی کار میں بیٹھ گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار مین پلانٹ میں داخل ہو گئی۔ آفندی نے اُسے تمام مین پلانٹ کی سیر کرائی اور پھر ایک پلانٹ کو دیکھ کر جب وہ دونوں باہر نکلے تو آفندی نے مارگریٹ کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔

"آؤ اب اپنے پلانٹ میں چلیں ـــ اصل تفریح تو وہاں ہو گی"۔

"ہاں! ـــ میں بھی اب تھک گئی ہوں اور آرام کرنا چاہتی ہوں" ـــ مارگریٹ نے جواب دیا اور آفندی کی آنکھیں قندیلوں کی طرح چمکنے لگیں۔

چند لمحوں بعد آفندی اسے ہمراہ لئے راکٹ لانچرز روم میں داخل ہو گیا۔

عمران کو کمانڈوز کی تربیت گاہ میں آئے ہوئے چوتھا روز تھا۔ اس دوران اس نے کمانڈوز کی تربیت کے تمام مراحل دیکھے تھے اور انہیں دیکھ کر اُسے یہ یقین ہو گیا تھا کہ اگر یہ کمانڈوز صحیح سلامت تاران کے مین آئل فیلڈ تک پہنچ گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت آئل فیلڈ کو ایکریمیا کے قبضہ میں جانے سے نہیں روک سکتی۔

چوتھے روز کرنل بیک کی ہدایت پر اُسے بھی تربیت کے عملی مراحل سے گزرنا پڑا اور کمانڈوز کو تربیت دینے والے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ عمران کی کارکردگی تمام کمانڈوز میں سب سے بہتر تھی۔

"کیا تم بھی ایکریمیا کے کسی کمانڈوز شعبے سے تعلق رکھتے ہو" ـــــ؟ تربیت دینے والے آفیسر لابر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں جناب ـــ میں تو زندگی بھر صرف کمانڈوز کا لفظ سُن سُن کر ہی دہشت کھاتا رہا ہوں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دہشت وہ — کیوں" — ؟ لابر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اس لئے جناب کہ میں سمجھتا تھا کہ کمانڈوز ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مافوق الفطرت صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں — اور ناقابل تسخیر ہوتے ہیں — مگر یہاں آکر معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ تو بس لوگ ہی ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کمانڈوز کا مذاق اڑا رہے ہو — تمہیں ان کی صحیح صلاحیتوں کا علم نہیں ہے۔ یہ لوگ اپنے مشن کے لئے جان پر کھیل جاتے ہیں" — لابر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کچھ لوگ گراؤنڈ پر کھیلتے ہیں — یہ جان پر کھیلتے ہیں۔ کوئی نئی بات تو نہیں" — عمران نے بھی جواب میں اُسے مزید غصہ دلاتے ہوئے کہا۔

"اگر تم کرنل بلیک کے بھیجے ہوئے نہ ہوتے تو میں تمہیں بتاتا کہ کمانڈوز کیا چیز ہوتے ہیں" — لابر نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"تم سمجھ لو کہ میں کرنل بلیک کا بھیجا ہوا نہیں ہوں — تاکہ میری معلومات میں بھی اضافہ ہو سکے" — عمران نے کہا۔

"تم مجھے چیلنج کر رہے ہو" — لابر کا پارہ یکدم چڑھ گیا۔

"تم اگر کمانڈوز میں شامل ہو تو پھر ٹھیک ہے" — عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"اوہ یہ بات ہے — میں خود ہی کرنل بلیک کو جواب دے لونگا — مگر تمہیں سبق دینا ضروری ہے" — لابر نے کہا اور پھر اس نے دور کھڑے ایک صحت مند نوجوان کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ نوجوان تیزی سے بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا اور مودبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"جوزف کا خیال ہے کہ کمانڈوز کوئی صلاحیت نہیں رکھتے — تمہارا کیا خیال ہے؟" لابر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ حکم کریں تو میں مسٹر جوزف کو کمانڈوز کی صلاحیتوں سے آگاہ کر دوں" — جوان نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں !۔ میرا بھی یہی خیال ہے" — لابر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے نوجوان کمانڈو نے اچانک عمران پر چھلانگ لگا دی۔ مگر عمران پہلے سے ی ہوشیار تھا۔ وہ انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور نوجوان منہ کے بل ش پر جا گرا۔

"ارے ارے کمانڈوز کی صلاحیتیں کہیں زمین میں دفن ہیں جنہیں تم نکال رہے ؤ" — عمران نے اُسے چڑاتے ہوئے کہا اور نوجوان غصے کی شدت سے اچھل کر ھڑا ہو گیا۔ اور اس بار اس نے بڑے محتاط انداز میں عمران پر چھلانگ لگائی۔ مگر س بار بھی وہ عمران کے جسم کو ہاتھ تک نہ لگا سکا۔ پھر تو نوجوان پر جیسے دورہ سا پڑ گیا ہو۔ وہ انتہائی خطرناک انداز میں عمران پر حملے کرنے لگا۔ مگر عمران جیسا آدمی جب تک خود نہ چاہے کس کی مجال تھی کہ اس کے جسم کو انگلی بھی لگا سکے۔

تمام کمانڈوز اب ان دونوں کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ عمران کی پھرتی اور ذہانت پر بے حد حیران تھے۔ نوجوان تمام کمانڈوز میں سب سے زیادہ پھرتیلا اور اچھا لڑاکا سمجھا جاتا تھا مگر عمران اُسے اس طرح نچا رہا تھا جیسے کوئی مداری بندر کو نچاتا ہے۔

عمران نے جب محسوس کیا کہ نوجوان اب قدرے تھک گیا ہے تو اس نے اچانک نوجوان کی پسلیوں میں مخصوص انداز میں کوبرا پنچ مارا اور نوجوان ایک چیخ مار کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ اس کا پورا جسم گٹھڑی کی صورت میں اکٹھا ہو گیا تھا اور وہ فرش پر پڑا یوں ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے کسی دلدل میں پھنس گیا ہو۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"لگ — کیا یہ مرگیا ہے" — لابر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں — بس چند پسلیاں کھسک گئی ہیں جو ہسپتال جا کر ٹھیک ہو جائیں گی — میں نے تو بس اسے ہلکا سا سبق دیا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

نوجوان کے ساتھی اُسے اٹھا کر وہاں سے لے گئے۔ لابر عمران کی اس قدر پھرتی پر بے حد حیران تھا۔

"تم میرے ساتھ آؤ" — لابر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلیئے" — عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا اور پھر وہ لابر کے پیچھے چلتا ہوا اس کے دفتر میں آگیا۔

"بیٹھو" — لابر نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران خاموشی سے بیٹھ گیا۔

"تم درحقیقت کون ہو —؟ مجھے اپنی حقیقت بتاؤ" —؟ لابر کے لہجے میں بجا سختی تھی۔

"میری تفصیل اور حقیقت کرنل بلیک سے پوچھیئے — جنہوں نے مجھے یہاں بھیجا ہے" — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ لابر کچھ کہتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ لابر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس لابر سپیکنگ" — لابر نے کہا۔

"کرنل بلیک" — دوسری طرف سے کرنل بلیک کی آواز سنائی دی۔

"جی فرمایئے" — لابر نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر معنی خیز نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جو بڑی لاپرواہی کے انداز میں بیٹھا پیر

رہا تھا۔

"کمانڈوز کی تربیت کس مرحلے میں ہے" —؟ کرنل بلیک نے پوچھا۔

"جناب! — وہ اب مشن کے لئے پوری طرح تیار ہیں" — لابر نے جواب دیا۔

"جوزف کہاں ہے" — کرنل بلیک کی آواز سنائی دی۔

"جی میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے" — لابر نے چونک کر جواب دیا۔

"اُسے رسیور دو — میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں" — کرنل بلیک نے کہا۔

لابر نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جوزف" — کرنل بلیک کی تحکمانہ آواز سنائی دی

"یس باس" — عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے" —؟ کرنل بلیک نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"سب ٹھیک ہے جناب" — عمران نے بھی اُسی طرح گول مول سا جواب دیا۔

"او کے! — اب فائنل مشن کی تاریخ نزدیک آگئی ہے — تم کمانڈوز کے ہمراہ ہی جہاز میں پہنچو گے — میں خود بھی وہاں آجاؤں گا" — کرنل بلیک نے کہا۔

"کیا اس مشن کی سرکردگی آپ خود کریں گے" —؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! — یہ انتہائی اہم اور نازک مشن ہے — میں اس کی راہنمائی خود کروں گا — تم ہوشیار رہنا — بائی بائی" — دوسری طرف سے کرنل بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"باس کیا کہہ رہے تھے" —؟ لابر نے پوچھا۔

"کہہ رہے تھے کہ مشن کی تاریخ نزدیک آگئی ہے — تیار رہو" — عمران نے جواب دیا۔

"ہوں — ٹھیک ہے اب تم جاؤ" ——— لابر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور عمران اٹھ کر اس کے دفتر سے باہر آگیا۔

عمران کو تربیت گاہ کی شمالی سمت میں ایک کمرہ رہائش کے لئے دیا گیا تھا اور وہ لابر کے دفتر سے نکل کر سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے میں پہنچ کر عمران ایک آرام کرسی پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ وہ بڑی سنجیدگی سے اس مشن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے یہ بات سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ کرنل بلیک نے اُسے یہاں کس مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ گو بظاہر کرنل بلیک نے اُسے ایک مقصد بتایا تھا مگر بات عمران کے دل کو نہ لگی تھی۔ وہ کرنل بلیک کو اتنا سیدھا اور بیوقوف نہ سمجھتا تھا کہ وہ ایک عام سے پیشہ ور قاتل کو اتنی اہمیت دے سکتا ہے۔ اُسے رہ رہ کر یہی خیال آرہا تھا کہ اصل چکر کچھ اور ہے ——— مگر وہ چکر کیا ہے؟ یہ بات اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی میں نہیں آرہی تھی۔ بہرحال اسے اس بات کی خوشی تھی کہ وہ اس مشن میں عملی طور پر شریک ہو رہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح وہ کسی بھی مناسب موقع پر پورے مشن کو سبوتاژ کر سکتا ہے۔

اور پھر عمران نے ایک لائحہ عمل بھی طے کر لیا۔ اس کے خیال کے مطابق مشن کو سبوتاژ کرنے کے لئے سب سے مناسب وقت وہ ہوگا جب تاران کے متروک ہوائی اڈے پر پی ایچ تھرٹی ہیلی کاپٹروں سے مال بردار ہیلی کاپٹروں میں تیل بھرا جائے گا۔ مگر اس کے لئے اُسے کچھ مخصوص سامان کی ضرورت تھی۔ اور اس نے پروگرام بنا لیا کہ وہ کل اس سامان کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔

مارگریٹ راکٹ لانچرز روم میں داخل ہو کر حیرت سے تمام راکٹوں کو دیکھتی رہی۔

"یہ کس کام آتے ہیں آفندی" ——— ؟ مارگریٹ نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوچھا۔

"ارے یہ مین پمپ کے دماغ کے ——— آلے ہیں ——— بہرحال اس تفصیل کو چھوڑو۔ تم یہاں بیٹھو ——— میں کچھ پینے کے لئے لے آتا ہوں" ——— آفندی نے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا لانچرز روم سے ملحقہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد آفندی ہاتھ میں ایک بوتل اور دو گلاس لے کر آگیا۔ اس نے بوتل کا کاک کھولا اور پھر شراب گلاس میں انڈیلنے ہی لگا تھا کہ مارگریٹ نے اس کا ہاتھ روک دیا۔

"آفندی! ——— بغیر برف کے میں شراب نہیں پی سکتی ——— کیا برف نہیں مل سکتی" ——— ؟ مارگریٹ نے کہا۔

"برف ——— کیوں نہیں ڈیئر ——— اس وقت تو تم آسمان سے تارے توڑنے کا حکم دو تو اس کی بھی تعمیل ہوگی" ——— آفندی نے کہا اور اٹھ کر دوبارہ ملحقہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

آفندی کے کمرے سے جاتے ہی مارگریٹ نے بڑی پھرتی سے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور پھر اس کے ایک خفیہ خانے میں سے اس نے دو گولیاں نکال کر آفندی والے گلاس میں ڈال دیں اور ہینڈ بیگ واپس رکھ دیا۔ گولیاں چونکہ گلاس کی ہم رنگ تھیں اس لئے وہ گلاس میں پڑی ہوئی نظر نہ آسکتی تھیں۔

آفندی چند لمحے بعد ایک ٹرے میں برف لئے واپس آگیا اور اس نے برف کی تین چار ڈلیاں مارگریٹ کے سامنے رکھے ہوئے گلاس میں ڈال دیں اور پھر بوتل میں سے شراب اس میں انڈیل دی۔ پھر اس نے اپنا گلاس بھرا اور بوتل بند کر کے اس نے گلاس اٹھایا اور مارگریٹ کے گلاس سے ٹکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے خوبصورت جسم کے نام"۔

"تم بھی مردانہ حسن کے شاہکار ہو آفندی! —— میں نے بہت کم مرد تم جیسے وجیہہ دیکھے ہیں" —— مارگریٹ نے بڑے رومانی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور آفندی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے دو تین لمبے لمبے گھونٹ لیکر گلاس خالی کر دیا اور بوتل سے دوبارہ گلاس بھرنے لگا۔

مارگریٹ شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے آفندی کو بغور دیکھ رہی تھی۔ ابھی اس نے دوسرا گلاس آدھا ہی بھرا تھا کہ اس کے ہاتھ لڑکھڑانے لگے۔ گولیوں نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا۔

"بس کرو آفندی! —— ایک ہی گلاس کافی ہے" —— مارگریٹ نے اس کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ —— م —— مجھے کیا ہو —— ہوتا —— جا رہا ہے" —— آفندی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ کچھ کہتی۔ آفندی لڑھک کر کرسی سے نیچے گرنے لگا۔ مارگریٹ نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھالا اور پھر اُسے نیچے بچھی ہوئی دری پر لٹا دیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے اٹھی اور کونے میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے اس بکس کی طرف بڑھی جس کے درمیان میں ایک سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

مارگریٹ نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک چھوٹا سا سکرو ڈرائیور نکالا اور بڑی پھرتی سے

بکس کا ڈھکن کھولنے میں مصروف ہو گئی۔

چند لمحوں میں وہ ڈھکن کو علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گئی اور پھر وہ بغور اس میں تاروں کے جال کو دیکھنے لگی۔ اس کی نظریں ایسی تار کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں جو تین رنگوں پر مشتمل ہو۔ اور پھر اسے مختلف تاروں کے عقب میں ایک چھوٹی سی تار نظر آگئی جو تین رنگوں پر مشتمل تھی۔

مارگریٹ نے بڑی پھرتی سے اپنے کالر میں سے ایک پیپر پن نکالی اور بڑی احتیاط سے اس نے پیپر پن اس تین رنگی تار میں چبھو دی۔ اس کے ہاتھ کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا مگر مارگریٹ نے پن کو اس انداز میں تار میں چبھو دیا کہ وہ سرسری نظروں سے نظر نہ آسکتی تھی۔ پن چبھو کر اس نے ڈھکن کو دوبارہ اپنی جگہ پر فٹ کر دیا۔ اب وہ مطمئن تھی کہ اس نے اہم ترین مرحلے کو سر کر لیا ہے۔ سکرو ڈرائیور اس نے دوبارہ ہینڈ بیگ کے خفیہ خانے میں ڈالا اور پھر آکر خاموشی سے آفندی کے قریب لیٹ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ آفندی کو جب تک اپنے جسم کی وادیوں میں بھٹکنے کا موقع نہ دے گی اس وقت تک وہ مطمئن نہیں ہو گا۔ اسے ان گولیوں کی تاثیر کا بھی علم تھا کہ آفندی زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ بعد ہوش میں آجائے گا۔ مگر اس کی مردانہ صلاحیتیں کم سے کم دو دن تک مفلوج رہیں گی۔ اس لئے مارگریٹ اپنی جگہ پر مطمئن تھی۔

اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد آفندی آہستہ سے کسمسایا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر مارگریٹ کو قریب لیٹے دیکھ کر اس نے اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

رات کا اندھیرا ابھی نہیں پھیلا تھا کہ وہ دونوں راکٹ لانچرز روم سے باہر آگئے آفندی کا چہرہ شرم اور ندامت سے سرخ پڑا ہوا تھا اور اس کی نظریں نیچی تھیں۔

"مجھے افسوس ہے مس مارگریٹ —— مگر نجانے مجھے اچانک کیا ہو گیا تھا —— ؟ آج تک ایسے کبھی نہیں ہوا" —— آفندی نے دانت بھینچتے ہوئے اور کار کا دروازہ

کھولتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں ـــــ مگر تم نے مجھے بڑا خراب کیا ہے ـــــ بس مجھے میری رہائش گاہ میں پہنچا دو ـــــ اور سنو! آئندہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ میں سب کے سامنے تمہاری مردانگی کا راز کھول کر رکھ دونگی" ـــــ مارگریٹ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور آفندی ایک بار پھر دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا۔

تقریباً دس منٹ بعد مارگریٹ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئی۔ آفندی کار میں ہی بیٹھا رہا اور اس نے کوئی بات کئے بغیر کار موڑی اور واپس چلا گیا۔

مارگریٹ مطمئن تھی کہ اس نے ایک نازک ترین مرحلہ آسانی سے طے کر لیا ہے۔ کمرے میں آکر اس نے ایڑی سے مخصوص آلہ باہر نکالا اور پھر ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دینے میں مصروف ہو گئی۔

رپورٹ دینے کے بعد اس نے ہیڈ کوارٹر سے پیغام وصول کیا پھر اس پیغام کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ پیغام ڈی کوڈ کرنے کے بعد اس نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"مس مارگریٹ! ـــــ تمہاری کارکردگی بہتر رہی ہے ـــــ تمہاری کارکردگی کی رپورٹ کرنل بلیک تک پہنچا دی گئی ہے ـــــ اب تم اس وقت تک انتظار کرو جب تک مشن مکمل نہیں ہو جاتا ـــــ کوشش کرو کہ مین پلانٹ کے چیف باس کی کارکردگی پر نظر رکھ سکو۔ تمہیں اس کے مواقع حاصل ہیں ـــــ اگر کوئی اہم بات محسوس ہو تو فوراً رپورٹ کرو ـــــ اس کے علاوہ فی الحال تمہارے لئے اور کوئی کام نہیں ہے"۔

مارگریٹ نے پیغام کو دوبارہ پڑھا اور پھر ریکی آتش دان کا بٹن دبا کر اس نے پیغام کو نذر آتش کر دیا۔

اب وہ مطمئن ہو کر کپڑے تبدیل کرنے کے لئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ پھر اس نے جیسے ہی اپنا سکرٹ اتارا۔ ایک کاغذ اس کی جیب سے باہر گر پڑا۔ مارگریٹ نے تیزی

سے کاغذ اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کاغذ پر صرف دو لائنیں لکھی ہوئی تھیں۔

"مس مارگریٹ! ـــــ جو کچھ تم نے کیا ہے میں اسے بخوبی جانتا ہوں ـــــ تمہیں صرف چیک کرنے کے لئے وہاں لے جایا گیا تھا"۔

مارگریٹ حیرت اور خوف کے عالم میں بار بار اس پرچے کو پڑھ رہی تھی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی، دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی اور مارگریٹ نے پھرتی سے کاغذ کو مروڑ کر گولی بنائی اور اسے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گئی۔ اب دروازے پر دستک کی آواز پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔

مارگریٹ نے جلدی سے کپڑے تبدیل کئے اور پھر خوف اور دہشت کے عالم میں دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

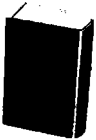

ایکریمیا کے بحری بیڑے کا سب سے بڑا جہاز لنکن اس وقت تاران کے شمال مشرق میں طاباس سے تقریباً ۹۰ کلومیٹر دُور لنگر انداز تھا۔ یہ جہاز ایکریمیا کی جنگی قوت کا ایک شاہکار تھا۔ اس جہاز پر جدید ترین ایٹمی اسلحہ اتنی مقدار میں تھا کہ اس جہاز کا کیپٹن اگر چاہتا تو زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں پوری دنیا کو تباہ کر سکتا تھا۔ لنکن جہاز بڑے جزیرے کی مانند وسیع و عریض تھا۔ بیشمار لوگ اسی جہاز پر ملازم تھے۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ ہر طرف دبیز اندھیرے کی تہہ پھیلی ہوئی تھی۔ جہاز کے سب سے اوپر والے عرشے پر دس بڑے بڑے مال بردار ہیلی کاپٹر پر پھیلائے ساکت کھڑے تھے۔ ان میں سے پانچ ہیلی کاپٹروں میں عجیب و غریب قسم کا سامان بھرا ہوا تھا جب کہ پانچ ہیلی کاپٹر خالی تھے۔ ہر ہیلی کاپٹر کے ساتھ دو مسلح فوجی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

اچانک عرشے پر آنے والی سیڑھیوں پر بہت سے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور ہیلی کاپٹروں کے قریب کھڑے فوجی اور زیادہ اٹین شن ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آنے والے عرشے پر پھیلتے چلے گئے۔

سب سے آگے کرنل بلیک تھا۔ اس کے پیچھے عمران اور اس کے بعد کمانڈوز کی ایک طویل قطار تھی۔ یہ تمام افراد تعداد میں تین سو کے قریب تھے اور سوائے عمران کے باقی سب نے عجیب و غریب قسم کے لباس پہنے ہوئے تھے ایسے لباس جیسے خلائی مسافر پہنتے ہیں البتہ عمران نیلے رنگ کے پُرکشش سوٹ میں ملبوس تھا اور اس کی شخصیت ان سب سے متاثر کن تھی۔ سوٹ پر البتہ پیراشوٹ ضرور بندھا ہوا تھا۔

کرنل بلیک کے اشارے پر سب کمانڈوز خاموشی سے مال بردار خالی ہیلی کاپٹروں میں سوار ہوتے چلے گئے۔ پھر ایک ہیلی کاپٹر میں کرنل بلیک اور عمران بھی سوار ہو گئے۔

کرنل بلیک نے سیٹ سنبھالتے ہی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن دبا کر مدھم لہجے میں کہنے لگا۔

"ہیلو ہیلو کرنل بلیک سپیکنگ فرام دس اینڈ اوور"۔۔۔۔ وہ بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"یس کیپٹن آف پرنسٹن سپیکنگ اوور"۔

"کیپٹن!۔۔۔ کیا پی۔ ایچ مقررین ہیلی کاپٹر پرواز کے لئے تیار ہیں اوور"۔۔۔۔؟

کرنل بلیک نے پوچھا۔

"یس سر!۔۔۔ پوری طرح تیار ہیں اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے۔۔۔ اب سے ٹھیک پانچ منٹ بعد آپریشن ڈیزرٹ ون کا آغاز کر دیا جائے گا۔۔۔ ہر کام پوری احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ اوور"۔۔۔۔ کرنل بلیک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر!۔۔۔ پوری احتیاط سے کام ہوگا۔۔۔ وِش یُو گڈ لک۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تھینک یُو۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ کرنل بلیک نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈالا اور ہیلی کاپٹر کی مشینری میں سے ایک مائیک باہر کھینچ لیا۔

"ہیلو کرنل بلیک سپیکنگ۔۔۔ نمبر ون!۔۔۔ کیا سب لوگ پوری طرح تیار ہیں"۔۔۔؟ کرنل بلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس!۔۔۔ نمبر ون سپیکنگ۔۔۔ ہم تیار ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

کرنل بلیک نے ایک اور بٹن دبایا اور پھر اسی طرح نمبر ٹو سے رپورٹ لی۔ پھر باری باری نمبر تین تک نے او۔ کے کا پیغام دے دیا۔ کرنل بلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مائیک واپس ہک میں لٹکا دیا۔

"یہ ہماری زندگی کا سب سے نازک اور سب سے اہم مشن ہے۔۔۔ کیا خیال ہے جوزف۔۔۔۔؟" کرنل بلیک نے قریب بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو بڑی دلچسپی سے ہیلی کاپٹر کی جدید ترین مشینری کو دیکھ رہا تھا۔

"یس باس!۔۔۔ مگر اس مشن میں کامیابی ہمارا مقدر بن چکی ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل بلیک اس کے جواب پر دھیرے سے مسکرا دیا۔ اس

کی نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر جمی ہوئی تھیں ۔

"آج کا دن ایکریمیا کی تاریخ میں یادگار دن رہے گا ——— آج ہم پوری دنیا پر یہ ثابت کر دیں گے کہ ایکریمیا ناقابل تسخیر ہے" ——— کرنل بلیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر اچانک اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اپنی گود میں رکھ لیا۔

عمران کے چہرے پر اس وقت گمبیر سنجیدگی طاری تھی۔ جس مشن کو روکنے کے لئے وہ میدان میں اترا تھا وہ اس کی آنکھوں کے سامنے شروع ہو رہا تھا۔ اور وہ بے بس بیٹھا ہوا تھا۔

کرنل بلیک نے بڑی پھرتی سے ٹرانسمیٹر کے پہلو میں لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے لنکن جہاز کا عرشہ زبردست شور سے گونج اٹھا۔ یہ مال بردار جدید ترین ہیلی کاپٹروں کے پنکھوں کا شور تھا جو اچانک حرکت میں آگئے تھے اور پھر کرنل بلیک کے اشارے پر اس کے قریب بیٹھے ہوئے پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے باقی ہیلی کاپٹر بھی فضا میں بلند ہوتے چلے گئے۔

"کیا تاران کے راڈار ہمیں چیک نہ کر سکیں گے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ——— یہ ایکریمیا کے جدید ترین ہیلی کاپٹر ہیں ——— تاران کے فرسودہ راڈار انہیں چیک نہیں کر سکیں گے" ——— کرنل بلیک نے جواب دیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

دس دیو ہیکل ہیلی کاپٹر فضا کا سینہ چیرتے ہوئے انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اور جس ہیلی کاپٹر میں عمران سوار تھا۔ اس میں مکمل خاموشی تھی۔ ہر شخص کے چہرے پر آنے والے لمحات کی سنگینی اور نزاکت کا پرتو ظاہر تھا۔

"ہم کتنی دیر میں متروک ہوائی اڈے پر پہنچ جائیں گے" ——— ؟ اچانک اس خاموشی

کو عمران کی آواز نے توڑا ۔

"ایک گھنٹے بعد" ——— کرنل بلیک نے جواب دیا اور اس کے بعد پھر مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔

ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی نظریں ڈائل پر جلتے بجھتے رنگ برنگے چھوٹے چھوٹے بلبوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

"باس ——— اگر پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر بروقت سیکنڈ پوائنٹ پر نہ پہنچ سکے تو بڑا مسئلہ بن جائے گا" ——— اچانک پائلٹ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"منفی انداز میں مت سوچو ——— سب ٹھیک ہو جائے گا" ——— کرنل بلیک نے غصیلے لہجے میں جواب دیا اور پائلٹ سہم کر خاموش ہو گیا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اب اس کے عمل کا وقت آگیا ہے اور وہ اس کے لئے پوری طرح تیار تھا اور پھر اس نے بڑے نامحسوس انداز میں اپنا وہ ہاتھ جو کرنل بلیک کی ران کے قریب تھا دھیرے سے اونچا کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انگوٹھے اور انگلی کے کناروں کو آپس میں ملا کر ایک حلقہ سا بنایا۔ اس کے ہاتھ کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی چیز کو چوٹ مارنے والا ہے۔ اور پھر اس نے سانس روک کر انگلی کو انگوٹھے کی پور پر رگڑ کر علیحدہ کر دیا اس کے انگوٹھے کے ناخن میں موجود ایک باریک سی سوئی بجلی کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے ہاتھ پر جا کر لگی۔ عمران کی انگلی کی طاقت کی وجہ سے باریک اور چھوٹی سی سوئی پائلٹ کے ہاتھ میں پوری طرح گھستی چلی گئی۔

دوسرے لمحے پائلٹ کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی اور اس نے بری طرح اپنے ہاتھ کو جھٹکنا شروع کر دیا۔ پورے ہیلی کاپٹر میں جیسے زلزلہ سا آگیا ہو۔

"کیا ہوا ——— کیا ہوا" ——— ؟ کرنل بلیک کے ساتھ ساتھ عمران بھی چیخ پڑا۔ مگر دوسرا لمحہ ہیلی کاپٹر میں سوار کرنل بلیک اور کمانڈوز کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت

ہوا کیونکہ پائلٹ کا جسم سیٹ کی ایک طرف جھکتا چلا گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ بُری طرح ڈولنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے جھک کر زمین کی طرف گرنے لگا۔

اسی لمحے عمران نے چھلانگ لگائی اور کرنل بلیک کے اوپر سے ہوتا ہوا پائلٹ کے اوپر جا گرا۔ اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کا کنٹرول سنبھال لیا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر متوازن ہو گیا۔

"اوہ ویری گڈ! ــــ تمہاری فوری فیصلہ کرنے والی صلاحیت مجھے بیحد پسند ہے"ــــ کرنل بلیک نے سچویشن کو سمجھتے ہوئے تعریفی انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے پائلٹ کو عمران کے نیچے سے گھسیٹ لیا۔

اب عمران پائلٹ سیٹ پر بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ کرنل بلیک نے پائلٹ کو گھسیٹ کر عمران والی سیٹ پر لٹا دیا اور تیزی سے اُسے چیک کرنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے ہارٹ اٹیک ہوا ہے"ــــ کرنل بلیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے ــــ مگر باس! کسی دوسرے ہیلی کاپٹر کو آگے بھیجو کیونکہ مجھے راستے کا صحیح علم نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم راستہ بھٹک جائیں"ــــ عمران نے اس کی توجہ پائلٹ سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــ اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا"ــــ کرنل بلیک نے چونک کر کہا اور پھر جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر دوسرے پائلٹ کو ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس نے رابطہ ختم کیا۔ عمران کے پیچھے آنے والا ہیلی کاپٹر انتہائی تیزی سے آگے بڑھ آیا۔ اب عمران نے اس ہیلی کاپٹر کی رہنمائی میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

"حیرت انگیز بات ہے کہ اس پر اچانک ہارٹ اٹیک ہوا ــــ جبکہ پرواز پر جانے سے

پہلے اس کی طبی رپورٹ بالکل او کے تھی"ــــ کرنل بلیک نے کہا۔

"انسانی مشینری جو ہوئی ــــ نجانے کس وقت اس میں کیا خرابی پیدا ہو جائے"ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

اور کرنل بلیک نے سر ہلا دیا اور سامنے دیکھنے لگا۔

اس کے بعد متروک ہوائی اڈے تک تمام سفر بڑی خاموشی سے طے ہوتا چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد کرنل بلیک کے ٹرانسمیٹر پر ایک آواز گونجی۔

"ہیلو باس! ــ ہم سیکنڈ پوائنٹ پر پہنچنے والے ہیں"ــــ آگے جانے والے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ــــ بڑی احتیاط سے نیچے اتر جاؤ"ــــ کرنل بلیک نے جواب دیا اور آگے جانے والا ہیلی کاپٹر چند لمحے بعد نیچے اترنے لگا۔

عمران نے بھی اس کی پیروی میں ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیا۔ اور پھر باقی ہیلی کاپٹر بھی نیچے اترتے چلے گئے۔ اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر زمین پر رکے۔ وہ سب دروازے کھول کر باہر آگئے۔

عمران نے دیکھا کہ وہ ایک وسیع و عریض صحرا کے درمیان میں کھڑے ہیں اور ان سے تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے پر ایک پختہ سڑک صحرا میں سے کہیں آکر صحرا میں ہی گم ہو رہی تھی۔

"ابھی تک پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر نہیں پہنچے"ــــ کرنل بلیک نے فضا میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس وہ بھی پہنچنے ہی والے ہوں گے"ــــ عمران نے جواب دیا۔

کرنل بلیک نے بغور عمران کی طرف دیکھا اور پھر دوسرے لمحے اس نے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر فضا میں یوں لہرایا جیسے کسی کو الوداع کہہ رہا ہو۔ اور اسی لمحے عمران کے پیچھے کھڑے

ہوئے تین کمانڈوز انتہائی پھرتی سے عمران پر جھپٹ پڑے۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا۔ انہوں نے انتہائی پھرتی سے عمران کے دونوں ہاتھ پیچھے کر کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنا دی۔ اب عمران وہاں بندھا کھڑا تھا۔

"اس کا کیا مطلب ہے" ——— ؟ عمران نے سخت لہجے میں کرنل بلیک سے مخاطب ہو کر کہا جو سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"اس کا مطلب یہ ہے نقلی جوزف ——— کہ تمہارا پول کھل چکا ہے" ——— کرنل بلیک نے سخت لہجے میں کہا۔

"نقلی جوزف! ——— کیا مطلب ——— ؟ میں سمجھا نہیں" ——— عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"سنو مسٹر! ——— مجھے تمہارے اصل نام کا علم تو نہیں ہے ——— بہرحال اتنا معلوم ہے کہ تم جوزف نہیں ہو ——— سنو! میں تمہیں جان بوجھ کر یہاں تک لے کر آیا ہوں، ورنہ مجھے تمہاری حقیقت کا علم تو اسی وقت ہو گیا تھا جب تم زیرو کالونی میں میرے پاس پہنچے تھے تم نے زیرو کالونی کے گیٹ پر اپنا جو رہائشی پتہ لکھوایا تھا۔ وہ غلط تھا۔ جوزف کبھی بھی اس پتے پر نہیں رہا ——— مجھے اسی وقت تمہارے فراڈ کا علم ہو گیا تھا مگر میں نے تمہیں اس وقت ختم کرنے کی بجائے تمہیں استعمال کرنے کا ایک منصوبہ بنا لیا ——— اب تمہیں ہم آئل فیلڈ پر لے جائیں گے ——— آئل فیلڈ پر تاران حکومت نے حال ہی میں ایک جدید ترین دفاعی نظام قائم کیا ہے۔ یہ راکٹ لانچرز ہیں جن میں سے ایک مخصوص قسم کی گیس نکلتی ہے ——— اس گیس سے پورا آئل فیلڈ ایک ناقابل تسخیر قلعہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور پھر ایٹم بم بھی اس حصار کو نہیں توڑ سکتا۔

اس حصار کو توڑنے کے لئے میں نے ڈی۔ ایچ کی ایک ایجنٹ مارگریٹ کو وہاں بھیجا۔ اس نے خفیہ کیمروں کی مدد سے راکٹ لانچرز روم کے فوٹو ہمیں ارسال کر دیئے۔ جن

کی مدد سے ہمارے ماہرین نے اس کا ایک توڑ نکال لیا ہے ——— اور وہ توڑ یہ ہے کہ جب یہ حصار قائم ہو رہا ہو گا تو ایک مخصوص قسم کا بم اس پر پھینک دیا جائے تو حصار بننا بند ہو جائے گا ——— مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ یہ بم کسی انسان کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ بم کی کارکردگی اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اس کے ساتھ تازہ انسانی خون بھی شامل ہو جائے ——— چنانچہ مارگریٹ نے ہماری ہدایت پر راکٹ لانچرز کے کنٹرول پینل کی ایک مخصوص تار میں ایک پیپر پن اڑس دیا ہے۔ اب راکٹوں سے نکلنے والی گیس تیزی سے حصار قائم نہیں کر سکے گی۔ اور ہم بڑی آسانی سے اس حصار کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور چونکہ تم نے جس دلیری اور ذہانت سے جوزف کا روپ دھارا ہے اور ہماری چیکنگ مشینوں کو دھوکا دیا ہے اس سے مجھے تمہاری طرف سے شدید خطرہ لاحق ہو گیا تھا ——— چنانچہ میں نے اپنا کوئی آدمی ضائع کرنے کی بجائے یہ فیصلہ کیا کہ تمہیں وہاں ساتھ لے جایا جائے اور پھر وہ بم تمہارے جسم کے ساتھ باندھ کر تمہیں حصار پر پھینک دیا جائے۔ اس طرح ہمارا قیمتی آدمی بھی ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور تم سے بھی چھٹکارا حاصل ہو جائے گا" ——— کرنل بلیک نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ——— بڑا اچھا منصوبہ بنایا ہے تم نے ——— میں تو سمجھا تھا کہ تم کچھ ذہین آدمی ہو گے مگر تم تو بالکل ہی بدھو ہو ——— اتنے بڑے مشن کے لئے ایک آدمی کا ضیاع کیا حیثیت رکھتا ہے ——— ؟ بہرحال تمہاری بدقسمتی ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ لے آتے ہو" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب ——— ؟ کیا کہنا چاہتے ہو" ——— ؟ کرنل بلیک نے چونک کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ آسمان پر شور بلند ہوا۔ اور تمام لوگوں کی نظریں آسمان کی طرف بے اختیار بلند ہوتی چلی گئیں۔ آسمان پر پی۔ ایچ تھرٹی

ہیلی کاپٹر نمودار ہو چکے تھے۔

اسی لمحے عمران نے اچانک غوطہ مارا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا قریب کھڑے ہیلی کاپٹر کے نیچے گھستا چلا گیا۔

"خبردار" — کرنل بلیک نے اُسے دوڑتے دیکھا تو چیخ کر کہا اور پھر کمانڈوز بھی تیزی سے اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔

مارگریٹ نے دروازہ کھولا تو دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ دروازے پر راشیل کھڑی تھی۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا ہے" — مارگریٹ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مارگریٹ! — تمہارے پاس صرف آدھا گھنٹہ موجود ہے — تم سیکورٹی پولیس کی نظروں میں مشکوک ہو چکی ہو — چیف باس نے تمہاری گرفتاری کے احکام دے دیئے ہیں — آدھے گھنٹے تک وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے — میں نے وہ آرڈر خود دیکھے ہیں اور بڑی مشکل سے تمہیں اطلاع کرنے آئی ہوں — اپنا بندوبست کرلو۔ گڈ بائی" — راشیل نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گئی۔

"ارے ارے! — سنو تو" — مارگریٹ نے اُسے پکارتے ہوئے کہا مگر راشیل اندھیرے میں غائب ہو چکی تھی۔ مارگریٹ نے تیزی سے دروازہ بند کیا اور پھر اس نے

بڑی پھرتی سے جوتے کی ایڑی سے آلہ نکالا اور پھر اس کی سوئی سے راکٹ لانچرز روم کے کنٹرول پینل میں پیپر پن لگا دینے کی رپورٹ دینے میں مصروف ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ ہیڈ کوارٹر کو اپنے اس آخری کارنامے کی اطلاع تو دے دے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

اطلاع دے کر فارغ ہونے کے بعد اس نے اس آلے کو بھی برقی آتشدان میں ڈال دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جوتے کی دوسری ایڑی سے گائیگر نکال کر اُسے بھی برقی آتشدان میں پھینک دیا۔ پھر جیسے ہی اس نے برقی آتشدان کا بٹن دبایا، ایک شعلہ سا بلند ہوا اور دونوں آلے بُری طرح جلنے لگے۔ تیز آگ کی وجہ سے وہ جلد ہی چُڑ مُڑ ہو گئے۔ اب ان کی اصل ہیئت تک نہ پہچانی جا سکتی تھی۔ مارگریٹ نے بڑی پھرتی سے آتشدان بند کیا اور پھر ان جلے ہوئے آلوں کو چمٹے سے اٹھا کر واش بیسن کے سوراخ میں ڈال کر بہا دیا۔

اب مارگریٹ مطمئن تھی۔ اس نے ایڑیاں دوبارہ جوتوں میں فٹ کیں اور پھر الماری میں سے مختلف چیزیں نکال کر جیبوں میں ڈالیں اور اطمینان سے بستر پر دراز ہو گئی۔ اب وہ سیکورٹی والوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے اپنے اعصاب پر قابو پا لیا تو وہ ان سیکورٹی والوں کو کسی نہ کسی طرح ڈاج دینے میں کامیاب ہو جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد اچانک دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ یہ دستک پہلے آہستہ تھی پھر تیز ہوتی چلی گئی۔

مارگریٹ بڑے اطمینان سے بستر سے اٹھی اور قدم بڑھا کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے دو افراد اسے بُری طرح دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ان افراد کے جسموں پر سیکورٹی کی مخصوص وردی موجود تھی۔

"کک — کیا بات ہے" — ؟ مارگریٹ نے خوفزدہ لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر

کہا۔

"مس مارگریٹ! ـــ آپ اپنے آپ کو زیر حراست سمجھیں" ـــــ ایک نے ریوالور کی نال اس کے سینے کی طرف تانتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"مگر کیوں؟" ـــــ مارگریٹ نے لہجے کو اور زیادہ خوف زدہ بناتے ہوئے کہا۔

"سالم! ـــ تم یہاں کی تلاشی لو ـــ اچھی طرح" ـــــ اس نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہوکر کہا اور اس کا ساتھی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

تقریباً دس منٹ تک وہ پورے کمرے کی ہر چیز کو چھانتا رہا اور اس کا ساتھی مارگریٹ پر ریوالور تانے خاموش کھڑا رہا۔

"یہاں کوئی مشکوک چیز نہیں ہے" ـــــ آخر کار سالم نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مس مارگریٹ! اب تم خاموشی سے ہمارے ساتھ چلو ـ اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو یقین رکھو کہ دوسرے لمحے تمہیں گولی مار دی جائے گی" ـــــ ریوالور بردار شخص نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔

"مم ـــ مگر میرا قصور؟" ـــــ مارگریٹ نے کہا۔

"یہ سب کچھ تمہیں سیکورٹی ہیڈکوارٹر جاکر معلوم ہو جائے گا ـــــ چلو" ـــ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مارگریٹ نے خاموشی سے قدم دروازے کی طرف بڑھا دیئے۔

بلڈنگ سے باہر سیکورٹی کار موجود تھی۔ ان میں سے ایک نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جب کہ دوسرے نے مارگریٹ کو درمیان میں بٹھا کر اس کی پسلیوں سے ریوالور لگا دیا۔ اور پھر کار تیزی سے سیکورٹی ہیڈکوارٹر کی طرف دوڑنے لگی۔

تقریباً دس منٹ بعد مارگریٹ سیکورٹی چیف کے سامنے موجود تھی۔ سیکورٹی چیف

ایک ادھیڑ عمر کا قوی ہیکل شخص تھا۔ اس کے چہرے پر درشتی اور سفاکی جیسے ثبت ہوکر رہ گئی تھی۔

"اس کی تلاشی لے لی تم نے؟" ـــــ سیکورٹی چیف نے سالم سے مخاطب ہوکر درشت لہجے میں کہا۔

"نہیں باس! ـــ البتہ اس کے کمرے کی مکمل تلاشی لی ہے ـــ وہاں سے کچھ نہیں ملا" ـــــ سالم نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گدھے پہلے اس کی تلاشی لو" ـــــ سیکورٹی چیف نے سخت لہجے میں کہا اور سالم کے ہاتھ تیزی سے مارگریٹ کے جسم پر رینگنے لگے۔

اور پھر سالم نے مارگریٹ کی جیبوں میں موجود تمام سامان نکال کر سیکورٹی چیف کے سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھ دیا۔ یہ سامان رومال، پنسل، ایک فاؤنٹین پن اور کچھ نوٹوں پر مشتمل تھا۔

"بیٹھ جاؤ" ـــــ سیکورٹی چیف نے مارگریٹ سے مخاطب ہوکر کہا اور مارگریٹ خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مس مارگریٹ! ـــ اپنی اصلی حقیقت بتا دو ـــ ورنہ میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ میرے سامنے کوئی عورت ہے ـــ یا ـــ مرد" ـــــ سیکورٹی چیف نے انتہائی سخت لہجے میں مارگریٹ سے مخاطب ہوکر کہا۔

"جناب! ـــــ میرا نام مارگریٹ ہے ـــــ میں لبنان میں پیدا ہوئی اور یہاں لیڈی سیکرٹری ہوں" ـــ مارگریٹ نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"ہوں ـــــ تو تم اس طرح نہیں مانو گی ـــــ اچھا! پہلے میرے چند سوالوں کے جواب دو" ـــــ سیکورٹی چیف نے کہا۔

"تمہارا جمی اور مارشل سے کیا تعلق ہے؟" ـــــ سیکورٹی چیف نے قدرے آگے کی

طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"جمی اور مارشل" — مارگریٹ نے چونک کر کہا — "میں ان ناموں سے واقف ہی نہیں ہوں"۔

"سنو لڑکی! — ہم سے اڑنے کی کوشش فضول ہے — ہمیں معلوم ہے کہ تم جمی اور مارشل کے کمرے میں گئیں — اور پھر وہ دونوں مر گئے — تمہاری بلڈنگ سے گٹر تک اور پھر گٹر کے اندر تمہارے پیروں کے نشان موجود ہیں۔ اور ہماری تحقیقات بتاتی ہے کہ جمی اور مارشل دونوں حکومتِ روسیاہ کے ایجنٹ تھے اور وہ دونوں قتل ہو گئے۔ اس کے بعد آفندی نے سپیشل اجازت نامہ حاصل کر کے تمہیں مین پلانٹ کی سیر کرائی اور پھر وہ تمہیں راکٹ لانچر زروم میں لے گیا — تمہاری اطلاع کے لئے یہ بتادوں کہ آفندی کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور اس نے ہمیں سب کچھ بتادیا ہے۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم سب باتیں اپنے منہ سے بتادو" — سیکورٹی چیف نے کہا۔

اور پھر مارگریٹ نے جمی سے بس میں ملاقات سے لیکر ان کے قتل اور واپسی تک سب کچھ تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ جمی اور مارشل کون ہیں — میں تو جمی کے کہنے پر رات گزارنے اس کے ساتھ چلی گئی مگر وہاں ایک سیاہ بالوں سے بھرے ہوئے گوریلے نے مجھ پر حملہ کر دیا اور مجھے اُسے قتل کرنا پڑا — پھر جمی نے مجھے مارنا چاہا۔ جس پر میں نے اُسے بھی قتل کر دیا اور پھر میں واپس آگئی — باقی رہا آفندی والا معاملہ، تو اس نے مجھے خود دعوت دی — خود ہی پاس بنوایا — پھر پلانٹ کی سیر کرا کر وہ مجھے اپنے دفتر میں لے گیا جہاں ہم نے شراب پی اور پھر آفندی نے میرے جسم سے کھیلنا شروع کر دیا — مگر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ بظاہر تنومند اور

مضبوط نظر آنے والا آفندی مردانہ صلاحیتوں سے یکسر محروم تھا جس پر مجھے بے حد غصہ آیا اور میں آفندی سے اُلجھ پڑی — اس کے بعد آفندی مجھے میری رہائش گاہ پر چھوڑ گیا — پھر میں سونے کے لئے بستر پر لیٹی ہی تھی کہ آپ کے آدمی آئے اور مجھے یہاں لے آئے" — مارگریٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنو مارگریٹ! — آفندی کو جب گرفتار کیا تو اس نے خودکشی کر لی اس لئے یہ بات اتنی سادہ سی نہیں ہے جتنی تم نے اپنے بیان میں بتانے کی کوشش کی ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اصل حقیقت بتادو" — سیکورٹی چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"جو کچھ مجھے معلوم تھا میں نے بتادیا — اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں جانتی" — مارگریٹ نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جمی اور مارشل کو تم نے کس چیز سے قتل کیا ہے" — سیکورٹی چیف نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"اس پنسل سے جو آپ کے سامنے میز پر پڑی ہوئی ہے" — مارگریٹ نے پنسل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"پنسل سے! — وہ کیسے" — سیکورٹی چیف نے پنسل اٹھاتے ہوئے حیرت سے کہا۔

"یہ پنسل میں نے ایک فلسطینی لڑکی سے حاصل کی تھی — اس پنسل میں سائنائیڈ کی زہر میں ڈوبی ہوئی سوئیاں موجود ہیں — پنسل کو پیچھے سے دبانے سے سوئی انتہائی تیزی سے نکل کر مقابل کے جسم میں گھس جاتی ہے اور وہ ایک لمحہ میں مر جاتا ہے" — مارگریٹ نے جواب دیا۔

"ہوں! — خاصی خطرناک چیز ہے" — سیکورٹی چیف نے پنسل کو بغور دیکھتے

ہوئے کہا۔

"یہ میں نے اپنی حفاظت کے لئے رکھی ہوئی ہے جناب! —— آپ کو معلوم ہے کہ ناپسندیدہ مرد کسی کو بھی پسند نہیں آتے —— اور جب ناپسندیدہ مرد زبردستی پر اُتر آئے اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے تو پھر پنسل ہی کام آتی ہے" —— مارگریٹ نے جواب دیا۔

"ہوں! —— مگر تمہاری یہ کہانی کسی عام آدمی کو تو مطمئن کر سکتی ہے —— مجھے نہیں۔ تمہیں یہ بتانا ہوگا کہ اصل حقیقت کیا ہے —— میں تمہیں ایک منٹ دے سکتا ہوں اس کے بعد جو کچھ ہوگا اس کی ذمہ داری تم پر ہوگی —— مجھ پر نہیں" —— سیکورٹی چیف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جو حقیقت تھی —— وہ میں نے بتا دی —— اب آپ کی مرضی آپ یقین کریں یا نہ کریں" مارگریٹ نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"سالم! —— اسے بلیو روم میں لے چلو —— یہ اس طرح نہیں مانے گی" —— سیکورٹی چیف نے مارگریٹ کے پیچھے کھڑے ہوئے سالم سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آؤ میرے ساتھ —— خبردار! کوئی چالاکی کرنے کی کوشش نہ کرنا" —— سالم نے اُسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور مارگریٹ خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر سالم کے ہمراہ چلتی ہوئی وہ ایک راہداری میں سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گئی۔ یہاں چاروں طرف چیکنگ مشینیں فٹ تھیں۔ ان مشینوں کو دیکھ کر مارگریٹ نے اطمینان کی سانس لی۔ ان مشینوں کی کارکردگی کو وہ اچھی طرح جانتی تھی اور انہیں ڈاج دینے کی اُسے باقاعدہ تربیت دی گئی تھی۔ اس لئے وہ مطمئن ہو گئی تھی۔ اس سے پہلے اس نے سمجھا تھا کہ شاید اس پر تشدد کیا جائے گا مگر اب شاید تارانی اس کے لئے جدید

طریقے استعمال کرنے لگ گئے تھے۔

سیکورٹی چیف وہاں پہلے سے موجود تھا اور پھر اس کے حکم پر ایک میز پر مارگریٹ کو لٹا دیا گیا اور پھر اس کے جسم کو بیلٹوں سے باندھ دیا گیا۔ پھر اس کے سر اور چہرے پر ایک کنٹوپ چڑھا دیا گیا۔ مارگریٹ نے اپنے ذہن کو ہر طرف سے خالی کر کے ایک نقطے پر یکسو کر لیا۔

سیکورٹی چیف نے مشین کا بٹن آن کر دیا اور مارگریٹ سے سوال پوچھنے شروع کر دیئے۔

مگر مارگریٹ پہلے سے ہی اس کا توڑ جانتی تھی۔ اس لئے اس نے بڑے اطمینان سے سیکورٹی چیف کے سوالوں کے جواب میں وہی کہانی ذہنی طور پر دوہرانی شروع کر دی جو اس سے پہلے وہ اُسے سُنا چکی تھی۔

پھر چند لمحوں بعد مارگریٹ کو کھول دیا گیا۔

"مس مارگریٹ! —— اب ہمیں اطمینان ہو گیا ہے کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے —— مشین کبھی جھوٹ نہیں بولتی —— مگر اب تم یہاں نہیں رہ سکتی۔ تمہیں ابھی اور اسی وقت یہاں سے جانا ہوگا" —— سیکورٹی چیف نے کہا اور مارگریٹ بھلا کیا کہتی —— خاموش ہو رہی —— اور ویسے بھی اب اس کا کام یہاں باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے اس کے حق میں یہی بہتر تھا کہ وہ یہاں سے چلی جائے۔ اس کی جان بچ گئی تھی۔ یہی کافی تھا۔

عمران پہلے سے ہی اس واردات کے لئے تیار تھا مگر اس کا پروگرام کچھ اور تھا۔ اُسے یہ تو احساس تھا کہ کرنل بلیک کا منصوبہ اس کے متعلق کچھ اور ہے مگر اُسے یہ علم نہ تھا کہ وہ اس طرح اچانک قابو میں آجائے گا۔ اب اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہتھکڑیوں سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے نیچے گھستے ہی عمران نے شعبدہ بازوں کی طرح دونوں ہاتھوں کو اپنے سر کی طرف اٹھایا اور پھر انہیں مروڑ کر وہ اپنے سامنے لے آنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہتھکڑیاں اتنی آسانی سے نہ ہی توڑی جا سکتی تھیں اور نہ ہی انہیں کھولا جا سکتا تھا۔ جبکہ ہیلی کاپٹر کو چاروں طرف سے کمانڈوز نے گھیر رکھا تھا۔

"باہر آجاؤ ـــ ورنہ میں فائرنگ کا حکم دے دونگا" ـــــ اچانک کرنل بلیک کی آواز سنائی دی۔ مگر عمران کے ذہن میں کچھ اور تھا۔ اس نے تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اُسے ہیلی کاپٹر کے پیندے میں ایک ہک نظر آگیا۔ اس سے شاید ہینگر کی رسی باندھی جاتی تھی۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ہتھکڑی کے درمیانی حصے کو اس ہک میں ڈالا اور پھر پوری قوت سے ایک جھٹکا دیا اور ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایسے سکیڑ لیا جیسے عورتیں چوڑیاں پہنتے وقت ہاتھ کو اکٹھا کر لیتی ہیں۔ زبردست جھٹکے اور ہاتھوں کو

مروڑنے سے اس کے ہاتھ ہتھکڑی کے دائروں سے پھسل کر باہر نکل آتے اور اب عمران کے دونوں ہاتھ آزاد تھے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے اپنی جراب کو نیچا کیا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا جیگر نکال لیا۔ یہ جیگر دبیز اور امونیا ملا ہوا دھواں پھینکتا تھا۔ اس نے پھرتی سے جیگر سے ہیلی کاپٹر کے دونوں اطراف فائر کیا اور جیگر کی نال سے دھوئیں کی تیز لکیر سی نکلی اور دوسرے لمحے تمام کمانڈوز کھانستے ہوئے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

عمران فائر کرتے ہی ہیلی کاپٹر کی دُم کی طرف بھاگا۔ اُسے معلوم تھا کہ دُم کی طرف ان کی توجہ نہیں گئی ہو گی اور پھر اس کا دم کی طرف بھاگنا ہی اس کی زندگی کا باعث بن گیا کیونکہ کرنل بلیک نے چیخ کر فائرنگ کا حکم دے دیا تھا۔ اور گولیاں ہیلی کاپٹر کے نیچے زمین سے ٹکراتی ہوئی تیزی سے آرپار ہوتی چلی گئیں۔

عمران بڑی پھرتی سے دُم کے حصے کی طرف آیا۔ وہاں اُسے کمانڈوز کے پیر نظر نہ آرہے تھے اور دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کے نیچے اُسے ایک خانہ سا نظر آگیا۔ وہ تیزی سے اس خانے پر چڑھا اور اس نے پوری قوت سے اس خانے کی ایک دیوار کو کھسکانا شروع کر دیا۔ جلد ہی دیوار اپنی جگہ سے ہٹ گئی اور عمران اب اس جگہ پر تھا جہاں سامان بھرا ہوا تھا۔ عمران اب محفوظ ہو گیا تھا۔ اس نے پھرتی سے وہ دیوار دوبارہ برابر کر دی اور پھر آہستہ آہستہ سر اُبھار کر وہ ہیلی کاپٹر کے اندر دیکھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر خالی پڑا تھا۔ وہ جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھنے لگا اور پھر سب سے آخری سیٹ کے نیچے گھستا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کے باہر کمانڈوز اور کرنل بلیک کے دوڑنے، بھاگنے اور چیخنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ ابھی تک عمران کو ہیلی کاپٹر کے نیچے ڈھونڈ رہے تھے جبکہ عمران ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچ چکا تھا۔

"اسے ڈھونڈو ـــــ ہر قیمت پر ڈھونڈو" ـــــ کرنل بلیک کی دھاڑ سنائی دی۔

اسی لمحے عمران کے ذہن میں بے اختیار مشن کو ناکام کرنے کی ایک تجویز آ ہی گئی۔ وہ تیزی سے سیٹوں کے درمیان سے ہوتا ہوا پائلٹ سیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پائلٹ سیٹ پر پہنچتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے انجن چلا دیا اور ہیلی کاپٹر کے پنکھے ایک تیز گونج کے ساتھ گھومنا شروع ہو گئے۔

"ارے ارے ـــ وہ ہیلی کاپٹر میں موجود ہے ـــ پکڑو اسے" ـــــ اچانک کرنل بلیک کی نظر عمران پر پڑی اور وہ چیخ پڑا۔ اور پھر کمانڈوز بے تحاشہ ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگ پڑے۔

ہیلی کاپٹر کے انجن نے ابھی تک پوری سپیڈ نہیں پکڑی تھی اس لئے عمران مجبور تھا کہ وہ اسے زمین سے بلند نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ دس بارہ کمانڈوز دروازے کھول کر ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گئے اور اسی لمحے عمران نے بڑی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو اڑانے والا بٹن دبا دیا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند ہونے لگا۔

"اسے نیچے اتارو ـــ جلدی کرو" ـــــ ایک کمانڈوز نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن عمران کی کمر سے لگاتے ہوئے کہا۔

مگر عمران جانتا تھا کہ وہ اسے ہلاک نہیں کریں گے ورنہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی تباہ ہو جائیں گے اس لئے وہ مطمئن انداز میں بیٹھا رہا مگر اسی لمحے دو تین کمانڈوز نے بڑی پھرتی سے اسے پیچھے کی طرف گھسیٹ لیا۔

عمران نے پیر کی مدد سے ہیلی کاپٹر کے آٹومیٹک کنٹرول کا بٹن آن کر دیا اور پھر وہ اچھل کر ان کمانڈوز پر آ گرا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ایک کمانڈوز کے ہاتھ سے

سٹین گن چھین لی۔ مگر دوسرے لمحے اس کی گردن پر سٹین گن کے دستے کا وار ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ میں چنگاریاں بھر گئی ہوں۔

عمران نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بیحد کوشش کی مگر مقابل میں دس بارہ کمانڈوز تھے۔ وہ اکیلا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے دوسرے لمحے ایک اور ضرب اس کی کھوپڑی پر پڑی اور پھر وہ تاریک وادیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

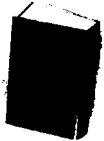

پی۔ ایچ مقرٹین ہیلی کاپٹر زمین پر اتر چکے تھے اور تمام کمانڈوز اب مال بردار طیاروں میں تیل بھرے جانے کا انتظار کر رہے تھے۔ پی۔ ایچ مقرٹین ہیلی کاپٹر کی شکل ایک بہت بڑے آئل ٹینکر کی سی تھی۔ کمانڈوز میں سے اس شعبے کے ماہرین نے بڑی پھرتی سے ایک آئل بردار ہیلی کاپٹر کی نال کا سرا ایک مال بردار ہیلی کاپٹر کی ٹینکی سے جوڑ دیا تھا اور پی۔ ایچ مقرٹین سے تیل مال بردار ہیلی کاپٹر میں تیزی سے رواں دواں تھا۔

عمران کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے ایک ہیلی کاپٹر میں ڈال دیا گیا تھا اور کھوپڑی والی ضرب سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس کی یہ بیہوشی خاصی طویل ثابت ہو گی۔

کرنل بلیک ایک طرف خاموش کھڑا تیل کی منتقلی کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک اس کی نظریں سڑک کے انتہائی سرے پر سرخ نقطوں پر مرکوز ہو گئیں۔ وہ نقطے تیزی سے

پھیلتے چلے جا رہے تھے۔

"سڑک پر رکاوٹیں ڈال دو ــــ اور آنے والی گاڑیوں کو روکو اور اس میں سوار کسی فرد کو زندہ بچ کر نہ جانے دو" ــــ کرنل بلیک نے قریب کھڑے کمانڈوز سے مخاطب ہو کر کہا اور کمانڈوز تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔

نقطے اب تیزی سے پھیلتے چلے جا رہے تھے اور اب وہ واضح ہو گئے تھے۔ ایک سیاہ رنگ کی کار اور ایک طویل و عریض ٹرک آگے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی۔

پھر جیسے ہی کار اور ٹرک پوائنٹ کے قریب آئے اور کمانڈوز نے انہیں روکنے کا اشارہ کیا۔ کار اور ٹرک کی رفتار اچانک تیز ہو گئی۔ کمانڈوز ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے ان کے قریب آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک کار نے ٹرن لیا اور پھر وہ پوری قوت سے کمانڈوز کی طرف بڑھی۔ کمانڈوز نے بوکھلا کر پیچھے چھلانگ لگا دی۔ سڑک کی دوسری طرف کھڑے کمانڈوز نے کار پر فائرنگ کر دی مگر وہ تیزی سے ٹرن لیتی ہوئی ہیلی کاپٹروں کے درمیان سے گزر کر تیزی سے واپس سڑک پر چڑھتی چلی گئی۔ اس کی رفتار اس حد تک تیز ہو چکی تھی کہ چند ہی لمحوں میں وہ نظروں سے غائب ہو گئی۔

دوسری طرف کار کے پیچھے آنے والا ٹرک پوری رفتار سے دوڑتا ہوا سڑک پر موجود رکاوٹوں سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس میں سے کمانڈوز پر فائرنگ کھول دی گئی۔ کمانڈوز نے اس پر فائرنگ کی مگر دیوہیکل ٹرک پر ان گولیوں کا کوئی خاص اثر نہ ہوا اور وہ رکاوٹوں کو توڑتا اور روندتا ہوا تیزی سے آگے دوڑتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ بھی نظروں سے دور ہو چکا تھا اور کمانڈوز کی تمام کارروائی ناکام ہو کر رہ گئی۔

"میرے خیال میں یہ سمگلر تھے ــــ بہرحال وہ ہماری رپورٹ آگے نہیں کریں گے اور میں بھی یہی چاہتا تھا" ــــ کرنل بلیک نے اپنے کمانڈوز کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

تمام کمانڈوز ایک بار پھر تیل کی منتقلی کی کارروائی کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گئے۔ اسی لمحے کرنل بلیک کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز ابھرنے لگی۔ کرنل بلیک نے بڑی پھرتی سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو کرنل بلیک! ــــ پریذیڈنٹ کالنگ یو اوور" ــــ بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس سر ــــ کرنل بلیک سپیکنگ۔ اوور" ــــ کرنل بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ــــ؟ صدر ایکریمیا نے بھاری لہجے میں پوچھا۔

"مشن کا پہلا مرحلہ کامیابی سے طے ہو گیا ہے اور دوسرے مرحلے کے لئے تیزی سے کارروائی کی جا رہی ہے ــــ اس وقت مال بردار ہیلی کاپٹروں میں ایندھن بھرا جا رہا ہے ــــ اس کارروائی کے مکمل ہوتے ہی ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اوور" ــــ کرنل بلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کوئی رکاوٹ تو سامنے نہیں آئی۔ اوور" ــــ؟ صدر نے تجسس آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں جناب ــــ کسی قسم کی رکاوٹ سامنے نہیں آئی ــــ اور نہ ہی آ سکتی ہے۔ اوور" کرنل بلیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ جیسے ہی آئل ڈپو پر قبضہ ہو جائے ــــ آپ نے فوری طور پر مجھے اطلاع دینی ہے ــــ اندازاً آپ کس وقت تک اطلاع دیں گے۔ اوور" ــــ صدر نے پوچھا۔

"جناب ــــ میرا خیال ہے کہ تین گھنٹوں بعد ہم آپ کو مشن کی کامیابی کی اطلاع دے سکیں گے۔ اوور" ــــ کرنل بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ میں اس اطلاع کا شدت سے منتظر رہوں گا ۔۔۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لیے بتا دوں کہ ابھی تک روسیاہ او تاران کسی بھی حکومت کے کانوں میں اس مشن کی بھنک نہیں پڑی۔ اوور" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"ہمارا منصوبہ اتنا بے داغ اور مکمل ہے جناب کہ اس کی اطلاع کسی کو ہو ہی نہیں سکتی۔ اوور" ۔۔۔ کرنل بلیک نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ میں تمہاری طرف سے کامیابی کی اطلاع کا شدت سے منتظر ہوں۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا اور کرنل بلیک نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

اسی لمحے ایک کمانڈوز نے چیخ کر سڑک کی طرف اشارہ کیا اور کرنل بلیک نے چونک کر دیکھا تو دور سے ایک مسافر بس آتی ہوئی دکھائی دی۔

"اسے روکو ۔۔۔ اور اس پر چڑھ کر مسافروں کی اس انداز میں تلاشی لو جیسے اینٹی سمگلنگ سٹاف چیک کرتا ہے تاکہ انہیں کوئی شبہ نہ ہو سکے ۔۔۔ اور یہ آگے جا کر اطلاع نہ دے سکیں" ۔۔۔ کرنل بلیک نے کمانڈوز سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کمانڈوز نے آگے بڑھ کر مسافر بس کو رکنے کا اشارہ کیا۔ مسافر بس کے ڈرائیور نے کمانڈوز کے اشارے پر بس روک دی۔ اور پھر دو کمانڈوز بس پر چڑھ گئے اور انہوں نے مسافروں کے سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

"آپ لوگ کون ہیں" ۔۔۔ ایک مسافر نے ایک کمانڈوز سے پوچھا۔

"خاموش رہو ۔۔۔ ہمارا تعلق سپیشل اینٹی سمگلنگ سٹاف سے ہے" ۔۔۔ ایک کمانڈوز نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیا اور مسافر خاموش ہو گیا۔

سرسری تلاشی لینے کے بعد کمانڈوز نیچے اتر آئے اور انہوں نے بس کو آگے جانے کا اشارہ کیا اور بس ڈرائیور نے بس آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں بعد وہ مڑ کر ان کی نظروں

سے غائب ہو گئی۔

ایک مال بردار ہیلی کاپٹر میں تیل بھرا جا چکا تھا اور اب ماہرین دوسرے ہیلی کاپٹر میں تیل بھرنے کی کارروائی میں مصروف تھے۔

اچانک کرنل بلیک کی نظریں دور کھڑے ایک مال بردار ہیلی کاپٹر پر پڑیں جس کے اوپر لگے ہوئے پنکھے تیزی سے گھومنے شروع ہو گئے۔

"یہ کون ہیلی کاپٹر چلا رہا ہے ۔۔۔؟ اسے روکو" ۔۔۔ کرنل بلیک نے چیخ کر کمانڈوز سے کہا اور وہ سب ایک لمحہ حیرت سے ہیلی کاپٹر کو دیکھنے کے بعد تیزی سے اس کی طرف دوڑ پڑے مگر یہ ہیلی کاپٹر کافی دور کھڑا تھا اور اس میں مشن کا ضروری سامان بھرا ہوا تھا۔

بے تحاشا دوڑتے ہوئے کمانڈوز ابھی ہیلی کاپٹر سے تھوڑی ہی دور تھے کہ اچانک ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

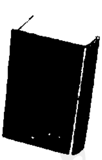

عمران نے جب آنکھیں کھولیں تو پہلے چند لمحے تو وہ لاشعوری کی کیفیت میں بے حس و حرکت پڑا رہا مگر آہستہ آہستہ اس کا شعور لاشعور پر غالب آتا چلا گیا۔ اور پھر اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ کس طرح اس نے ہیلی کاپٹر اڑانے کی کوشش کی تھی مگر کمانڈوز نے اس پر حملہ کر کے اسے بیہوش کر دیا تھا۔ اس نے کسمسا کر ادھر ادھر دیکھا تو اسے

محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ اور پیر مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں اور وہ ایک ہیلی کاپٹر کی سیٹ پر پڑا ہوا ہے۔ اس بار اسے رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ شاید باندھنے والوں کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اپنے ہاتھ پیر آزاد نہ کرا سکے گا۔ مگر انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ مقابلے پر کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ علی عمران ہے جو ناممکن کو ممکن بنا دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

عمران نے اپنے ناخنوں میں لگے ہوئے مخصوص بلیڈوں کی مدد سے چند ہی لمحوں میں ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹ ڈالیں۔ پھر پیروں کی رسیاں کاٹنے میں اسے مزید چند منٹ لگے۔

رسیوں کی گرفت سے آزاد ہونے کے بعد اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے سڑک پر ایک مسافر بس کھڑی ہوئی نظر آئی اور کمانڈوز اس بس کے گرد اکٹھے تھے اور بس کی تلاشی لی جا رہی تھی۔ عمران کے لئے یہ موقع بیحد قیمتی تھا کیونکہ سب لوگوں کی توجہ مسافر بس کی طرف تھی۔

عمران نے بڑی آہستگی سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا اور دوسری طرف نیچے رینگ گیا اور پھر اس کی نظریں سب سے آخر میں کھڑے ہوئے مال بردار ہیلی کاپٹر پر جم گئیں جو کمانڈوز کی پہنچ سے کافی دور تھا۔ پہلے تو اس کا ارادہ ہوا کہ وہ کسی تیل بردار ہیلی کاپٹر کو لے اڑے مگر پھر اس نے اپنا یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ تیل بردار ہیلی کاپٹروں کے نزدیک کمانڈوز موجود تھے۔

چنانچہ عمران ہیلی کاپٹروں کی آڑ لیتا ہوا اور زمین پر رینگتا ہوا تیزی سے آخری ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ گھپ اندھیرے میں اسے آسانی سے چیک نہ کیا جا سکے گا۔

اور پھر وہی ہوا۔ وہ تیزی سے رینگتا ہوا آخری ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گیا اور ابھی

وہ سانس روکے زمین پر لیٹا ہوا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹر کے قریب ایک شعلہ لپکتے دیکھا اور پھر ایک سرخ نقطہ روشن ہو گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ اس ہیلی کاپٹر کے قریب کوئی کمانڈوز موجود ہے اور اس نے سگریٹ سلگایا ہے۔

کمانڈوز کا سگریٹ سلگانا عمران کے حق میں بہتر ثابت ہوا ورنہ عمران بے خبری میں مارا جاتا۔

عمران محتاط ہو کر تیزی سے آگے رینگتا چلا گیا اور پھر قریب جا کر اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ کمانڈوز کی نظریں بس کی طرف ہی لگی ہوئی ہیں جیسے اب آگے بڑھنے کا اشارہ دیا جا رہا تھا۔

دوسرے لمحے عمران زمین سے کسی چیتے کی طرح لپکا اور اس نے کمانڈوز پر چھلانگ لگا دی۔ عمران کا اندازہ اتنا جچا تلا تھا کہ اس کا ایک ہاتھ پوری قوت سے کمانڈوز کے منہ پر جم گیا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر مخصوص انداز میں ضرب لگائی اور کمانڈوز کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اس کے منہ سے سگریٹ نکل کر دور جا گرا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ڈھیلے پڑتے ہوئے کمانڈوز کے جسم کو سنبھالا اور پھر اس کی کنپٹی کے قریب موجود ایک مخصوص رگ پر اپنے انگوٹھے کا دباؤ ڈالا اور کمانڈوز کی مدافعت یکدم دم توڑ گئی۔ اب وہ طویل عرصے کے لئے بیہوش ہو چکا تھا۔

عمران نے بڑی آہستگی سے پائلٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور بیہوش پڑے کمانڈوز کو اٹھا کر اس نے پائلٹ کی ساتھ والی سیٹ پر لٹا دیا اور پھر خود بھی اچھل کر پائلٹ سیٹ پر آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر قریب ہی بیہوش پڑے ہوئے کمانڈوز کے پہلو سے لٹکتی ہوئی سٹین گن اتار کر اپنے کاندھے سے لٹکا لیا۔ اس کے بعد اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن چلا دیا۔ ہیلی کاپٹر کے اوپر لگے ہوئے پنکھے تیزی سے گھومنے لگے۔

عمران کی نظریں دُور کھڑے ہوئے کمانڈوز پر جمی ہوئی تھیں۔ پنکھوں کی آواز نے ان سب کو چونکا دیا اور پھر عمران نے دیکھا کہ وہ سب تیزی سے اس ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنے لگے۔ مگر عمران مطمئن تھا کہ ان کے آنے سے قبل ہی وہ ہیلی کاپٹر کو فضا میں اٹھا لے جائے گا۔

اور پھر وہی ہوا۔ ابھی کمانڈوز کافی دُور تھے کہ انجن نے پوری سپیڈ پکڑ لی اور عمران نے جلدی سے اُسے فضا میں اٹھانے والا بٹن دبا دیا اور ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ نیچے کمانڈوز کے چیخنے اور شور مچانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں مگر عمران کے چہرے پر پُراسرار مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ چونکہ اس ہیلی کاپٹر میں مشن کے لئے ضروری سامان بھرا ہوا ہے اس لئے کرنل بلیک اس پر فائرنگ کا حکم نہ دے گا۔ اور وہی ہوا۔ کمانڈوز نے چیلنے کے باوجود ہیلی کاپٹر پر فائر نہ کھولا اور عمران ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر لئے چلا گیا۔

جب ہیلی کاپٹر فضا میں خاصی اونچائی پر پہنچ گیا تو عمران نے اس کا رخ تبدیل کیا اور پھر اُسے اس جگہ سے کافی دُور لیتا چلا گیا۔

کافی دُور جانے کے بعد عمران نے ہیلی کاپٹر کا رخ دوبارہ سیدھا کیا اور اس کی رفتار اور فاصلے کا اندازہ کر کے اس نے آٹومیٹک کنٹرول کا بٹن آن کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آٹومیٹک کنٹرول کو اس انداز میں سیٹ کیا کہ وہ ٹھیک اسی جگہ جا کر اُترے جہاں دوسرے مال بردار اور تیل بردار ہیلی کاپٹر موجود ہیں۔

جب عمران کو اطمینان ہو گیا کہ اب ہیلی کاپٹر ٹھیک دوسرے ہیلی کاپٹروں پر جا کر گرے گا تو اس نے سٹین گن بغل سے اتاری اور اس کی بیلٹ کمر سے باندھ لی اور پھر ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر اس نے تاریک فضا میں چھلانگ لگا دی۔ ہیلی کاپٹر زائیں

کی آواز سے آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ عمران کا جسم فضا میں قلابازیاں کھاتا ہوا تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگا۔

عمران نے جسم پر بندھے ہوئے پیراشوٹ کی رسی کھینچی اور پیراشوٹ فضا میں کھلتا چلا گیا اور عمران کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور پھر وہ فضا میں جیسے ہچکولے سے کھانے لگا۔ تیز ہوا اسے اڑائے لئے جا رہی تھی۔

عمران کی نظریں دور جاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے ہیولے پر جمی ہوئی تھیں جس کا رخ اسی متروک ہوائی اڈے کی طرف تھا جہاں کرنل بلیک اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد عمران کے کانوں میں ایک کان پھاڑ دھماکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی زمین پر جیسے آتش فشاں سا پھٹ پڑا ہو۔ زمین پر سے اٹھتے ہوئے شعلے واقعی کسی آتش فشاں کے پھٹنے کا منظر دکھا رہے تھے اور فضا میں تیرتے ہوئے عمران کے لبوں پر ایک پُراسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

کرنل بلیک کا مشن عمران کے ہاتھوں انجام کو پہنچ چکا تھا۔ وہ دل ہی دل میں کرنل بلیک کی حماقت پر قہقہے لگا رہا تھا جس نے اپنے منصوبے میں خود ہی عمران کی جگہ ڈھونڈ لی تھی۔ اب بھلا کرنل بلیک کو کیا علم تھا کہ وہ اپنے ساتھ ایک جیتے جاگتے آتش فشاں کو لئے جا رہا ہے۔

کرنل بلیک نے جب ہیلی کاپٹر کو فضا میں اڑ کر غائب ہوتے دیکھا تو وہ بے اختیار چیخ پڑا۔

"اس نقلی جوزف کو ڈھونڈو ۔۔۔ یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے" ۔۔۔ کرنل بلیک کے منہ سے غصے کی شدت سے کف نکل رہا تھا۔

اور پھر کمانڈوز تیزی سے اس ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگ پڑے جس میں عمران بندھا ہوا وہ چھوڑ آئے تھے۔ کرنل بلیک خود بھی ان کے ساتھ بھاگ رہا تھا۔

اور جب اس ہیلی کاپٹر میں کٹی ہوئی رسیوں پر اس کی نظر پڑیں تو اس نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"اب مشن کا کیا ہوگا باس" ۔۔۔ ایک کمانڈوز نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"مشن ہر قیمت پر مکمل ہوگا ۔۔۔ ہر قیمت پر ۔۔۔ جلدی سے اپنے اپنے ہیلی کاپٹروں کے قریب پہنچ جاؤ ۔۔۔ تیل کی منتقلی بس ختم ہونے والی ہے ۔۔۔ ہم نے فوراً روانہ ہونا ہے" ۔۔۔ کرنل بلیک نے چیخ کر کہا اور وہ سب اپنے اپنے ہیلی کاپٹروں کی طرف دوڑ پڑے۔

"باس ۔۔۔ ہیلی کاپٹر واپس آ رہا ہے" ۔۔۔ ایک کمانڈوز نے چیخ کر کہا اور سب کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ مال بردار ہیلی کاپٹر تیزی سے نزدیک آتا جا رہا تھا اس بار اس کی بلندی خاصی کم تھی۔

"پوزیشن سنبھال لو ۔۔۔ جیسے ہی یہ اڈے سے ذرا دور ہو اس پر فائرنگ کر دو" ۔ کرنل بلیک نے چیخ کر کہا اور کمانڈوز تیزی سے زمین پر لیٹتے چلے گئے۔

دیو ہیکل ہیلی کاپٹر کی بلندی تیزی سے کم ہوتی چلی جا رہی تھی اور کرنل بلیک کو اچانک ایک نئے خطرے کا احساس ہوا۔

"ہٹ جاؤ ۔۔۔ ہیلی کاپٹروں سے دور ہٹ جاؤ ۔۔۔ یہ پاگل ہیلی کاپٹر یہاں گرانے والا ہے" ۔۔۔ کرنل بلیک نے چیخ کر کہا اور کمانڈوز اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ کر یوں بھاگنے لگے جیسے ان کے پیچھے بھوت لگ گئے ہوں۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ سب خاصی دور ہٹ سکتے، ہیلی کاپٹر زمین پر کھڑے ہوئے پی ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹروں سے ایک زبردست دھماکے سے ٹکرایا اور اس کے پرزے دور دور تک بکھرتے چلے گئے۔

ابھی ایک پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر میں تیل بھرا ہوا تھا اور فضا سے آنے والا ہیلی کاپٹر پہلے ٹکرایا بھی اسی سے تھا۔ چنانچہ اس ٹکراؤ کے فوراً بعد آگ بھڑک اٹھی اور پھر یوں محسوس ہوا جیسے اڈے پر آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا ہو۔

جلتا ہوا تیل دور دور تک بکھر چکا تھا۔ تقریباً چالیس کے قریب کمانڈوز بھی اس آگ اور ہیلی کاپٹر کے جلتے ہوئے ملبے کی زد میں آ گئے تھے اور ان کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے تھے۔

"واپس چلو ۔۔۔ مشن ناکام ۔۔۔ واپس چلو جلدی ۔۔۔ ورنہ ہم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچے گا" ۔۔۔ کرنل بلیک نے چیخ کر کہا۔

باقی ماندہ سب کمانڈوز تیزی سے دوڑتے ہوئے دور کھڑے مال بردار ہیلی کاپٹروں میں سوار ہوتے چلے گئے۔ اور چند لمحوں بعد آٹھ مال بردار ہیلی کاپٹر فضا میں تیر کی

طرح اٹھے۔ دو مال بردار ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے تھے جن میں سے ایک عمران نے اڑایا تھا اور دوسرا دھماکے کی زد میں آگیا تھا۔ پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر تینوں تباہ ہو گئے تھے۔ مگر کرنل بلیک آٹھ ہیلی کاپٹروں کو باقی ماندہ کمانڈوز کو بچا کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اب مشن کی کامیابی کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ جو ہیلی کاپٹر زمین پر تباہ ہوا تھا اسی میں وہ مخصوص ساخت کا بم موجود تھا جو آئل فیلڈ کے حصار کو توڑتا۔ اب اس بم کے بغیر آئل فیلڈ پر قبضہ کرنا ناممکن تھا۔

چنانچہ کرنل بلیک کے حکم پر ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑتے ہوئے واپس لنکن جہاز کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کرنل بلیک کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ اپنی بوٹیاں نوچ لے۔ اس کی ذرا سی حماقت سے اتنا بڑا منصوبہ ناکام ہو گیا تھا اس نے اپنی طرف سے نقلی جوزف کو استعمال کرنے کا پروگرام بنایا تھا مگر اس نقلی جوزف نے سارے منصوبے کا کباڑا کر کے رکھ دیا تھا اور پھر کرنل بلیک نے مردہ سے ہاتھوں سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔ جلد ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یس — پریذیڈنٹ سپیکنگ۔ اوور"۔

کرنل بلیک سپیکنگ۔ اوور" — کرنل بلیک کی آواز روتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"کیا بات ہے کرنل — ؟ تم نے اتنی جلدی کال کیسے کی۔ اوور" — ؟ دوسری طرف سے تیز لہجے میں پوچھا گیا۔

"سر! — مشن ناکام ہو چکا ہے — پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے ہیں دو مال بردار ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو گئے ہیں اور تقریباً پچاس سے زیادہ کمانڈوز کی لاشیں زمین پر بکھری پڑی ہیں۔ اوور" — کرنل بلیک نے مسکین سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مشن ناکام ہو گیا — کیا تم ہوش میں ہو — ؟ یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے؟ ابھی تو تم نے بتایا تھا کہ سب ٹھیک ہے۔ اوور" — دوسری طرف سے صدر مملکت حلق کے بل چیخ اٹھے۔

"جناب! — اس میں ہمارا قصور نہیں ہے — ایک پی۔ ایچ تھرٹین ہیلی کاپٹر اچانک فضا میں اڑتے ہوئے خراب ہو گیا اور وہ ایک تیل بردار ہیلی کاپٹر سے ٹکرا گیا جس سے تمام تباہی پھیل گئی — آگ لگنے کی وجہ سے دو مال بردار ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو گئے اور کمانڈوز بھی ہلاک ہو گئے — سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ وہ بم بھی ضائع ہو گیا جس سے آئل فیلڈ کا گیس کا حصار ختم کیا جانا تھا اس لئے اب کسی صورت میں مشن کامیاب نہ ہو سکتا تھا اسی وجہ سے میں نے واپسی کا حکم دیدیا ہے۔ اوور" — کرنل بلیک نے اصل واقعہ کو چھپاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! — بہت ظلم ہوا — پوری دنیا میں ایکریمیا کی طاقت کا مضحکہ اڑایا جائے گا۔ میری حکومت اس چوٹ سے نہ سنبھل سکے گی — یہ بہت بڑا ظلم ہوا ہے بہت بڑا۔ اوور" — صدر مملکت کا لہجہ بھیک مانگنے والوں جیسا تھا۔

"مگر جناب! — کیا ضرورت ہے کہ اس مشن کی ذمہ داری قبول کی جائے۔ اوور" — کرنل بلیک نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو وقتی حادثے سے سنبھال چکا تھا۔

"نہیں — یہ ناممکن ہے — تحقیقات سے ہر بات سامنے آ جائے گی — یہ ذمہ داری مجھے اپنے سر لینی ہی پڑے گی — ٹھیک ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں۔ اوور اینڈ آل" — صدر مملکت نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل بلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال لیا اور اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

عمران آہستہ آہستہ زمین کی طرف اترتا چلا جا رہا تھا۔ اس دوران اس نے دُور سے آٹھ ہیلی کاپٹروں کو فضا میں بلند ہو کر واپس پرواز کرتے دیکھ لیا تھا۔ بڑے بڑے دیو ہیکل ہیلی کاپٹروں کا سایہ گھپ اندھیرے کے باوجود اس کی تیز نظروں سے چھپا نہ رہ سکا تھا۔ اور ان ہیلی کاپٹروں کو واپس جاتے دیکھ کر وہ دل ہی دل میں مسکرا دیا۔

جس جگہ عمران کے قدم زمین پر لگے تھے وہ لق و دق صحرا ہی تھا۔ عمران نے زمین پر اترتے ہی تیزی سے پیراشوٹ اتار پھینکا اور پھر سٹین گن سنبھالے وہ تیزی سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فضا میں ہی دُور ایک جگہ ٹمٹماتی ہوئی روشنی دیکھ لی تھی اس لئے اب اس کا رخ ادھر ہی تھا۔

تقریباً ایک گھنٹہ مسلسل چلنے کے بعد وہ ایک پختہ سڑک پر پہنچ گیا۔ صبح کا ملگجا سا اندھیرا اب چاروں طرف پھیلا ہوا تھا اور پھر تقریباً آدھا گھنٹہ مزید چلنے کے بعد اُسے دُور سے ایک پٹرول پمپ کا نیون سائن جلتا ہوا نظر آ گیا۔ اور پھر عمران کے قدم تیز پڑنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد وہ پٹرول پمپ پر پہنچ گیا۔ پٹرول پمپ سنسان پڑا تھا۔ کیبن میں ایک نوجوان صوفے پر سویا پڑا تھا۔ عمران نے کیبن کے شیشے سے بنے ہوئے دروازے

پر آہستہ سے دستک دی اور نوجوان ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں، عمران مسکرا دیا۔

نوجوان نے آگے بڑھ کر تیزی سے دروازہ کھول دیا اور عمران سٹین گن سنبھالے اندر داخل ہو گیا۔ سٹین گن دیکھ کر نوجوان چونک پڑا اور اس کی آنکھوں میں خوف سا ابھر آیا۔

"گھبراؤ نہیں دوست! ــــ میں ڈاکو نہیں ہوں ــــ سرکاری افسر ہوں ــــ میں نے ایک فون کرنا ہے" ــــ عمران نے بڑے دوستانہ انداز میں کہا اور سامنے رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

نوجوان مطمئن ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

عمران نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے وہ کاران سیکرٹ سروس کے چیف طرغان کے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

عمران رسیور کانوں سے لگائے خاموش بیٹھا تھا۔ دو تین بار گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا اور پھر طرغان کی نیند میں ڈوبی ہوئی بھاری آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی۔

"ہیلو ــــ کون ہے" ــــ ؟

"طرغان! ــــ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران بول رہا ہوں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"ارے علی عمران! ــــ کہاں غائب ہو گئے تھے ــــ ؟ اس روز کے بعد آپ نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی ــــ ہم سب سخت پریشان ہیں" ــــ طرغان نے غصیلی آواز میں کہا۔

”رپورٹ کیا خاک دیتا ۔۔۔ آپ لوگ تو اطمینان کی نیند سوتے رہتے ہیں۔ بہرحال خوشخبری سن لیں کہ ڈیول ہاٹ کا یرغمالیوں کو چھڑانے کا خوفناک منصوبہ میں نے خاک میں ملا دیا ہے ۔۔۔ اور اس وقت طاباسس سے نوّے کلومیٹر دور متروک اور پرانے ہوائی اڈے پر ہیلی کاپٹروں کے پرزے اور کمانڈوز کی لاشیں بکھری پڑی ہیں“۔ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ ۔۔۔ کیا آپ صحیح کہہ رہے ہیں“ ۔۔۔ دوسری طرف سے طرغان حلق کے بل چیخ اٹھا۔

”آ کر دیکھ لو“ ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

”اوہ ۔۔۔ آپ اس وقت کہاں سے بول رہے ہیں“ ۔۔۔ طرغان نے پوچھا۔

”وہاں سے قریب ہی ایک پٹرول پمپ ہے“ ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ماؤتھ پیس پر ہتھیلی رکھ کر نوجوان سے پوچھنے لگا۔

”برادر ۔۔۔ یہ کونسا پٹرول پمپ ہے“ ۔۔۔؟

”شاہراہ سالم پر بیس نمبر پٹرول پمپ جناب“ ۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”شاہراہ سالم پر بیس نمبر پٹرول پمپ سے بول رہا ہوں“ ۔۔۔ عمران نے ماؤتھ پیس سے ہتھیلی ہٹا کر جواب دیا۔

”اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ ہمارے آنے تک وہیں ٹھہریں ۔۔۔ ہم لوگ ہیلی کاپٹروں پر پہنچ رہے ہیں“ ۔۔۔ طرغان نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہاں ۔۔۔ ظاہر ہے اب تو آپ پہنچیں گے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں“ ۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر رسیور

رکھ کر اطمینان سے ٹانگیں پھیلا لیں۔

”برادر ۔۔۔ کوئی چائے وائے مل سکتی ہے“ ۔۔۔ عمران نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ضرور جناب ۔۔۔ آپ تو ہماری پوری قوم کے محسن ہیں“ ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور پھر اٹھ کر کونے میں رکھی ہوئی تھرمس کی طرف بڑھ گیا۔ اور عمران دھیرے سے مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

بہرحال اسے خوشی تھی کہ اس نے ایک برادر اسلامی ملک کا سر دنیا میں بلند کر دیا ہے۔

ختم شد